# میثاقِ النّبیّٖن

عبدالحق وِدّیارتھی

احمدیّہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے
اکسپرٹ لیتھو پرنٹنگ پریس میں شائع کیا

# تہدیہ

الحمد للہ دن بھر کے ضیاع کے بعد شام کی ایک مختصر سی ساعت حضور ختم المرسلین میثاق النبیین سے محبت کرنے کی نصیب ہوئی۔

## اس ھدیۂ حقیر کو پذیرا کریں حضور

اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ اس ھدیہ کے صدقہ میں ہم مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے راستی پسند اصحاب کے دلوں میں حضور رحمۃ للعالمین کی محبت القا ہو۔

عبدالحق ودیارتھی

۱۸۔ دسمبر ۱۹۳۶ء

# فہرست مضامین میثاق النبیین حصہ اول

## آنحضرت صلی اللہ علیہ کی نبوت از صفحہ ۱۱۳ تا ۲۷۲

## ید بیضا میں لمعاتِ رسولِ مدنی از صفحہ ۱۵۱ تا ۱۸۳



## کوہ شعیر پر آنحضرت صلعم کے متعلق نبوۃ از صفحہ ۱۸۴ تا ۱۹۱



## آنحضرت صلعم کی شان میں حضرت داؤد کے زبور از صفحہ ۱۹۲ تا ۲۰۴



## حضرت سلیمان علیہ السلام کا محبوب محمدیم از صفحہ ۲۰۵ تا ۲۲۲

**نوٹ:**۔ مہاتما بدھ کی بشارات بدھ مذہب کی اصل پالی وغیرہ زبانوں میں کتب وقت پر میسر نہ آنے کی وجہ سے درج نہیں ہو سکیں۔ ان کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ دوسری جلد میں آئے گی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

# آنحضرت صلعم کے صدق دعویٰ پر دو قسم کی شہادۃ

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ
وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (۱۳ = ۴۳)

"کافر اعتراض کرتے ہیں تو اللہ کا رسول نہیں انہیں جواب دو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کے لئے اللہ کی اور اس شخص کی شہادت کافی ہے جس کے پاس کتاب کا علم ہے"

ایک قوم کا سوشل ارتقا جب تک اس درجہ پر نہیں پہنچ جاتا کہ اس کے باہمی جھگڑے نپٹانے کے لئے کسی منظم حکومت کی ضرورت پیش آجائے اس وقت تک قانون کی کوئی معقول تشکیل صورت پذیر نہیں ہوتی اسی طرح انبیاء کی صداقت کے دلائل بھی قوموں کے ذہنی ارتقاء کے مطابق ہوتے رہے ہیں۔ ازمنہ قدیم میں لوگ اپنی صداقت کا ثبوت قسم کھانے، ہاتھ میں آگ اٹھانے یا آگ میں کودنے، پانی کے گرداب سے بچ نکلنے۔ بلند پہاڑ سے صحیح وسلامت نیچے پھلانگ جانے، غیب دانی، جادو اثر منتروں اور شعبدات دکھانے سے دیا کرتے تھے ایسی صورت میں دیکھنے اور پرکھنے والوں کی حیثیت فال اور قسمت بتانے والی کل کی ہوتی تھی انہیں دعویٰ کی سچائی پرکھنے کے لئے غور وفکر کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔ ہندو مذہب اور بہت سے قدیم مذاہب میں بزرگوں کی صداقت اسی قسم کے معیاروں پر دیکھ

لی جاتی تھی[۱]۔ اسلام نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صدق دعویٰ پر اس قسم کی کوئی کرامت پیش نہیں کی اگر اعلےٰ درجہ کی سوسائٹی کا معیار، اس کے قانون کی معقولیت ہوتا ہے تو قرآن شریف نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا جو معیار پیش کیا ہے اس پر غور کیجئے۔ آیت مندرجہ عنوان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں دو عظیم الشان شاہد پیش کئے ہیں اور ان کی شہادۃ کو کافی قرار دیا ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی شہادۃ اور دوسری عالم کتاب کی شہادۃ۔

قانون شہادۃ میں شاہد کی اہمیت اور شہادۃ علمی دو ہی امر قابل لحاظ ہوتے ہیں محمد رسول اللہ کے حق میں شہادۃ کی اہمیت اس امر سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ خود آپ کے حق میں شاہد ہے

## اللہ تعالیٰ کی شہادۃ

اللہ تعالےٰ کی شہادۃ سے بالعموم صحیفہ قدرت کی گواہی غیر معمولی نصرت الٰہیہ اور رودِ سُنّت خداوندی مراد لی گئی ہے جو ہمیشہ ہر صادق کی صداقت کا نشان رہی ہے صحیفہ قدرت کی شہادۃ یہ ہے کہ کائنات عالم کا چھوٹے سے چھوٹا ذرہ اور بڑے سے بڑا جرم قانون سے خالی نہیں ربنا الذی اعطیٰ کل شئ خلقه ثم هدیٰ "ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور اسے ہدایت دی ہے"۔ قانون الٰہی کی یہ ہمہ گیری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق دعویٰ پر ایک بہت بڑی شہادۃ ہے اس لئے کہ حضور سب سے پہلے نبی ہیں جنہوں نے وحی الٰہی کے عالمگیر ہونے پر یہ دلیل دی ہے کہ صحیفہ قدرت کا ہر ورق اور کائنات عالم کا ہر ذرہ اپنے قیام اور ترقی کے لئے اس قانون کا محتاج ہے جو اس کے اندر خالق کائنات کی طرف سے ودیعت کیا گیا ہے۔ اس حکیم مطلق اور رب العالمین نے

---

[۱] جناب زرتشت کے سوانح میں لکھا ہے کہ خداوند عالم نے اپنا نور ایک بلند پہاڑ پر بھیجا جہاں اس نے ایک درخت کی شکل اختیار کر لی زرتشت کے والد کی گائے اسی درخت کی پتیاں چرتی تھی اور وہ اس گا دودھ پیتے تھے۔ اس طرح جس خون سے پیغمبر ایران کی پیدائش ہونے والی تھی اس میں خدا کا نور بدرجہ اتم ڈال گیا تھا ابھی زرتشت پیدا بھی نہ ہوئے تھے کہ اہرمنوں کو ان کے قتل کی فکر ہوئی پیدائش کے بعد شیاطین نے زرتشت کو بہت پریشان کیا کبھی اسے آگ میں پھینک دیتے کبھی بھیڑیوں کے سامنے ڈال دیتے لیکن ہر موقعہ پر وہ محفوظ رہے۔ مسیح اور بدھ کی پیدائش پر اسی قسم کے معجزات واقع ہونے بیان کئے جاتے ہیں سیتا جی نے اپنی صداقت کا ثبوت آگ ہاتھ میں اٹھانے سے دیا تھا۔

جب ایک ذرہ سالمہ کو بھی قانون عطا کیا ہے تو یقیناً انسان جو قدرتِ ربانی کی ایک بہترین صنعت ہے اور اس کی ترقیات کا میدان بھی لامحدود نظر آتا ہے اپنے قیام و بقا اور ارتقار کے لیے ہدایت نامہ اور طریق عمل کا محتاج ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ (سورۃ الاعلیٰ)

"اپنے رب کے اس اعلیٰ نام کی تسبیح کر جس نے پیدا کیا درست بنایا جس نے اندازہ مقرر کیا اور ہدایت دی"

الہام الٰہی کا کسی خاص زمانہ، کسی خاص قوم کے ساتھ مختص ہونا نہ صرف رب العالمین کے انصاف اور رحم پر کلنک کا ٹیکا لگاتا ہے بلکہ مذہب کی اہمیت اور ضرورت کو بھی ہماری نظر سے گرا دیتا ہے ایسی صورت میں مذہب کوئی ضروری چیز معلوم نہیں ہوتی جسے بالالتزام تمام اقوام تک پہنچایا جائے یا زمانہ کی دستبرد سے اگر اس میں تغیر و تبدل واقع ہوگیا ہو تو پھر کسی نئے نبی کی معرفت پاک اور صاف کر کے نسل انسانی کی زندگی کا از سر نو موجب بنایا جائے اگر دنیا کی ایک مخصوص قوم کے سوا کل اقوام عالم مذہب کے بغیر اپنا وجود دنیا میں قائم رکھ سکتی تھیں اور بغیر الہام اور وحی یا مصفا قانون الٰہی نیکی اور تقویٰ کے وہ اعلیٰ نمونے پیدا کر سکتی تھیں جو دنیا میں کبھی زرتشت کبھی بدھ، ابراہیم، موسیٰ، کرشن اور کبھی عیسےٰ مسیح کے نام سے مشہور ہوئے تو پھر اصلاح و ہدایت خلق کے لئے کسی ایک قوم اور ملک کو مخصوص کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی اور اگر خدا ہی کچھ اس قسم کا خدا ہے کہ اس کی جزا اور سزا کا قانون بلا وجہ معقول اپنے اور پرائے کی تفریق پیدا کر کے اپنی اکلوتی محبوب قوم کو قانون سے تو رعایت دیتا ہے مگر دوسروں کو اپنے بندے نہ سمجھ کر بلا وجہ اندھیرے میں رکھتا اور ہلاک کرتا ہے تو ایسا خدا ماننے کے قابل نہیں وہ یقیناً اندھیر نگری کا چوپٹ راجہ ہے جس کو ماننے سے نہ ماننا ہی بہتر ہے یہ مضمون ایک نہایت ہی وسیع مضمون ہے اس پر جتنا بھی غور کیا جائے یہی بات زیادہ وضاحت سے کھلتی جاتی ہے کہ مذہب کی ضرورت صرف اسی صورت میں ہے جسے اسلام نے پیش کیا ہے کہ دنیا کی ہر ایک قوم میں وقتاً فوقتاً نبی مبعوث ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمانیت نے

اقوام عالم میں سے کسی قوم کو سچے مذہب سے کسی وقت بھی محروم نہیں رکھا یا مذہب بطور ایک حقیقۃ ثابتہ کے ہر قوم اور ہر زمانہ میں پایا جاتے اور اس سچے مذہب کے پیرو اس کی تبلیغ کو اپنی زندگی کا نصب العین سمجھیں دنیا میں کوئی بڑی سے بڑی طاقت ان کی اس تبلیغی جدوجہد کو روک نہ سکے قوموں میں زلزلے آئیں طوفان اٹھیں، حق و باطل کی آویزش سے کشت وخون کے دریا بہہ جائیں یہاں تک کہ انسان یہ سمجھ لے کہ مذہب اور طریق حق کے قبول کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ورنہ تبلیغ مذہب میں رازداری اور ایک دوسرے کے کان میں منتر پھونکنا کہ اصول مذہب اور عقائد دین سے کسی کو اطلاع نہ ہو ضرورت مذہب کو باطل ٹھہرانا ہے۔

صرف آنحضرت صلعم پر ایمان مذاہب | ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت (۱۶-۳۶)
عالم میں اتحاد پیدا کرتا ہے۔ | یقیناً ہم نے ہر ایک قوم میں ایک رسول مبعوث کیا کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو"

محمد رسول اللہ کی ذات بابرکات کو انبیاء عالم میں بہت سی خصوصیات حاصل ہیں ان میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ حضور نے تمام انبیاء عالم کی تصدیق کی ان پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری قرار دیا جیسا خود اپنی رسالت و نبوت پر۔ اسلام کا یہ عقیدہ اس قدر عظیم الشان ہے کہ اس پر نہ صرف اتحاد اقوام اور مذاہب کی بنیاد قائم ہے۔ بلکہ آپ نے دیکھا کہ اس عقیدہ سے اگر ایک لمحہ کے لئے بھی روگردانی کی جائے تو تمام مذاہب کی عمارت اسی وقت زمین پر آرہتی ہے کیونکہ اسلام کے نزدیک مذہب ایک عالمگیر حقیقت ہے جو دنیا کی تمام اقوام کے اندر پائی جاتی ہے۔ موجودہ زمانہ میں اس عقیدہ اور خیال کے لوگ قریباً قریباً تمام مذاہب میں پیدا ہو گئے ہیں جو اس اعتقاد کی صداقت اور معقولیت کی دلیل ہے لیکن اس اصول کا سب سے پہلا داعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا حضور کی بعثت سے پیشتر کسی نبی نے یہ تعلیم نہیں دی اور نہ کل انبیاء عالم پر ایمان کے عقیدہ کو کسی اور مذہب نے جزو ایمان ٹھہرایا ہے۔

رب العالمین کا تصور صرف | الحمد للہ رب العلمین تعریف کا مستحق اللہ تمام جہانوں کا رب ہے
قرآن شریف نے پیش کیا | رب المشارق والمغارب وہ مشرق کا بھی رب ہے اور مغرب کا بھی

نسل انسانی کی ہر امت میں انبیاء کی بعثت کو تسلیم کرنا تو ایک طرف اکثر اور بیشتر مذاہب نے

تو اس امر کو بھی کشادہ دلی سے قبول نہیں کیا کہ ان کا خدا دنیا کی دوسری اقوام کا بھی خدا و معبود ہے
برہمنی اور ویدک مذہب صرف آریوں کو ایشور کی اولاد سمجھتا رہا ان کے خیال میں ویدوں کی گئو
ماتا صرف برہمن۔ چھتری اور ویش کو ہی دودھ دہاتی اور انہی کی پرورش کرتی تھی[1] اور بنی اسرائیل کا خدا وند
یہودہ صرف بنی اسرائیل کا خدا تھا جان ایس ہیلنڈ بی۔ اے کورس "مختصر تاریخ تہذیب" میں لکھتے ہیں۔

*The God whom the Jews worshiped had at first been concieved of as the trible Diety of a nomadic people... For many centuries the Jews continued to concieve this God of righteousness as their God only... But this idea their own national God was also the God of all other men was never welcomed and adopted by the mass of the Jewish population.*

*(A brief History of civilization Page 72)*

۲۔ اللہ تعالیٰ کی شہادۃ نصرۃ الٰہیہ کے رنگ میں } قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم انہ کان بعبادہ خبیرا بصیرا (۱۷ : ۹۶)
کہو اللہ میرے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں سے خبردار اور دیکھنے والا ہے"

یہاں اللہ تعالیٰ کی شہادۃ سے مراد حق کی نصرۃ اور باطل کی شکست ہے حق دنیا میں باوجود کثرت
مخالفت کے قائم ہوتا چلا جاتا ہے اور باطل اپنی طاقت کے باوجود شکست کھا جاتا ہے اس لئے
کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ خبیر اور بصیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ دوسری شہادۃ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہر معاملہ میں کامل نصرۃ کے رنگ میں ہمیں ملتی ہے وہ سنت خداوندی جو حضرت نوح
ابراہیم۔ بدھ۔ کرشن۔ موسیٰ اور زرتشت وغیرہ انبیاء عالم کے حق میں ظاہر ہوئی وہی سنت و نصرۃ بدرجۂ

---

[1] اتھروید کانڈ ۱۹ سوکت ۷۱ منتر ۱ "ماتا وید برہمن چھتری اور ویش کی پرورش کرنے والی ہے"
آریہ ایشور کے بیٹے ہیں (نرکت ادھیاء کھنڈ ۲۶)

اتم آپ کے حق میں بھی موجود ہے۔ شدید مخالفت قلت انصار اور کثرت اعدا کے باوجود غلبہ اور کامیابی اسی نصرۃ الٰہیہ کا بین ثبوت ہے اور اس بے نظیر کامیابی کا اقرار مخالفین اسلام تک نے بھی کیا ہے فضیلت درحقیقت وہی ہوتی ہے جس کا دشمن بھی اقرار کریں سائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں لفظ قرآن کے ماتحت حضور کی نسبت لکھا ہے۔

*The most successfull of all the prophets and religious personalities.*

**کل انبیا کا موعود نبی** | واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علٰی ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین (۳: ۸۰)

اور جب اللہ نے نبیوں کے ذریعہ سے عہد لیا اس لئے کہ ضرور تم کو میں نے کتاب اور حکمت سے دیا ہے پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم نے ضرور ہی اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور ہی اس کی مدد کرنا ہوگی کہا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میرا عہد لیتے ہو انہوں نے کہا ہاں ہم اقرار کرتے ہیں۔ کہا پس گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں ۔

مذکورہ بالا دو شہادتوں کے علاوہ محمد رسول اللہ کے حق میں اللہ تعالیٰ کی ایک اور بڑی عظیم الشان شہادۃ ہے جو اس آیت میں مذکور ہے یعنی انبیاء عالم کی وساطت سے ان کی امتوں سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ جب وہ رسول آئے جو تمہارے انبیاء اور تمہاری کتابوں کا مصدق ہو تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ انبیاء کا یہ عہد ان کی کتب میں بطور پیشگوئیوں کے مذکور ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس صداقت کو دنیا میں لائے جس نے مذہب کی ضرورت کو ثابت کرنے کے بعد اس کی بنیاد کو دنیا میں قائم اور راسخ کر دیا۔ مذاہب عالم کی کتب اس وقت جس رنگ میں موجود ہیں وہ نہایت ابتری اور بربادی کی حالت ہے اور وہ ان عظیم الشان کتب کے کھنڈرات اور خرابے ہیں جو انبیاء کو دی گئی تھیں کسی مذہب کی کوئی کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت اپنی اصلی حالت

میں موجود نہ تھی اور نہ آج کہیں موجود ہے وہ مذہب کی صداقت کی دلیل تو کیا ہو سکتی ہیں خود ان کے نبی محتاج تصدیق ہیں حضرت زرتشت۔ حضرت ابراہیم جناب کرشن اور جناب مسیحؑ کے متعلق اس قدر شبہات پیدا ہو گئے ہیں کہ ان کی شخصیت کو محض افسانہ سمجھا جانے لگا ہے۔ تاریخی زمانہ سے پہلے کے تمام انبیاءؑ کے متعلق اس قدر اختلافات ان کے نام، وطن اور زمانہ کے بارہ میں پیدا ہو گئے ہیں کہ خود ان کی ہستی ہی مشکوک ہو گئی ہے۔ حضور نے تمام انبیاء عالم کی تصدیق کر کے ان پر ایک عظیم الشان احسان کیا ہے یعنی وہ کام جو ان انبیاء کے پیرو اور ان کی موجودہ کتب نہ کر سکتی تھیں۔ وہ کام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دکھایا اور پھر ان کل انبیاء کی مجموعی شہادۃ سے مذہب کی حقانیت کو ثابت کر دکھایا۔ اس دور دہریت اور لامذہبیت کے زمانے میں صداقت مذہب پر یہ ایک ایسی ناقابل تردید شہادت ہے کہ دنیا کی تمام اقوام کے مسلمہ راست باز اس پر متفق اللسان ہیں۔

ہم تمام مذاہب کے انصاف پسند اصحاب کی توجہ اسی رنگ کی ایک نہایت ہی اہم شہادۃ کی طرف منعطف کراتے ہیں جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کل انبیاء عالم کی تصدیق کی ہے اور ان پر ایمان لانا ایک مسلم کے لئے فرض ٹھہرا دیا ہے اسی طرح کل اقوام عالم کے انبیاء عظام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں اور اپنی اپنی اُمتوں کو آپ پر ایمان لانے کی تاکید کرتے ہیں بانیان مذاہب عالم میں سے کوئی نبی نہیں گزرا جس نے اس عظیم الشان آخری نبی کے متعلق بشارت نہیں دی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کا مصدق تھا یہ اصول اقوام عالم میں اتحاد پیدا کرنے اور وحدت نسل انسانی کی ایک مضبوط بنیاد ہے لیکن انبیاء عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مصدق تھے یہ وحدت ادیان، حقانیت مذہب کی اس سے بھی بڑھ کر عظیم الشان دلیل ہے ہر ملک اور قوم کے کسی نہ کسی مسلمہ بزرگ نبی نے آپ کی آمد کی شہادت دی دنیاء مذہب میں جویاء حق کے لیے یہ ایک قابل غور نکتہ ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مصدق انبیاء عالم تھے یہ امن عالم کی بنیاد ہے اور انبیاء عالم حضور کے مصدق تھے یہ دنیائے مذہب کا حصن حصین اور حریم امن ہے اس حرم پاک سے جو شخص باہر رہے گا وہ دہریت اور لامذہبیت کا عنقریب شکار ہو گا۔

# آنحضرت صلعم کے حق میں عالم کتاب کی شہادة

قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب (۱۳ : ۴۳)

کہو اللہ کافی گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان اور جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔ (وہ بھی آنحضرت صلعم کے حق میں شہادت دے گا)

وہ کتابیں جو غیر مذاہب کی کفالت میں ہزارہا سال سے چلی آتی ہیں۔ اور مسلمانوں نے آج تک اپنے ساڑھے تیرہ سو سال کے طویل عرصہ میں ان کتب مقدسہ کی زبانوں کو سیکھنے اور ان کا مطالعہ کرنے کی کما حقہ کوشش نہیں کی حالانکہ محمد رسول اللہ کے حق میں اللہ تعالیٰ کی شہادة کے بعد اس شخص کی شہادة کا درجہ ہے جو "من عندہ علم الکتاب" کا مصداق ہے یا جس کے پاس اس عظیم الشان کتاب کا علم ہے جو مختلف مذاہب کے انبیاء کو دنیا کی مختلف زبانوں میں وحی کی گئی اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے اس زمانہ میں جو اسلام کے لئے لیظہرہ علی الدین کلہ کا زمانہ ہے ..................

... یعنی اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنے کا زمانہ اسلام کی صداقت کے بے شمار دلائل اس زمانہ میں پیدا ہوں گے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے صدق دعویٰ پر مختلف مذاہب کے عظیم الشان انبیا کی شہادة کا اظہار بھی اسی زمانہ سے مخصوص ہے اس سے پیشتر مذاہب عالم اپنی اپنی کتابوں کو کس قدر اہتمام اور کوشش سے پوشیدہ رکھتے تھے اس کی داستان نہایت طویل ہے سر ولیم جونس جن کی محنت اور کاوش کا ہی ثمرہ ہے کہ آج زبان سنسکرت اقصائے مغرب میں جلوہ فگن ہے اور ویدوں کے نایاب پوشیدہ نسخے یورپ چھپ کر مشرق میں شائع ہو رہے ہیں یہ وہی سر ولیم جونس ہیں جو ۱۷۸۳ء میں فورٹ ولیم کلکتہ میں اعلےٰ جج مقرر ہو کر تشریف لائے تھے انہی نے بنگال میں ایشیاٹک سوسائٹی قائم کرکے ملک پر اتنا زبردست احسان کیا ہے جو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ایشیاٹک سوسائٹی ہی کی محنتوں اور کاوشوں سے ویدوں کے قدیم نسخوں اور دوسرے سنسکرت لٹریچر کو روشنی دیکھنی نصیب ہوئی۔ سر ولیم جونس نے جب سنسکرت کے اکتساب کا ارادہ کیا تو ملک کے طول وعرض میں بیش قرار تنخواہ کے لالچ

کے باوجود کوئی پنڈت انہیں سنسکرت سکھانے پر آمادہ نہ ہوا۔ قدیم ریکارڈ سے اتنا پتہ ضرور ملتا ہے کہ دو تین پنڈت خفیہ طور پر سر ولیم سے تنخواہ کی بابت دریافت کرنے گئے تھے لیکن یہ بات پنڈت برادری پر پوشیدہ نہ رہی اور ان پنڈتوں پر بُری طرح نزلہ گرا ان کا حقہ پانی بند۔ روٹی بیٹی کا سروکار اور رشتہ ناطہ بالکل منقطع ہو گیا برادری کا یہ طرز عمل دیکھ کر پنڈتوں کا شوق آتالیقی سرد پڑ گیا۔

کرشن نگر کے مہاراج شوچندر سر ولیم کے دوست تھے انہوں نے بہت کوشش کی لیکن اس ملیچھ سر ولیم کو سنسکرت پڑھانے کے لئے کوئی پنڈت تلاش کر کے نہ دے سکے۔ آخر کار ایک جورو نہ جاتا خدا سے ناطہ پنڈت رام لوچن نام اس کے لئے تیار ہو گئے۔ وہ دنیا میں بالکل اکیلے تھے۔ دوست احباب تھے لیکن سو روپیہ ماہوار اور مکان سے چونگی تک پالکی کی سواری ایسی مراعات تھیں کہ پنڈت جی نے دوست احباب کی پروا نہ کی۔ اب پنڈت جی کی سنسکرت سکھانے کے لئے پابندیاں اور شرائط ملاحظہ ہوں مگر آفرین ہے سر ولیم جونس پر کہ تمام کڑیاں جھیلیں اور اپنے عزم میں ذرہ برابر فرق نہ آنے دیا بنگلہ کے زیریں حصہ میں ایک کمرہ درس تدریس کے لئے مقرر ہوا پنڈت جی کے حکم سے اس میں سنگ مرمر کا فرش لگوایا گیا بنگلہ کے احاطہ میں کسی قسم کا گوشت آنے کی اجازت نہ تھی۔ سر ولیم پنڈت جی سے نہار منہ اور خالی پیٹ درس لیا کریں جب وہ بہت منت سماجت کرتے تھے تب کہیں پنڈت جی ایک پیالہ چائے پینے کی اجازت دیتے تھے ایک سوار مقرر تھا جو وقت مقررہ سے آدھ گھنٹہ پہلے پنڈت جی کو اطلاع دینے جایا کرتا کہ حضور پڑھائی کا وقت ہو چکا پھر پنڈت جی نازل ہوتے تھے کمرہ سے ملحقہ ایک کوٹھری انہیں اس غرض کے لئے دے دی گئی تھی کہ پوتر کپڑے جو پنڈت جی پہن کر آتے تھے کوٹھری میں ٹانک دیں اور صاحب کے سامنے جانے کا لباس زیب تن کریں ایک ہندو مقرر تھا جو روزمرہ درس کے کمرے کے در و دیوار اور فرش کو گنگا جل سے پاک و صاف کرتا تھا کرسیاں اور میز بھی اسی سے طہر کی جاتی تھیں۔ پنڈت جی کا مزاج بہت چڑچڑا تھا اور وہ اکثر سر ولیم کو جھڑک دیتے تھے کہ گوشت خور کبھی سنسکرت نہیں سیکھ سکتے یہ ملیچھوں کی زبان نہیں ہے یہ دیوتاؤں کی بانی ہے سر ولیم ان باتوں کا جواب خندہ پیشانی سے دیتے آخر کار سر ولیم جونس نے سنسکرت سیکھ ہی لی اور کوئی ہوتا تو ان حالات میں اس کا شوق سنسکرت دو چار دن میں ہی سرد ہو جاتا۔

غرض پارسیوں اور ہندوؤں کی کتابوں کو جن لوگوں نے گوشۂ گمنامی سے باہر لاکر منظر عام پر پیش کیا ان کی کوششیں اگرچہ تجارتی تھیں تاہم ان کی سعی کے ہم ممنون ہیں۔ انھوں نے ان مختلف زبانوں کو جانکاہ کوششوں سے سیکھا اور ان کتابوں کو شائع کیا مجھے تو اس میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی پیش خبری نظر آتی ہے جناب مسیح علیہ السلام صبح کا وہ ستارہ تھے جو افق عالم پر آفتاب رسالت کی آمد کی انجیل (بشارت) لایا تھا اس لئے آپ کے نام لیواؤں کی علمی خدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ہمیشہ ہمیشہ دلیل راہ رہی ہیں وہ خدمات علمی خواہ دنیوی علوم سے متعلق ہوں یا خالص مذہبی تحقیقات سے مسلمانوں کی موجودہ علمی کم مائگی۔ تمدن کا زوال اور تبلیغ دین کی بجائے باہمی تکفیر و تفسید کی تخریبی کوششیں ایسے اسباب اور قرائن ہیں جو اسلام کے مٹانے کے لئے کافی ہیں لیکن محمد رسول اللہ پر درود صرف مسلمان ہی نہیں پڑھتے بلکہ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ بھی درود پڑھتے ہیں اور اگر کسی آئینہ جہاں نما سے اس درود کے اثرات کا مطالعہ کیا جائے تو مسلمانوں کا درود تو اب اس آفتاب رسالت پر ظلمت اور تاریکی کے گیسو پھینک رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا درود ان ظلماتی بادلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے اس کا رخ انور بے نقاب کر رہا ہے وہ علمی خدمات فلسفیانہ موشگافیاں اور مذاہب قدیم پر لٹریچر جو یورپ سے شائع ہوتا ہے اس میں صداقت اسلام پر بے شمار دلائل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر عیسائی راہب اور علماء اگر فارقلیط (احمد) کی آمد کا نہایت بے صبری سے انتظار کر رہے تھے اور اپنی شبانہ روز دعاؤں اور تحفۂ سلام کے دل آرا نغموں سے دنیا کو آنحضرت صلعم کی آمد کی بشارت دے رہے تھے تو آج اپنی علمی موشگافیوں سے اسی محسن مسیحا کی صداقت کو ثابت کر رہے ہیں۔ جناب مسیح علیہ السلام ان کی والدہ اور ان کے شجرۂ نسب پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ کم احسان نہ تھا اور یہ اسی احسان عظیم کا حقیر سا بدلہ ہے کہ یہ لوگ ہزاروں اور لاکھوں روپیہ کے خرچ اور مصیبتوں کو جھیل کر خدمت اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ ان کی ان جانکاہ کاوشوں کی جزا میں انہیں اسلام جیسی نعمت نصیب ہو جائے۔

مسلمانوں کے ہاتھ سے اس کام کے نہ ہونے میں اگر اس قوم کی ثواب عظیم سے محرومی اور نااہلیت کا ثبوت ہے تو دوسری طرف اس میں ایک حکمت بھی پوشیدہ ہے اگر مسلمان ان مذاہب قدیم کی

کتابوں کو قعر گمنامی سے منصۂ شہود پر لاتے تو ان کتابوں میں تحریف کا شبہ مسلمانوں پر کیا جا سکتا تھا لیکن ان مذہبی کتابوں کے حامل اور ان کے پوشیدہ رکھنے میں حد درجہ کے ساعی اگر خود وہ اہل مذاہب تھے تو دوسری طرف ان کے ظاہر کرنے والے بھی مسلمان نہ تھے بلکہ ایک غیر قوم کے عالم تھے جنہیں اسلام کے ساتھ ایک گونہ مخالفت تھی تا وہ پیشگوئیاں جو ان کتابوں میں موجود ہیں ہر قسم کی تحریف کے شک و شبہ سے پاک رہیں اور شاید یہی حکمت تھی کہ مسلمانوں کے عہد حکومت میں دساتیر اور وید وغیرہ کتب پوشیدہ رہیں اور یہ علمی خزانہ مسلمانوں کو ان کی ہر قسم کی بے مائگی اور فقر کے زمانہ میں دیا گیا تا یہ امر کی دلیل ہو کہ اسلام اپنی صداقت کے منوانے کے لئے دنیوی شوکت کا محتاج نہیں بلکہ اس کے دامن میں وہ علمی جواہر ریزے بھی موجود ہیں جو ہزارہا سال تک غیر مذاہب کے خزانوں میں بطور ایک نایاب عطیہ خداوندی کے مدفون رہے۔

## ختم نبوت پر ایک زبردست شہادۃ

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ ۳)

آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارا دین اسلام ہونے پر میں راضی ہوا

اسلام کا یہ عقیدہ کہ نسل انسانی کی ہر ایک امت میں نبی اور رسول مبعوث ہوئے اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی موعود کل ادیان ہیں آنحضور کی ختم نبوت پر بھی ایک زبردست دلیل ہے حضور کی بعثت سے پیشتر دنیا کی ہر ایک قوم صرف اپنے اپنے قومی انبیاء کی صداقت کی قائل تھی اس کی وجہ یہ ہے جب تک انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری تھا کل انبیاء پر کامل ایمان ہو ہی نہ سکتا تھا اور نہ ان سب کی تصدیق ہو سکتی تھی ہاں جب انبیاء کا سلسلہ ختم ہو گیا اور نبی آخر الزمان جو موعود کل ادیان تھا آ چکا تو انبیاء عالم کا قصر نبوۃ مکمل ہو چکا اس وقت ضرورت اس امر کی تھی کہ وحدت نسل انسانی کو قائم کرنے کے لئے خاتم الانبیاء کی وساطت سے کل انبیاء عالم پر ایمان لایا جائے تا دنیا کی کل قومیں اسی نبی آخر الزمان پر ایمان لا کر انبیاء عالم کی مصدق ٹھہریں اور دنیا کی قومیں ایک ہی قصر نبوۃ کے گرد طواف

کریں۔ اور یوں نسل انسانی کی پراگندہ اور متفرق اقوام کے اندر رشتۂ اتحاد پیدا کیا جائے اور وہ چیز جو ابتدائے آفرینش سے مقدر اور حکمت خداوندی کو مطلوب تھی تکمیل کو پہنچ جائے اور یہ امر اس بات پر روشن دلیل ہو کہ دنیا کا یہ کارخانہ کسی اندھے قانون کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک حکیم و علیم خدا کے تصرف اور ارادہ سے ارتقاء کی منازل طے کر رہا ہے اور یہی پر حکمت سنت الٰہی اس امر پر بھی حجت ہو کہ اگر ابتداء عالم میں ایک قوم کے شیرازہ کو متحد کرنے کے لئے ایک مختصر سے مذہب کی ضرورت تھی تو تمام اقوام عالم کو ایک رشتۂ اتحاد میں منسلک کرنے کے لئے ایک کامل مذہب اور خاتم النبیین کی اس سے بھی بڑھ کر ضرورت تھی ابتداء میں اگر ایک مختصر سے کنبۂ آدم کو آپس کے فتنہ و فساد سے بچا کر قائم رکھنے کے لئے وحی الٰہی کے ذریعے افراد میں رشتۂ محبت و اخوت پیدا کرنا ضروری تھا تو آخر پر تمام قوموں اور مذاہب کے اختلافات کے مٹانے اور انہیں ایک دین قیم کے زیر سایہ لانے کے لئے ایک ہی رشتۂ اتحاد کی اس سے بھی ہزار گنا بڑھ کر ضرورت ہے اقوام عالم اور انبیاء مذاہب میں یہ رشتۂ اخوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پورا ہو گیا۔

## ختم نبوۃ کے بعد اجرائے نبوۃ فسادات کا موجب ہے

وکذلک جعلنٰکم اُمّۃً وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا (۲: ۱۴۳)

اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک اعلےٰ درجہ کی اُمت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں کے پیشرو بنو اور رسول تمہارا پیشرو ہو۔

خانہ کعبہ کو جو توحید کا اصل مرکز ہے قبلہ مقرر کرنے میں ہم نے یہ سبق دیا ہے کہ یہ نبی آخری نبی ہے۔ اور آپ ہی کے پیرو امن عالم کی تاسیس میں دنیا کے پیشرو ہوں گے اور ان سب کا امام اور پیشوا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس مقصد عظمیٰ کے حصول کے بعد یعنی ختم نبوت اور تکمیل دین کے بعد کسی نئی نبوت کا اجراء یا ایسی نبوت کا ادعا جس کے اقرار اور انکار سے کفر و اسلام کی ایک نئی تفریق پیدا ہو جائے اقوام و مذاہب کی اس متحدہ جمعیت کو پراگندہ کرنا اور حکمت الٰہی کو باطل ٹھہرانا ہے جس سے تین قسم کے فتنے پیدا ہوتے ہیں۔

فتنۂ اول: اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق ہے کہ اس نے ابتداء عالم سے دنیا کی مختلف قوموں کی تربیت انبیاء کے طویل سلسلہ سے ایک ایسے طریق پر کی کہ وہ ایک یوم موعود میں سب کی سب متحد ہوسکیں اور پھر اس مقصود و مطلوب کے حصول کے بعد خود ہی اور نبی بھیج کر اس متحدہ جمعیت کو پراگندہ کر دیا۔ تیرہ سو سال تک بڑی بڑی قربانیوں اور تبلیغی کاوشوں کے بعد ساٹھ کروڑ کی ایک ایسی جماعت تیار کی جو کل انبیاء کی مصدق اور دنیا کی اقوام میں امن و صلح کی پیامبر تھی مگر اس کے بعد معاً اس کے دل میں خیال آیا کہ اب پھر اس گلہ کو ایک اور نبی یا مظہر اللہ مبعوث کر کے متفرق اور ٹکڑے ٹکڑے کر دینا چاہئے گویا معاذ اللہ خدا بھی اس بڑھیا کی مانند ہے جس کی مثال خود قرآن مجید میں موجود ہے التی نقضت غزلها من بعد قوة انكاثا

ختم نبوت کے بعد اجراء نبوۃ سے دوسرا فتنہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس سے مذہب کی ضرورت ہی باطل ہو جاتی ہے مذہب کی اصل غرض اتحاد نسل انسانی ہے اگر اس مقصد کے حصول کے بعد بھی نبی آئے تو مذہب کی نہ صرف غرض فوت ہو جاتی ہے بلکہ وہ ایک امر عبث اور لغو ٹھہر جاتا ہے موعود کل ادیان سے پیشتر بیشک نبی آسکتے ہیں اور آتے رہے لیکن اس موعود کے بعد کہ جس کی اہمیت اسی امر سے ظاہر ہے کہ انبیاء عالم اس کے حق میں پیشگوئیاں کرتے ہیں اور اپنی اُمتوں کو اس پر جمع ہونے کی تاکید کرتے ہیں اور اس پر دین اسلام کی جو ابتداءِ عالم سے حسب ضرورت نازل کیا گیا تکمیل ہو جاتی ہے اور الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کی وحی الٰہی کے بعد کسی اور دین اور نبی کا آجانا گویا دین اسلام کے بعد دین فساد اور فتنہ کا دین ہوگا۔

ختم نبوت کے بعد اجراء نبوۃ سے تیسرا فتنہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ موعود کل ادیان کی بعثت کو باطل ٹھہراتا ہے۔ اگر نبوۃ نے ہمیشہ ہمیشہ جاری رہنا ہے تو تمام قوموں کے لئے ایک نبی کی کوئی ضرورت نہ تھی حسب سابق ہر اُمت میں الگ الگ نبی آتے رہتے جو اپنی اپنی قوم کی اصلاح کر دیا کرتے تمام اقوام کے موعود نبی کے بعد اس کی اُمت میں انبیاء کا آنا بالخصوص ایسے انبیاء کا آنا جن کے دعوٰی کے انکار سے کوئی مسلمان کافر ہو جائے اس اُمت کے اتحاد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پاش پاش کرنا ہے اور موعود کل ادیان کی اہمیت اور عظمت کو یکسر مٹا دینا ہے اُمت مسلمہ کی فضیلت اور شان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

جلال اسی امر کا متقاضی ہے کہ کوئی آیندہ آنے والا شخص اپنے دعوے کے انکار سے اس رشتہ اتحاد کو شکست نہ کردے جو ابتداء دنیا سے اللہ تعالیٰ کو مطلوب اور انبیاء عالم کا کعبہ مقصود تھا قصر نبوت مکمل ہو چکا اب کسی نئے نبی کے لئے کوئی جگہ نہیں مگر اس طرح کہ کوئی اس قصر نبوۃ کی معاذ اللہ تخریب کر کے جگہ کو پیدا کرے پیشگویوں کے اس مجموعہ میں ختم نبوت کے روشن نشان ہیں نہ صرف قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ ہی ختم نبوت پر شاہد ہیں بلکہ ان پیشگویوں کے مجموعہ میں آپ دیکھیں گے۔ کہ انبیاء عالم کی متفقہ شہادت بھی یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد دعوہ نبوت کفر و ارتداد ہے اور جو شخص اس حرم پاک سے باہر قدم رکھے گا وہ یقیناً دہریت کا شکار ہوگا۔

از حریم کعبہ چوں آہو رمید
ناوک صیاد پہلویش درید

## ہنود و یہود بدھ عیسائی اور پارسی حضرات سے خطاب

موجودہ قانون شہادت میں اگر یہ اصول مسلم ہے کہ

Documents are superior to oral testimony and are not to be over ruled by witnesses or by an oath.

تحریری سند زبانی شہادت پر فضیلت رکھتی ہے اور اسے گواہوں کی شہادت اور قسم سے سترد نہیں کیا جا سکتا۔

تو غور کیجئے کہ یہ الٰہی نوشتے اور تحریری اسناد جو ان مقدس انبیاء رشیوں اور رو خشور کی یادگار ہیں جن کی نسبت ہر مذہب کے لوگوں کا اعتقاد ہے کہ وہ کسی دنیوی غرض۔ لالچ اور فریب سے جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے ان کی زندگی عوام کی زندگی سے اس قدر بلند تھی کہ بعض ان میں سے خدا اور اوتار اور خدا کے بیٹے سمجھے جا کر پوجے گئے جن کی شمع حیات نے کروڑوں مردوں کو زندگی بخشی جن کا نام زبان پر لانے

کے لئے منہ کے پاک ہونے کی شرط ہے ان کے پاک کلمات میں ایک عظیم الشان نبی کے ظہور کی پیش خبری ہے اس موعود نبی پر ایمان و حقیقت اپنے انبیاء کی اطاعت اور اپنے رشیوں اور وخشور کی فرمانبرداری ہے مختلف مذاہب کے پیرو بلکہ صداقت مذہب میں متردد اشخاص کے لئے بھی یہ امر قابل غور ہے کہ وہ انبیاء جو ہزار ہا سال پیشتر عرب سے دور دراز ممالک میں مبعوث ہوئے انہوں نے ایک ہی خبیر اور علیم ہستی کی وحی سے خبر پاکر ایک عظیم الشان نبی کے ظہور کی پیشگوئی کی اور پیشگوئی بھی مسیح کی پیشگوئیوں کی طرح محض خبر کے رنگ میں نہ تھی بلکہ اس کے ساتھ دلائل اور اللہ تعالیٰ کی زبردست قوت اور قدرت کے نشانات کا سلسلہ تھا جس کا پیدا کر لینا ایک کمزور انسان کی طاقت سے قطعاً ناممکن تھا کیا یہ امر واقعہ اس قابل نہیں کہ دنیا کے عقلاء اور دانشمند اس پر غور کریں ایک اُمی اور دنیوی علوم اور مذاہب سے ناواقف شخص ایک ایسی بات کہتا ہے جو اس سے پیشتر کسی عالم نے نہ کہی اور آج مذہب کی تاریخ لکھنے والے اس اُمی کے قول کی تصدیق کرتے ہیں کہ دنیا کی کل اقوام میں انبیاء اور مصلحین کا سلسلہ ایک زنجیر کی طرح مسلسل زمانہ کے ساتھ ساتھ چلتا نظر آتا ہے دوسری طرف دنیا کی تمام متفرق اقوام کے مختلف زبانیں رکھنے والے انبیاء ہزاروں سال پیشتر اپنی بولیوں میں اس شخص کے متعلق بشارت دیتے ہیں اور وہ ایک موعود کل ادیان ان کے بیان کردہ نشانات کے مطابق مبعوث ہوتا ہے پھر سب سے بڑھ کر یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اس موعود کی تعلیم اقوام عالم اور نسل انسانی میں وحدت پیدا کرنے میں بے نظیر ہے جس کی اس دور فتنہ و فساد میں ازبس ضرورت ہے۔

## حضور نبی کریمؐ سے متعلق پیشگوئیوں کی خصوصیات

معجزات اور پیشگوئیاں اکثر انبیاء کی حیثیت کے مطابق وقتی اور ان کی اپنی قوم کی کتابوں تک محدود رہی ہیں چنانچہ مسیح اور الیاس کے متعلق پیشگوئیاں صرف انبیاء بنی اسرائیل کی کتب تک محدود ہیں غیر مذاہب کی کتابوں میں کہیں ان کا ذکر تک موجود نہیں اگر احیاناً کوئی پیشگوئی موجود بھی ہو تو خود مسیحیوں کو غیر اقوام میں نبوت کے وجود سے انکار ہے پس ان کے اپنے نکتہ نگاہ سے وہ پیشگوئی من جانب اللہ نہ ہوگی یہی وجہ ہے کہ اناجیل میں جناب مسیح کے متعلق پیشگوئیاں صرف انبیاء بنی اسرائیل کی ہی منقول ہیں کسی غیر مذہب کی پیشگوئی

کا حوالہ نہیں صرف آنحضرت صلعم کو ہی انبیاء عالم میں یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ کے متعلق دنیا کے تمام انبیاء کی کتابوں میں موجود ہیں۔

حضور کی پیشگوئیوں میں اور دوسرے انبیاء کے متعلق پیشگوئیوں میں ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ دوسرے انبیاء کی پیشگوئیاں اپنے اندر اللہ تعالےٰ کی قدرت کا کوئی ثبوت بھی نہیں رکھتیں بلکہ وہ معمولی واقعات زندگی سے متعلق ہیں لیکن آنحضرت صلعم سے متعلق پیشگوئیوں میں خداوند عالم کی زبردست قوت اور علمی شہادتوں کا ذکر ہے یعنی باوجود فقدان قرائن واسباب ناممکن کا ممکن اور محالات کے وقوع پذیر ہو جانے کا ثبوت موجود ہے اسی لئے بعض پیشگوئیوں میں حضور کی آمد کو خود خدا کی آمد قرار دیا گیا ہے وہ بات جو انسان کے لئے ناممکن ہے وہ اللہ تعالےٰ کے لئے ناممکن نہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نصرت وتائید میں چونکہ ید قدرت کا اپنا کرشمہ تھا اس لئے بعض پیشگوئیوں میں آپ کی آمد کو خود خدا کی آمد کے استعارہ میں تعبیر کیا گیا۔

## پیشگوئیوں میں چند ایک مغالطے

ہر علم وفن میں ان لوگوں کے لئے جو اس سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں بعض خاص اور ضروری مغالطتیں ہوتی ہیں مصور آزاد ہے کہ ذرا سے کاغذ پر میلوں لمبے سفر کی تصویر پیش کردے ہموار سطح پر طول وعرض کے علاوہ عمق بھی دکھادے۔ بت تراش کو اختیار ہے کہ بغیر حرکت اور رنگ کے مجسمہ پیش کردے اس قسم کی بعض مغالطتوں سے ہم مانوس ہوتے ہیں اس پر اعتراض نہیں کرتے ورنہ ہماری وہی حالت ہوگی جو امریکہ کے اصل باشندوں کی تھی جنہوں نے چہرہ تصویر کا صرف ایک پہلو ہونے پر اعتراض کردیا تھا۔ بعض عارضی اور اتفاقی مغالطتیں بھی ہوتی ہیں مثلاً سنگ تراش کا بت کھڑا کرنے کے لئے سہارا دے دینا وغیرہ وغیرہ اسی طرح پیشگوئیوں میں بھی کچھ مغالطتیں ہیں۔

۱۔ ان کی عبارت ہمیشہ مفصل نہیں ہوتی۔ بائبل میں جس قدر پیشگوئیاں موجود ہیں خواہ وہ مسیح کے متعلق ہوں یا کسی اور موعود کے متعلق ان سب میں کوئی تفصیل موجود نہیں بلکہ اکثر مبہم اور تعبیر طلب ہوتی ہیں اور عوام پر اکثر مشتبہ رہتی ہیں اور خواص پر کبھی قرائن سے یا اس موعود نبی کے ظہور اور اسی

کی تفسیر سے واضح ہوتی ہیں۔ عیسائی نکتہ خیال سے تو جس کی نسبت بشارت ہو کبھی کبھی وہ بھی نہیں سمجھ سکتا۔ یوحنا خود ایلیا ہونے سے انکار کرتا ہے حالانکہ مسیح اسے ایلیا قرار دیتا ہے دیکھو لوقا ۱/۱۷ متی ۱۱/۱۴ اور ۱۷/۱۲

پرشورام اور رام چندر دونو اوتار تھے مگر ایک دوسرے کو نہ پہچان کر آپس میں لڑ پڑے۔

۲- پیشگوئیوں میں بالعموم نام صفاتی ہوتے ہیں ذاتی نہیں ہوتے یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان کی قیمت اس کی صفات کے لحاظ سے ہوتی ہے نہ کہ اس کے ذاتی نام کے لحاظ سے دیکھئے مسیح کا ذاتی نام یسوع تھا یسوع کے نام کی کوئی پیشگوئی کتب سابقہ میں موجود نہیں البتہ مسیح نام صفاتی ہے اور اسی صفاتی نام کا پیشگوئیوں میں ذکر ہے۔

۳- پیشگوئیوں میں ایک دن سے ایک ہزار سال ہم انسانوں کا مراد ہوتا ہے ان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون اللہ کے ہاں ایک دن تمہارے شمار سے ہزار برس ہوتا ہے ہندوؤں کے ہاں بھی برہما کا اور عام لوگوں کا سال گنتی کے لحاظ سے الگ الگ میعاد کا ہوتا ہے

۴- پیشگوئیوں کی تعبیر بالکل اسی طرح ہوتی ہے جیسے خواب کی تعبیر کی جاتی ہے وید کی تفسیر میں اسے رہسیہ یا راز کہا جاتا ہے

۵- پیشگوئیوں میں مقامات اور ملکوں کے نام بھی صفاتی ہوتے ہیں مثلاً یروشلم سے مراد مکہ معظمہ یا حرم پاک اور خود اسلام ہے دیکھو پولوس کا نامہ گلاتیون باب ۴ آیت ۲۵۔ اور حجی نبی کی کتاب باب ۲ آیت ۷ اسی طرح وید میں ایودھیا (ناقابل فتح) سے مراد اجودھیا ہندوستان کا شہر نہیں بلکہ مکہ معظمہ ہے جہاں جنگ منع (حرام) ہو ورنہ یہ اجودھیا تو ہمیشہ مفتوح ہی رہا۔

۶- اگر کسی الہامی کتاب کی پیشگوئی ایک ہی ہستی کے متعلق ذوجہتین ہو گی تو اس کی ایک ہی جہت قابل قبول ہو گی چونکہ یہ کتابیں مخالفین اسلام کے ہاتھوں میں رہی ہیں اس لئے ممکن ہے کہ انہوں نے اس پیشگوئی کو مبہم بنانے کے لئے کوئی عبارت کم و بیش کر دی ہو نیز یہ امر خود کتاب کی صداقت کے خلاف ہے کہ وہ ایک ہی ہستی کے متعلق دو متضاد خیال رکھتی ہو۔

۷۔ کسی پیشگوئی کا کوئی حصہ جو عقل سلیم اور علم صحیح کے خلاف ہوگا وہ قابل حجت نہ سمجھا جائے گا۔

۸۔ پیشگوئیوں کا وہ حصہ جو افسانہ کا رنگ لئے ہوگا اس کو صرف واقعات کی تعبیر کے مطابق قبول کیا جائے گا۔

۹۔ کسی نبی کے متعلق دوبارہ دنیا میں مبعوث ہونے کی پیشگوئی سے مراد اسی نبی کی صفات اور خو پر کسی دوسرے نبی کا مبعوث ہونا ہے۔

لوقا ۱ : ۱۷، میں مسیحؑ نے ایلیاس کے دوبارہ آنے کی تشریح اسی طرح کی ہے اور جناب کرشن فرماتے ہیں ہم کسی اور شکل میں حسب ضرورت اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں (گیتا ادھیار ۴ شلوک ۷)

# پارسی مذہب کی کتب میں رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں

مثلھم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ما حوله ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمٰت لا یبصرون (۲ : ۱۷)

"اُن کی مثال ایسی ہے جیسے اس شخص کی مثال جس نے آگ جلائی پھر جب اس آگ نے جو کچھ اس کے اردگرد تھا روشن کردیا اللہ نے ان کے نور کو سلب کر دیا اور ان کو سخت تاریکی میں نابینا چھوڑ دیا۔

زرتشتی مذہب جسے عوام پارسی مذہب کے نام سے جانتے ہیں ایران کا قدیم مذہب ہے اسلام سے پیشتر ایران میں یہی مذہب رائج تھا اسی مذہب کو آتش پرست یا مجوسی دین بھی کہا جاتا ہے ان کی مذہبی کتب ژندی اور پہلوی دو زبانوں میں پائی جاتی ہیں ان دونوں قسم کے رسم الخط کے علاوہ کچھ لٹریچر خط منیجی میں بھی موجود ہے پہلوی رسم الخط موجودہ فارسی خط سے ملتا جلتا ہے لیکن ژندی اور منیجی دونوں خط اس سے مختلف ہیں قدیم ایرانیوں کی مذہبی کتب میں دو دفتر اہم ہیں ایک وساتیر اور دوسرے کا اوستا یا ژند اوستا نام ہے ان کتابوں کے دو دو حصے ہیں خوردہ وساتیر اور کلاں وساتیر (یا وساتیر وبا ساتیر) ۲۔ خوردہ اوستا اور کلاں اوستا انہی دو کو ژند وپاژند بھی کہتے ہیں۔

ان کتابوں کی تعداد۔ زبان اور زمانہ نزول ہر امر کے متعلق اس قدر اختلافات ہیں کہ کوئی امر قطعی طور پر معلوم نہیں ہو سکتا حضرت زرتشت جن کی طرف ان کتابوں کا اکثر حصہ منسوب ہے اس نام کے

صحیح تلفظ کے متعلق ۱۱ مختلف رائیں ہیں اس نام کے معنوں میں بیسیوں شبہات ہیں اسی طرح ان کی جائے پیدائش اور وطن کے متعلق قطعیت کے ساتھ کوئی رائے معلوم نہیں ہوسکتی (دیکھو گاتھا مرودہاءِ زرتشت مطبوعہ ایرانی انجمن زرتشتیان بمبئی ۱۹۲۶ء کا دیباچہ) انہی بیشمار اختلافات آرا کی وجہ سے بعض علمار محققین نے حضرت زرتشت کا وجود محض خیالی اور وہمی قرار دیا ہے۔

زرتشتیوں کا دعویٰ ہے کہ ان کا مذہب نہایت قدیم ہے لیکن مستشرقین اور علمار محققین نے ان کے اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کیا بلکہ تاریخی شواہد سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس مذہب میں مصری اور یہودی روایات کا بہت سا حصہ موجود ہے اور یونانی فسانوں کا بھی اس میں کافی مواد پایا جاتا ہے۔ اس مذہب کی اشاعت قدیم سے ایران میں ہی محدود رہی ہے اگرچہ ساتیروں میں یہ بھی لکھا ہے کہ شنکر کاس اور ویاس جی دو ہندوستان کے بزرگ ان سے بحث کر کے قائل ہوئے اور ہندوستان میں اس مذہب کو انہوں نے رواج دیا (دیکھو ساتیر نامہ ساسان) اسی طرح گوتم بدھ کا ان کے ساتھ مباحثہ کر کے شکست کھا جانے کا ذکر ژند اوستا فروردین شیت میں موجود ہے ان حوالجات کی بنا پر یہ استدلال کرنا کہ ویدک دھرم کبھی ایران میں پھیل گیا تھا۔ یا ایرانی مذہب ہندوستان میں شائع ہوا تھا غلط ہے ان دونوں باتوں کا تاریخی ثبوت قطعاً نہیں ملتا اس قسم کی باتیں صرف یہ ثابت کرتی ہیں کہ ان دونوں قوموں کے کانوں میں ایک دوسرے کے مذہب کی بھنک پڑ چکی تھی۔ زرتشتی اور ویدک مذہب چونکہ دونوں تبلیغی مذہب نہ تھے اس لئے اپنے اپنے ملک میں مقید و محدود رہے۔

زرتشتی اپنے آپ کو موحد کہتے ہیں لیکن دوسرے لوگ ان کو دو خداؤں کے ماننے والے کہتے ہیں ان کے خدا کا نام اہورمزد ہے اہور کے معنی مالک اور مزد کے معنی دانا ہیں یعنی دانا مالک۔

زرتشتی تعلیمات کا تعلق دیگر مذاہب سے | جناب زرتشت کے کلام کا سب سے پرانا حصہ گاتھائیں کہلاتی ہیں ویدوں میں بھی گاتھاؤں کا ذکر آتا ہے (دیکھو اتھروید کانڈہ ۱۱ سوکت ۷ منتر ۲۴) لیکن زرتشتی کتابوں میں ہندوؤں کی وید وغیرہ کتب کا کوئی ذکر نہیں اس سے ظاہر ہے کہ گاتھائیں ویدوں سے پہلے کی ہیں اسی طرح اتھروید میں پرانم یجشاسہ "یجش پران کے ساتھ اتھروید کانڈ ۱۱ سوکت منتر ۲۴

میں آتا ہے جو دراصل "یجش ہا پرانم" یعنی یجش ہا پران" ہے یجش ہا پارسیوں کی کتاب ژند اوستا کا ایک حصہ ہے ورنہ ویدک دھرم کے عقیدہ کے لحاظ سے وید سے پہلے پران نہیں بلکہ وید پران کے بعد ہیں لیکن پرانا یجش ہا ژندہ اوستا میں موجود ہے۔

## زرتشتی مذہب کی تعلیم

بڑا ایک حصہ بائبل اور قرآن شریف سے بھی موافقت رکھتا ہے مثلاً

۱۔ تخلیق کائنات ۶ ادوار زمانہ میں ہوئی اور اہورمزدو نے ترتیب وار آسمان۔ پانی۔ زمین۔ نباتات۔ حیوانات اور آخر پر انسان کو پیدا کیا۔

۲۔ تمام نسل انسانی ایک ہی جوڑے سے پیدا ہوئی جن کا نام مشیہ اور مشیانا (نر اور ناری) تھا۔ مشیہ کے معنی مرد کے ہیں۔

۳۔ طوفان نوح کا ذکر اس رنگ میں ہے کہ خدا نے یم (نوح) کو کہا ایک برفانی طوفان آنے والا ہے جس میں تمام بدکار لوگ تباہ و برباد ہو جائیں گے اس لئے تو ایک تہ خانہ بنا جس میں تمام نباتات جانوروں اور انسانوں کا جوڑا جوڑا داخل کر چنانچہ ایسا ہی ہوا سوا اس تہ خانہ کے مکینوں کے تمام مخلوق جہاں برفانی طوفان سے تباہ ہو گئی۔

۴۔ نوح کی بجائے یم سب سے پہلا شارع سمجھا گیا ہے مگر اس نے نبوت کی تبلیغ سے انکار کر دیا۔ اس لئے زرتشت سب سے پہلا شارع نبی ہوا (وندیداد فرگرد)

# جناب زرتشت کی پہلی پیشگوئی

## آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ کی تعریف

ژنداوستا میں جو حضرت زرتشت کی مسلمہ کتاب ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآن شریف اور آپ کے صحابہؓ کے متعلق بہت سی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں ان پیشگوئیوں کا ایک حصہ فسانہ کے رنگ میں ہے یا ایسے الفاظ میں ہے جن کو لفظی طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس کی کوئی معقول توجیہ ہو سکتی ہے کہ جس پر واقعات زمانہ بھی شہادت دیں تو وہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ہی صادق آتی ہے مثلاً ونديداد ژنداوستا کا پہلا حصہ ہے اس میں اور یشتوں میں جو اسی کتاب کا دوسرا حصہ ہیں یہ ذکر ہے کہ جناب زرتشت کی خفیہ اولاد محفوظ ہے جو ان کے بعد کبھی اس طرح پر ظاہر ہو گی کہ ایک عورت حوض کوثر میں نہائے گی اور وہ وہاں حاملہ ہو جائے گی اس سے ایک موعود نبی "استوتریتہ" یا "ساوشینت" (رحمۃ للعالمین) پیدا ہوگا جو زرتشتی دین کی حفاظت کرے گا۔ شیطان کو ہلاک کرے گا بت پرستی مٹا دے گا اور زرتشتی پیرووں کی غلطیوں کی اصلاح کرے گا۔ حوض کا نژ کو زرتشتی لوگ کہیں سیستان میں قرار دیتے ہیں جس میں کیخسرو ایران کا بادشاہ غسل کرتا ہوا گم ہو گیا تھا یہی چشمۂ آبحیات ہے اور اسی پر زرتشتیوں کے کیخسرو (اور عام مسلمانوں کے خواجہ خضر) اب تک زندہ سمجھے جاتے ہیں اور بھولے بھٹکوں کو رستہ بتاتے یا علم سکھاتے ہیں ہمارے نزدیک اس سے مراد کوئی مادی یا آبی جھیل نہیں بلکہ اس سے مراد روحانی پانی یا حوض کوثر قرآن شریف ہے۔ خود قرآن شریف میں "انا اعطینٰک الکوثر" یعنی ہم نے تجھے کوثر عطا کیا ہے یعنی وہ تعلیم جس میں انبیاء کی مشترکہ تعلیم بازگیات اور اعلےٰ درجہ کی صداقتیں جمع ہیں۔ اسی کوثر کی برکت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصدق انبیاء عالم و کل ادیان کے موعود نبی بنے اور حضور نے دیگر انبیاء کی طرح حسب بشارت زرتشت ان کی تعلیم کی تصدیق اور حفاظت کی اور اسی حوض کوثر نے آتش کدہ کی آگ کو سرد کر دیا۔

ایں آتشے کہ دامن آخر زماں بسوخت

از بہر چارہ اش بجند اہنر کوثرم

پیشگوئی کے اصل الفاظ کا ترجمہ ہے

"ہم اس کی تعظیم کرتے ہیں جو نیک ۔ طاقتور ۔ مہربان مسلمان نفوس ہیں جو مقدس زرتشت کے اصول کی حفاظت کرتے ہیں جو اپنے بادشاہ کے داہنے ہاتھ لڑتے ہیں" (فروردین یشت آیتہ ۶۳)

وہ اس کی طرف اڑتے ہوئے آتے ہیں گویا وہ تیز رفتار پرند ہیں وہ میدان جنگ میں ایک متھیار اور ڈھال کی مانند آتے ہیں اس کو اپنے پیچھے اور اپنے آگے رکھ کر حفاظت کرتے ہیں ۔ نظر سے پوشیدہ دشمن ۔ زرتشت کے مخالف سے ۔ بدکار شرارت پر تلے ہوئے نہایت خطرناک دشمن ابولہب سے اسے بچاتے ہیں ایسا ہو گا گویا کہ ہزار آدمی ایک آدمی کی حفاظت کر رہے ہیں پس نہ عمدگی سے چلائی ہوئی تلوار اور نہ خوب پھینکا ہوا تیر اور نہ زور سے چلائی برچھی اور نہ ہاتھ سے پھینکا ہوا پتھر اسے ہلاک کر سکے گا فروردین یشت آیت ۷۲-۷۱

جناب زرتشت کی اس پیشگوئی میں زرتشتی تعلیم کی حفاظت اور صحابہ کی جاں نثاری کا ہو بہو نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے صحابہ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد اپنی جانوں کا زندہ قلعہ بنا لینا تو تاریخی واقعات ہیں لیکن اس حوض کوثر سے جو حضور کو عطا کیا گیا زرتشتی دین کی تعلیم کو کس طرح اپنے اندر جمع کر کے اس کی حفاظت کی وہ ذیل کے حوالجات سے ثابت ہے ۔

## زرتشتی مذہب کی وہ تعلیم جس کی آنحضرت صلعم نے تصدیق کی

۱۔ خدا ایک ہے مگر اس کی توحید عددی نہیں بلکہ احدیت ذاتی ہے زرتشت فرماتے ہیں ہمیرام سپ لے ہمیرام ہموار دکمیست نہ یک در شمار نامہ شت وخشور زرتشت دساتیر مطبوعہ بمبئی صفحہ ۶۹ ۔

۲۔ لم یکن لہٗ کفوا احد (ہمتا ندارد) " " " " "

۳۔ لیس کمثلہ شیٔ دساتیر میں ہے ہیچ چیز باو نماز " " " "

۴۔ دساتیر میں ہے جز آغاز و انجام ۔ انباز و دشمن و مانند و یار و پدر و مادر و زن و فرزند و جای و سوی

تن وتن آسا و تناں وزنگ و بوی است قرآن شریف نے اس سے بڑھ کر جامع الفاظ میں فرمایا۔
الله الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد (دساتیر صفحہ ۳)

۵۔ دساتیر میں ہے "ہستی دِہ ہمہ" روح و مادہ ہر چیز کو ہست کرنے والا قرآن شریف نے اس کی تصدیق کی خالق کل شیٔ ہر چیز کا وہ خالق ہے دساتیر صفحہ ۳۔

۶۔ نہ یابند او را چشمہا و نہ آسایند او را اندیشہا (دساتیر صفحہ ۶۸) قرآن شریف نے فرمایا لا تدرکه الابصار وهو اللطیف الخبیر۔ قرآن شریف کی آیت میں صرف دعویٰ اور عقیدہ نہیں بلکہ دلائل بھی ساتھ موجود ہیں جو ذات بینائی پر محیط ہوا اور وہ لطیف ہو اس کو آنکھیں کیسے دیکھ سکتی ہیں۔ دساتیر میں دوسری جگہ فرمایا یا مردم گو بدیں چشم ہر آئینہ باش را نہ بنید چشم دیگر خواہید صفحہ ۷۰ لوگوں سے کہو تم ان آنکھوں سے خدا کو نہیں دیکھ سکتے اس کی دید کے لئے دوسری آنکھیں چاہئیں ایک اور جگہ فرمایا پوشیدہ و نہاں گردیدہ از سخت آشکاری صفحہ ۶۰ زیادہ ظاہر و آشکارہ ہونے کی وجہ سے پوشیدہ و نہاں ہے۔

۷۔ روح و مادہ اس کے ہمسر نہیں فرمایا "تو ئی نخستی کہ نیست نخست ترے پیشتر از تو۔ تو ئی باز پس ترے کہ نیست باز پس تر از پست صفحہ ۶۶ قرآن مجید نے فرمایا هو الاول والاخر والظاهر والباطن۔

۸۔ دساتیر میں ہے "ہر چہ پنداری ازاں برتر است" صفحہ ۶۹ قرآن شریف نے فرمایا ولله المثل الاعلیٰ اس کی ہر صفت برتر ہے۔

۹۔ دساتیر میں ہے "نا امید از مہربانی و بخشندگی او مشوید صفحہ ۳۳ قرآن مجید میں اس کی یوں تصدیق کی۔ لا تقنطوا من رحمة الله

۱۰۔ زرتشت نے فرمایا "من نزدیک تر تراز تو ام" دساتیر صفحہ ۱۲۲ نحن اقرب الیه من حبل الورید قرآن مجید میں ہے۔

۱۱۔ ملائکہ کے متعلق حضرت زرتشت نے فرمایا سروشان بیشمار اند صفحہ ۹ ملائکہ بیشمار ہیں۔

۱۲۔ حضرت ماہ آباد (آدمؑ) سے خدا فرماتا ہے اے آباد گفت وگفتار یزداں آنست کہ فرشتہ بدل تو آرد صفحہ ۳۱ یعنی فرشتے کلام الٰہی پیغمبر کے دل پر نازل کرتے ہیں۔

۱۳۔ بہشت و دوزخ کے متعلق حضرت زرتشت کی تعلیم یہ ہے "چوں فرودین تن گذارد و رسروشستانش رسانم صفحہ ۱۳ جب نیک آدمی جسم کو چھوڑتا ہے میں اسے بہشت میں پہنچا دیتا ہوں۔

۱۴۔ بہشت کے متعلق حضرت زرتشت کی تعلیم یہ ہے بہشتیاں را تنے از بخشش یزداں برتر باشد۔ کہ نہ ریزد و کہنہ شود و نہ در گیرد و نہ آلائش درو فراز آید صفحہ ۹ پھر فرمایا "دراں خورم آباد جاوید پایند" صفحہ ۱۳

۱۵۔ دوزخ کے متعلق فرمایا رستگاراں در بہشت جاوید باشند و گنہگاراں را در دوزخ سخت بدخوہائے او در پیکر آتش سوزندہ و برف فشرندہ و سرد کنندہ و مار کژدم و جز آں آزار ندگان و رنج آوراں شدہ آرائش دہند صفحہ ۲۸ جہنم میں آگ اور برف دونوں کا عذاب زرتشتی مذہب کی مخصوص تعلیم ہے جس کی قرآن شریف نے ان الفاظ میں تصدیق کی ہے لایذوقون فیہا بردًا ولا شرابًا الا حمیماً و غساقاً۔ نہ اس میں تسکین پائیں گے اور نہ پینے کی چیز بجز ابلتے گرم اور شدید برفاب کے" (سورۃ النبا) دنیا کے اور کسی مذہب نے جہنمی عذاب میں برف کا ذکر نہیں کیا۔

۱۶۔ اس کے علاوہ شرافت انسانی۔ حکم نکاح عصمت۔ ایفاء عہد۔ حرمت خمر۔ عقیقہ۔ طہارت و غسل و وضو و تیمم کے احکام بھی دساتیر میں پائے جاتے ہیں۔

۱۷۔ دساتیر کے ہر نامہ کی ابتدا میں اعوذ اور بسم اللہ کا بھی کسی قدر مفہوم ظاہر کرنے والی دو آیات پائی جاتی ہیں۔

۱۸۔ وحی الٰہی کی تین قسمیں اول خواب دوم بین النوم والیقظہ اور تیسرے بیداری ہی ہونے کا ذکر نامہ شت وخشور زرتشت کی آیات ۵ تا ۷ موجود ہے۔

۱۹۔ محکم و متشابہ دو طرح کے کلام کا نام برخیدہ اور ابرخیدہ کلام بتایا گیا ہے نامہ شت وخشور آیت ۱۵ میں ضرورت پیغمبر کے بارہ میں حضرت زرتشت فرماتے ہیں "وخشور از یں باید کہ مردماں در کار زندگی و زیست بہ ہمدیگر نیازمندند پس ایشاں را گریز نیست از برستگاں و برنہاداں کہ ہمہ برآں ہمداستان باشند تا ستم ورداو و ستد و انبازی نشود و دہناد جہاں پاید و ایں برستگان از پیش یزدان باید تا ہمہ کساں آناں پذیرہ مدیں فرز بود و وخشور انگیختہ شود" نامہ شت وخشور آیات ۴۵ تا ۴۹ (دساتیر مطبوعہ بمبئی)

ترجمہ پیغمبر اس لئے چاہیے کہ لوگ کاروبار زندگی میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں ان کے لئے ایسے مرتبان شرائع کی ضرورت ہے جنہیں سب لوگ مان لیں تاکہ باہمی داد وستد میں ظلم وستم نہ ہو کوئی دھوکہ اور فریب نہ ہو اور نظام عالم درست رہے اور یہ قوانین خدا کی طرف سے ہونے چاہئیں تاکہ تمام لوگ ان کو یکساں قبول کریں اسی بنا پر پیغمبر مبعوث کیا جاتا ہے۔

شناخت پیغمبر کے متعلق فرمایا۔ پرسدت وخشور را زچہ راست گوئی و راست کار در کار خود شناسیم بہ چیز یکہ او داند و دیگراں ندانند و از دلِ شما آگہی دہد و ازاں چہ پرسید در پاسخ فرو نہ ماند و آنچہ او کند دیگرے نتوانند۔ نامہ مذکور آیات ۵۰ تا ۵۴۔

ترجمہ تجھ سے پوچھتا ہے کہ ہم پیغمبر کو کیسے اس کے قول اور فعل میں صادق سمجھیں (جواب) اس سے کہ جو کچھ وہ جانتا ہے دوسرے نہیں جانتے اور وہ تمہاری فطرت سے اطلاع دے اور جو کچھ اس سے پوچھا جائے اس کے جواب میں عاجز نہ ہو جو وہ کرے دوسرے نہ کر سکیں نامہ شت وخشور زرتشت آیات ۵۰ تا ۵۴۔

ملک ایران میں ساسان پنجم کا زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب کا زمانہ ہے صحابہ کرام نے ایران کو جب فتح کیا تو اسی تعلیم کو دیکھ کر فوراً یہ فیصلہ کر لیا کہ ایرانی مذہب کا پیغمبر زرتشت پیغمبر برحق تھا اور ایرانیوں کے ساتھ وہی سلوک کیا گیا جو اہل کتاب کے ساتھ کیا جاتا تھا اگرچہ قرآن شریف میں زرتشت کا نام نہیں مگر یہ آیت تو موجود ہے کہ رسلًا من قبلک منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک ترجمہ تجھ سے پیشتر کے رسولوں میں سے بعض کا ذکر ہم نے تجھ پر کیا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جن کا ذکر تجھ پر نہیں کیا (۴۰: ۷۸) صحابہ کرام نے انہی رسولوں میں سے جن کا ذکر قرآن شریف میں نہیں کیا گیا حضرت زرتشت کو بھی نبی سمجھا کیونکہ اس کی تعلیم وحی الٰہی کے سرچشمہ سے نکلی معلوم ہوتی ہے جیسے ڈارمیسٹر نے زند اوستا کے ترجمہ کی تمہید میں خوب لکھا ہے۔

When Islam assimilated the zoroustrians tothe people of the book it evinced a rare historical sense and solved the problem of the origin of the Avesta

Introduction to Vendad (Page 69)

جب اسلام نے زرتشتیوں کو اہل کتاب میں شامل کر لیا تو اس نے ایک بے نظیر تاریخی نکتہ کو آشکارا کر دیا اور اوستا کی حیثیت کے معمہ کو حل کر دیا۔"

# جناب زرتشت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پیشگوئیاں

## یا
## حضرت زرتشت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کیوں کر تصدیق کی

دو مختلف مذہبی کتابوں میں تعلیم کی شدید مطابقت بعض کوتہ اندیش اور دہریت پسند طبائع کو اس رائے کی طرف مائل کر دیتی ہیں کہ بعد کی کتاب نے اپنے ماسبق صحیفہ سے اس تعلیم کو نقل کر لیا ہے حالانکہ وہ خدا جس نے ایک نبی کو ایک تعلیم دی ہے اور وہ نبی خود اور اس کی اُمت اس تعلیم کو اپنی قوم تک محدود رکھنے کی سخت کوشش کرتے ہیں تو وہ اس صداقت اور روشنی کو کسی دوسرے نبی پر بھی ظاہر کر سکتا ہے بلکہ اس کا فرض ہے کہ اس کی ہدایت اور روشنی کا آفتاب یکے بعد دیگرے دنیا کے دوسرے ممالک اور قوموں تک بھی پہنچے وہ رب المشارق والمغارب جس طرح آہستہ آہستہ آفتاب کو مشرق اور مغرب کے تمام ممالک پر لے جاتا ہے اسی طرح اس کی روحانی روشنی اور تعلیم بھی کسی ملک اور قوم تک محدود نہیں بلکہ اختلاف اوقات کے ساتھ ساتھ وہ روشنی بھی چلتی جاتی ہے ہر قوم اور ملک کا مشرقی اُفق الگ الگ ہے اور ہر قوم نے اپنا ایک مشرق قرار دے لیا ہے اور یہی سمجھتی ہے کہ اس پر روشنی پھوٹی ہے اور اس کے بائیں ہاتھ مشرق نہیں بلکہ مغرب ہے مگر ایک عقلمند انسان جسے زمین کی گولائی کا علم ہے وہ جانتا ہے کہ مشرق ایک نہیں بلکہ زمین کے اوپر فضا کا ہر نقطہ جہاں آفتاب نمایاں ہوتا ہے ایک قوم کے لئے مشرق ہے تو دوسری قوم کے لئے وہی مغرب ہے اسی لئے قرآن شریف نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے فرمایا رب المشارق والمغارب وہ مشرقوں کا بھی رب ہے اور مغربوں کا بھی رب ہے مشرق اور مغرب محض نسبتی الفاظ ہیں فضا کا ایک نقطہ ایک قوم کے لئے مشرق ہے تو وہی نقطہ دوسری قوم کے لئے مغرب ہے ایک قوم اور مذہب کو دوسری قوم اور مذہب کے اقتباس نور کی ضرورت نہیں پس وہی

خدا جس نے آفتاب رسالت کے طلوع سے پیشتر جناب زرتشت کو ایک آگ دی کہ وہ اس سے ملک ایران کو روشن کرے اسی نے مسیحی دنیا کو بھی ایک صبح کا ستارہ دیا (مکاشفات یوحنا ۲۲-۱۶) تاکہ وہ بنی اسرائیل کی رہنمائی کرے اس نے ہندوستان کو کرشن چندر یعنی کرشن جیسا چاند عنایت کیا ایک دہریت پسند انسان کے لئے قابل غور نکتہ یہ ہے کہ جناب زرتشت کی آگ۔ وہ مسیح کا ستارہ اور ہندوستان کا چاند کسی آفتاب رسالت کے متعلق بھی تو پیشگوئی فرما رہے ہیں اگر قرآن ان کی تعلیمات کی تصدیق کرتا ہے تو وہ بھی آنحضرت صلعم کی تصدیق کرتے ہیں پس ایک دوسرے سے کسی نے کچھ اقتباس نہیں کیا بلکہ ایک ہی عالم الغیب ان سب کا معلم تھا۔ قرآن شریف کی آیت جو اس مضمون کے شروع میں ہم نے زیب عنوان کی ہے مثلہم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ماحولہ ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمٰت لا یبصرون (۲: ۱۷) یعنی ان کی مثال ایسی ہے جیسے اس شخص کی مثال کہ اس نے آگ جلائی جب اس آگ نے اپنے ماحول کو روشن کر دیا اللہ نے ان کے نور کو سلب کر لیا اور ان کو سخت تاریکی میں نابینا چھوڑ دیا۔"

پارسی قوم کی مثال بالکل ایسی ہے اس قوم کو تمام لوگ آتش پرست قوم اور ان کی جائے عبادت کو آتشکدہ سے موسوم کرتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ جلائی جب اس آگ سے اس کا ماحول روشن ہو گیا تو اللہ تعالیٰ ان کے اس نور کو جو اس آگ کے متعلق انہیں عطا کیا گیا تھا لے گیا اس لئے اس آگ کی روشنی نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ وہ تاریکیوں میں اندھوں کی طرح ٹھوکر کھانے والے ہو گئے۔ چونکہ یہ لوگ اب حقیقی دین زرتشت سے پھر گئے ہیں اس لئے فرمایا یہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں اس لئے حقیقت کی طرف رجوع نہیں کرتے (اندھے اور بہرے کوس اور کرمنس) یہ زرتشتی مذہب کی خاص اصطلاح میں ان لوگوں کی صفات ہیں جو خدا کی کوئی بات نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں (ارمزد یشت آیت ۱۰ بہرام یشت ۱: ۴) یزدگرد ثالث نے آرمینیا میں زرتشتی مذہب کو شاہی مذہب قرار دے کر احکام جاری کرتے ہوئے کہا تھا تمہیں معلوم ہونا چاہیے جو شخص مزد کے مذہب کی پیروی نہیں کرتا وہ بہرہ اور اندھا اور شیطان کا بہکایا ہوا ہے"۔ زرتشتی مذہب کی عبادت درحقیقت آگ جلا کر خدا کی عبادت کرنا تھا جس سے تمثیل کے طور پر یہ عہد اور اقرار لینا مراد تھا کہ وہ الٰہی شریعت

اور ہدایت کی روشنی میں ہمیشہ چلتے رہیں گے چنانچہ خود حضرت زرتشت نے اس نکتہ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا میں متیں جو اس جگہ جمع ہوئے ہیں حکیم مطلق کی حکمت کی باتوں کو بتاتا ہوں خدا کی حمد اور اس کی ثناؤں کو اور نیک نفوس کے نغمات کو جو ایک اعلیٰ صداقت ہے جسے میں مقدس شعلوں سے بلند اُٹھتے ہوئے دیکھتا ہوں تم حقیقت کی روح کو غور سے سنو۔ آگ کے شعلوں پر نہایت پاک دل سے تدبر کرو (اہونواتی گاتھا یشت ۳۰: ۱ و ۲)

حضرت زرتشت کے اس حکیمانہ قول سے ظاہر ہے کہ آتشکدہ کی آگ تمثیلی رنگ میں شریعت کی پرحکمت باتوں پر چلنے ان پر غور اور تدبر کرنے کا ایک اقرار اور عہد تھی کہ ہم ہمیشہ شریعت کی روشنی میں چلتے رہیں گے۔

قرآن کریم نے بھی اس آتش شریعت وہدایت کا ذکر کر کے آتش پرستوں کو یہ نکتہ سمجھایا ہے قرآن مجید نے چار قسم کی آگ کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ وہ آگ جس میں نور ہے اور جلاتی بھی ہو جیسے عنصری آگ۔

۲۔ وہ آگ جس میں نہ نور ہے اور نہ جلاتی ہے جیسے سبز درختوں میں موجود آگ

۳۔ وہ آگ جس میں نور نہیں مگر جلاتی ہے جیسے جہنم کی آگ۔

۴۔ وہ آگ جس میں نور ہے مگر جلاتی نہیں اور یہی آگ ہدایت کا مرکز ہے حضرت موسےٰ فرماتے ہیں او اجد علی النار ھدیٰ یا میں آگ پر ہدایت پاؤں بورک من فی النار برکت دیا گیا ہے وہ جو آگ یا ہدایت کی تلاش میں ہے۔

پارسی مذہب کی وہ تاریخ جو ہم تک پہنچی ہے وہ بتاتی ہے کہ حضرت زرتشت کے ایک عرصہ بعد پارسیوں نے شریعت پر عمل کرنا چھوڑ دیا (دیکھو ساتیر میں ساسان اول و پنجم کے نامے) وہ آتشی عہد جس نے بعد میں محض آتش پرستی کی شکل اختیار کر لی ان کے مد نظر نہ رہا شریعت کی کتابیں عمل میں نہ آنے کی وجہ سے اور یونانیوں کی تاخت وتاراج سے ضائع ہو گئیں اور کچھ صحیفے محرف مبدل ہو کر اس حالت کو پہنچ گئے کہ ان پر یہ رائے قائم کی گئی۔

As the Parsis are the ruins of a people so are their sacred books the ruins of a religion (Sacred books of the East Vol IV)

زرتشتی مذہب کے موجودہ ہائی پریسٹ مانک نصروانجی پی ایچ۔ڈی زراسٹرین تھیالوجی کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔" زرتشت نے جس زبان میں اپنے گیتوں کو ترتیب دیا وہ جلد ہی دنیا سے نابود ہوگئی۔ اس کے بعد اُستا کا رواج ہوا جو پارتھینس کے آخری دنوں تک جاری رہی اس کے بعد پہلوی زبان اوستا پر غالب آگئی پہلوی زبان کا دور آٹھ صدیوں تک قائم رہا"۔

پس" جیسے پارسی خود ایک تباہ شدہ قوم کے کھنڈرات ہیں اسی طرح ان کی مقدس کتابیں ایک برباد شدہ مذہب کے خرابے ہیں" اقوام اور مذاہب کی زندگی اور سلامتی اگر ان کی شریعت کی زندگی اور سلامتی سے وابستہ ہے تو اس وقت پارسی مذہب میں وہ زندگی موجود نہیں نہ ان کی الہامی کتابیں اصلی حالت پر دنیا میں کہیں موجود ہیں اور نہ ان کی زبان زندہ زبان ہے۔ البتہ پارسی مذہب کے ان کھنڈرات میں ایسے کچھ نشانات اب بھی موجود ہیں جن میں جناب زرتشت کی ہدایت اور پیشگوئی اس مذہب کی تباہ حالی و بربادی کے وقت کے لئے موجود ہے انہی نشانات میں آتشکدوں کے سرد کر دینے، پارسی قوم کی نشاۃ ثانیہ، عربی پیغمبر کے دین کی متابعت کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے اور راعیان ایران کے قبول اسلام کی پیشگوئیاں ہیں۔

جس طرح جناب زرتشت نے ایران میں روحانی روشنی کی آگ جلائی تھی اس آگ کے بجھ جانے پر یا اس آتشکدہ روحانی کے سرد ہو جانے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ایک آتشی شریعت روشن کی قرآن کریم کی آیت مثلہم کمثل الذی استوقد نارا کے ماتحت حضور نے فرمایا مثلی کمثل رجل استوقد نارا (بخاری) میری مثال اس شخص (زرتشت) کی مثال ہے کہ اس نے آگ جلائی "یہ الفاظ درحقیقت ژند اوستا کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کی طرف اشارہ ہیں۔ دیکھو صٓ۳۱

# جناب زرتشت کی دو اور زبردست پیشگوئیاں

## زرتشتی دین کی اصلاح اور آنحضرت صلعم کا اسم مبارک

جناب زرتشت کو خدا تعالیٰ نے مخاطب کرکے ژند اوستا کی کتاب ژند اوستا فروردین یشت ۱۳ میں فرمایا۔

۱۔ "ایماندروں میں اے زرتشت نہایت زبردست ان لوگوں کے نفوس ہیں جو حاملان شرع قدیم ہیں یا ان مومنین کے نفوس جو ابھی پیدا نہیں ہوئے جو دنیا کو از سرِ نو زندگی بخشنے والے ہیں"۔ یعنی جس طرح زرتشت کے پیروان کی شرع پر چل کر بلند مراتب کو حاصل کر چکے ہیں اسی طرح ایسے مومنوں کی ایک جماعت آئندہ زمانہ میں پیدا ہوگی جو دنیا کی اقوام اور مذاہب کو از سرِ نو زندگی بخشے گی پھر زیادہ وضاحت سے فرمایا۔

۲۔ اس کا نام فاتح مہربان اور اس کا نام استوت ارتیا (تعریف کیا گیا یا محمد) ہوگا وہ رحمت مجسم ہوگا کیونکہ وہ تمام جہان کے لئے رحمت ہوگا وہ حاشر ہوگا اس لئے کہ کامل انسان اور روحانی انسان ہونے کی وجہ سے وہ تمام لوگوں کی ہلاکت کے برخلاف مبعوث ہوگا وہ مشرک لوگوں اور ایماندار لوگوں کی بدیوں کی اصلاح کرے گا (یعنی مشرکین بت پرست اور زرتشتی مذہب کے پیروؤں دونوں کی بدیوں کی اصلاح کرے گا دیکھو جیمس ڈارمیسٹر مترجم ژند اوستا کا اس آیت پر نوٹ) فروردین یشت ۲۸ آیت ۱۲۹

دنیا میں صرف ایک ہی عظیم الشان نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے ہیں۔ جن پر یہ پیشگوئی لفظاً لفظاً صادق آتی ہے آپ کا فاتح مہربان ہونا آپ کے اس سلوک سے ظاہر ہے جو فتح مکہ کے بعد کفار مکہ کے ساتھ کیا گیا کہ اپنے خونخوار دشمنوں کو لاتثریب علیکم الیوم کہہ کر چھوڑ دیا گیا آپ کا نام محمد آپ کا رحمۃ للعالمین یعنی تمام جہان کے لئے رحمت ہونا آپ سے پیشتر انبیاء صرف اپنی اپنی قوم کے لئے رحمت تھے حاشر ہونا کہ جن قدموں پر دنیا کی قوموں کو اکٹھا کر دیا گیا بت پرستوں اور یزداں پرستوں دونوں کی اصلاح

کرنا یہ صرف حضور صلعم کی خصوصیات ہیں۔

## چوتھی پیشگوئی اصحاب آنحضرتؐ کی بلنظیر قدوسیت

اُس کے اصحاب ترقی کریں گے جو محمدؐ کے دوست ہیں دشمنوں کے قاتل۔ نیک اندیش خوش گفتار خوش کردار اعلٰی شریعت کے پابند جن کی زبانوں نے کبھی ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں بولا" زمیاد یشت آیت ۹۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکے صحابہ کی قدوسیت کا ذکر اکثر پیشگوئیوں میں موجود ہے بائبل میں بھی دس ہزار قدوسیوں کا ذکر ہے درحقیقت کسی پیغمبر کی صداقت اور کامیابی کا سب سے بڑا معیار اس کے ساتھیوں کی قدوسیت اور تزکیہ ہے جس نے اپنے ہزاروں ساتھیوں کو صادق القول بنا دیا وہ خود کتنا بڑا راستباز ہوگا یہ امر قابل غور ہے۔

## پانچویں بشارت حضورؐ کی بعثت پر آتشکدوں کا سرد ہو جانا

غور کرنے والے اصحاب کے لیے یہ پیشگوئی بھی نہایت عظیم الشان پیشگوئی ہے جناب زرتشت نے فرمایا "تو اس خانہ میں جلتی رہ تو اس گھر میں ہمیشہ جلتی رہ تو اس آتشکدہ میں شعلہ زن رہ تو اس میں ترقی کر ایک مدت تک کے لیے نہایت زبردست اصلاح دنیا کے عہد تک نیکی کے قیام اور زبردست انقلاب دنیا تک" آتش نیایش آیت ۵۔

آیت مذکورہ کا مطلب بالکل واضح ہے کہ آتشکدے نئے دور مذہبی میں بالکل موقوف ہو جائینگے بلکہ جناب زرتشت نے اس انقلاب مذہبی تک بطور نشان اور عہد کے آگ جلانے کا حکم دیا تھا جب وہ آتشی شریعت والا موعود زبردست انقلاب مذہبی کا پیغمبر آگیا تو آتشکدہ کو سرد ہو جانا چاہیے چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ ایسا ہی ہوا

ان پیشگوئیوں میں صرف ایک لفظ قابل تشریح ہے اور "استوت ارتیہ" جس کے معنی ہم نے تعریف کیا گیا یا محمد کئے ہیں اس کا مصدر لفظ استو ہے زبان سنسکرت اور ژند دونوں میں اس کے معنی سُتتی

اور تعریف کرنا ہیں ستودن موجودہ فارسی میں بھی تعریف کرنے کے معنی میں آتا ہے بعض مستشرقین نے اس کے معنی قائم یا کھڑا ہونے والا کئے ہیں یعنی اس کو ایستادن سے مشتق سمجھتا ہے جو بالکل غلط ہے ژندی زبان سے قریب ترین زبان سنسکرت ہے نہ کہ فارسی پس استوت ارتیہ کے معنی استو ژندی اور سنسکرت دونوں کے مشترکہ مادہ سے تعریف کیا گیا ہیں جو لفظ محمد کا لفظی ترجمہ ہے۔

## زرتشتی مذہب کے دوسرے دفتر کی پیشگوئیاں

### دساتیر پارسیاں میں پیغمبر عرب کی بشارت

زرتشتی قوم کی کتابوں کے دو دفتر ہیں ان کا مختصر ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں بعض ان میں سے ایک دفتر یعنی ژند اوستا کو مستند مانتے ہیں اور بعض دساتیر کو ژند اوستا کی بشارات کا ذکر ہو چکا اب دساتیر کی بشارات سنئے پارسی قوم کے ان دونوں دفاتر سے ہم پیشگوئیاں الگ الگ اس لئے پیش کرتے ہیں کہ کسی فرقۂ زرتشت کو بھی اتمام حجت کئے بغیر نہ چھوڑا جائے۔ زرتشتی مذہب کا وہ دفتر جو دساتیر کے نام سے موسوم ہے دو حصوں پر مشتمل ہے خورہ دساتیر اور کلاں دساتیر لفظ دساتیر کے معنی بعض مستشرقین نے دس حصوں والی کتاب کئے ہیں دس بمعنی دس اور تیر بمعنی حصہ ٹکڑا یا شاخ بعض نے تیر کو سنسکرت کا لفظ سمجھ کر کنارہ ترجمہ کیا ہے بعض نے دستور کی جمع دساتیر قرار دی ہے جس کے معنی شریعت اور قانون کے ہیں موجودہ دساتیر میں مہ آباد کے نامہ سے لے کر ساسان پنجم کے نامہ تک ۱۶ نامے ہیں ان میں سے ساسان اول کا نامہ ایک خاص شان کا نامہ ہے جس میں نہایت صفائی سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی موجود ہے دساتیر کا وہ نسخہ جس سے ہم نے یہ پیشگوئی کا فوٹو بلاک لیا ہے ملاں فیروز مشہور پارسی کا دیگر علماء کی مدد سے شائع کردہ نسخہ ہے جیسے ناصر الدین قاچار شاہ ایران کے عہد میں طبع کیا گیا ملاں فیروز مصنف دبستان مذاہب بمبئی کے مشہور زرتشتی فاضل تھے جو ژندی پہلوی اور فارسی کے علاوہ زبان عربی کے بھی عالم تھے انہی کی ہمت او سعی سے دساتیر کا یہ نسخہ طبع ہوا۔

اس نسخہ میں ساسان اول کی یہ پیشگوئی موجود ہے جو حضرت ساسان کو جناب زرتشت سے

پہنچی ہے کیونکہ ساسان کا کام صرف دین زرتشت کی تجدید تھا۔

پیشگوئی سے پہلے ایرانیوں کی بدکاری کا ذکر ہے اس پیشگوئی کا بھی فوٹو بلاک ہم نے دیدیا ہے دیکھو فوٹو بلاک ملا اصل پیشگوئی پہلوی زبان میں ہے ہر سطر کے نیچے اس کا ترجمہ فارسی میں موجود ہے حضرت ساسان نے بعض جملوں کی اپنی زبان میں کچھ تشریح بھی کی ہے پیشگوئی کے اصل الفاظ معہ ترجمہ درج ذیل ہیں:

(چم) جب (چمیم) ایسے (کا جام) کام (کمند) ایرانی کریں گے (ہزتوار جیارم) عربوں میں سے (ورتا) ایک شخص (ہیتال ہوو) پیدا ہوگا (یو ہزار تسا مام) کہ پیرووں سے (ہو) اس کے (ہیر تاک تاج (و) اور (ہیر تاک) تخت (و) اور (ہمیر اک) سلطنت (وامیر اک) اور شریعت (ایرانیاں) (مسرویم) سب کے سب (ارتد) درہم برہم ہو جائے گا (و) اور (ہوند) ہو جائیں گے (ہرور کتام) سرکش لوگ (تیو دام) مغلوب (بیرن) دیکھیں گے (فرشائی) بجائے (نیمار) تبکدہ (وسیار) اور آتشکدہ (کسوار) عبادت خانہ (آباد) ابراہیم (بے جوار) بتوں سے خالی (ہدہ) ہوکر (نیوستا) قبلہ۔

حضرت ساسان اس پر لکھتے ہیں کہ ریگ زار عرب میں جو ابراہیم کا بنا کردہ خانہ ہے اس میں تاول روکے بت رکھ دیئے گئے تھے اسی کی طرف مُنہ کرکے وہ نماز پڑھیں گے اور اس سے بُت اُٹھادیں گے (و) اور (ہوزو) ہوں گے وہ (ہوش فیشوں) رحمۃ للعالمین (و) اور (ند) پھر (راہمند) لے لیں گے (شائی ہا) جگہیں (یسارام) آتشکدوں کی (مدیر) مدائن کی (وانتورام) اور ارد گرد (مام) اس کے کی (و) اور (نیفوو) توس (و) اور (نیواک) بلخ (و) اور (شایام) جاہاء (شمناد) بزرگ (و) اور (ماہیم ہار) شارع (ہیشام) ان کا (ورتا) مرد (باند) ہوگا (ہرتال) سخنور (و) اور (دیمین) کلام (ہو) اس کا (دم من بلزیدہ) باہم ربط رکھنے والا۔

مطلب:- جب زرتشتی لوگ شریعت پر عملد رآمد چھوڑ دیں گے اور بدکار ہو جائیں گے تو عربوں میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کے پیرو ایران کے تاج و تخت و سلطنت کے مالک ہو جائیں گے اور ایران کے سرکش لوگ مغلوب ہو جائیں گے۔ آتشکدہ کی بجائے حضرت ابراہیم کے خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کرکے اس کی طرف نماز پڑھیں گے اور یہ رحمۃ للعالمین ہوں گے۔ ایران۔ مدائن و توس

وبلخ اور مقامات مقدسہ اور اس کے ارد گرد ملکوں پر قابض ہو جائیں گے اور ان کا شارع (نبی الکلام کے معجزہ) والا ہوگا اور اس کا کلام بلیغ ہوگا۔

یہ پیشگوئی واضح الفاظ میں ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شناخت کے یہ نشانات بتائے گئے ہیں۔

۱۔ زرتشتی مذہب کا بگڑ جانا۔

۲۔ مصلح کا ملک عرب ہونا۔

۳۔ آپ کے پیروؤں کی کامیابی اور کشور کشائی۔

۴۔ ایران جیسی زبردست اور سرکش طاقت کا بے سروسامان بادیہ نشین عرب قوم کے ہاتھوں مغلوب ہو جانا

۵۔ آتشکدوں کی بجائے خانہ ابراہیم کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔

۶۔ بتوں سے خانہ کعبہ بلکہ عرب کا پاک کر دینا۔

۷۔ آپ کا رحمۃ للعالمین ہونا۔

۸۔ آپ کا کلام معجزانہ اور بلیغ ہوگا۔

۹۔ توس وبلخ اور مدائن پر مسلمانوں کی حکومت ہو جانا۔

۱۰۔ تمام قوموں کے مقامات مقدسہ پر مسلمانوں کا قبضہ۔

اس سے پیشتر ہم یہ بتا چکے ہیں کہ ژند اوستا اور دساتیر کے دونوں دفتر جدا جدا ہیں اور زرتشتی فرقے صرف اپنے اپنے دفتر کو مستند مانتے ہیں تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دونوں متفق اللسان ہیں دونوں دفاتر میں سینکڑوں اختلافات ہوا کریں مگر جس نقطہ پر یہ دونوں دفتر ملتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک شخص اہل عرب میں سے مبعوث ہوگا اس کا نام محمد ہوگا وہ رحمۃ للعالمین ہوگا اس کا قانون زرتشتی قانون کا مصدق ہوگا اس کے اصحاب نیک اور صادق ہوں گے اس کی آمد پر آتشکدے سرد ہو جائیں گے کعبہ ابراہیم بتوں سے پاک ہوگا ایرانی اعیان اور ان کی کثرت اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھے گی وہ بت پرستوں اور زرتشتیوں دونوں کی اصلاح کرے گا ان تین نشانات کے بعد اگر کوئی

زرتشتی اس پیشگوئی پر پردہ ڈالنے کے لئے اس کے برخلاف اپنی کتاب میں کچھ تحریف کر دے یا مذہبی تعصب کی وجہ سے آخری مصلح کا زرتشتی قوم میں سے ہونا ضروری سمجھے یا دساتیر کی پیشگوئی کو ایک فریب وہ چال سے تعبیر کرے کہ ایرانیوں کو تو دھوکا اور فریب دینے کے لئے اسلام قبول کرنے کا حکم تھا تاکہ وہ ان میں شامل ہو کر ان کے دین کو بگاڑ دیں تو یہ باتیں تقویٰ راستبازی اور پیغمبرانہ شان کے منافی ہیں کہ ایک پیغامبر یہ فریب کی تعلیم اپنے پیروؤں کو دے حقیقت یہ ہے کہ دساتیر اور اوستا ژند کی پیشگوئی کا ایک ایک لفظ پورا ہوا اب اس کے سوا پارسی قوم کے لئے چارہ نہیں کہ یا تو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو استوت ریتہ ستودہ صفات محمد) قبول کرلیں یا کوئی اور شخص ان نشانات کا مصداق دنیا کی کسی دوسری قوم میں پیدا ہوا ہو تو بتا دیں جس نے بتوں سے ملک کو پاک کیا ہو ایسے اصحاب پیدا کئے ہوں جو منظر صادق اور نیک کردار ساتھی ہوں جب تصریح ژند اوستا بت پرستوں اور مزدائیوں (زرتشتیوں) کی اصلاح کی ہو اس کی آمد پر ایران کے آتشکدے بجھ گئے ہوں اور وہ ایران کے تاج وتخت اور مذہب کا مالک ہو گیا ہو۔

مذہب کے بارہ میں لوگوں کا تعصب اس قدر شدید ہو گیا ہے کہ صاف اور سیدھی بات کے قبول کرنے میں بھی کمزور عذر تلاش کئے جاتے ہیں۔ پارسی مذہب کی کتابوں سے ہم نہایت بین بشارات دکھا چکے ہیں تاہم اس وہم کو دور کرنے کے لئے کہ جناب زرتشت کا موعود نبی زرتشتی قوم سے نہیں ہوگا ہم ایک اور تاریخی ثبوت پیش کرنا چاہتے ہیں دو قوموں میں اگر کسی امر کے متعلق تنازعہ ہو تو فیصلہ کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ ایک ثالث مقرر کر لیا جائے اور اس ثالث کے فیصلہ کو اس حد تک ناطق سمجھا جائے جہاں تک اس میں اس کے اپنے ذاتی عناد اور تعصب کا شائبہ شامل نہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے بہت مدت پہلے زرتشتیوں کے اکثر صحائف گم ہو چکے تھے ان کی اخلاقی اور مذہبی حالت بہت بگڑ چکی تھی یہ حضرت ساسان کے نامہ سے خود ظاہر ہے یہ ایک پہلا نشان تھا۔

اس موعود مبشر کی بعثت کی یہ بشارت پارسی قوم یا مجوس میں اس درجہ شہرت اور اہمیت رکھتی تھی کہ مجوسی جہاں بھی خبر سن پاتے تھے کہ کوئی مذہبی ریفارمر پیدا ہوا ہے وہاں اس کے لئے تحائف لے کر

پہنچتے تھے جناب متی کے نام پر انجیل لکھنے والے نے بھی اس خبر کو کہیں سے سن پایا اور اسی مشہور بشارت کا مشہر یہ جناب مسیح کو ٹھہرانے کی غرض سے ایک فرضی قصہ گھڑ کر انجیل میں درج کر دیا انجیل متی کا مصنف ایک خاص ذوق کا آدمی ہے اس کو جہاں کہیں سے ذرا سی اڑتی ہوئی خبر ملتی ہے۔ اسے جناب مسیح پر چسپاں کرنے کی سوجھتی ہے۔ قدیم نوشتوں میں عبارت کا مطلب کچھ ہو گا مگر یہ شخص اپنا فخر اسی میں سمجھتا ہے کہ اس عبارت میں نئے معنی پیدا کر کے اسے مسیح سے منسوب کر دیا جائے مفسرین اناجیل اس کی اس عادت سے خوب واقف ہیں ایران میں تازی مرد اور ستودہ صفات موعود نبی کی پیشگوئی مشہور تھی انجیل نویس کے کان میں جو یہ بھنک پڑ گئی تو آپ نے اس پر ایک فرضی قصہ گھڑ لیا جس میں درجن بھر باتیں علم و عقل سے بعید ہیں اس قصہ کے جھوٹ ہونے کے لئے تو یہی امر کافی ہے کہ اس انجیل نویس کے سوا کسی دوسرے انجیل نویس نے اس کی تصدیق نہیں کی کہ جناب مسیح کی پیدائش پر مجوسی اسے سجدہ کرنے اور اپنے تحائف پیش کرنے آئے تھے اور ان کے آگے آگے مسیح کے مستقر تک رہنمائی کے لئے ستارہ چلتا جاتا تھا جناب لوقا نے جنہیں مسیح کے متعلق صحیح صحیح روایات درج کرنے کا ادعا ہے گڈریوں جیسے معتبر گواہوں کی بابت تو لکھا ہے کہ وہ آپ کی زیارت کے لئے آئے تھے مگر مجوسیوں کے ایران سے چل کر آنے اور ستارہ کی رہنمائی کا کوئی ذکر نہیں کیا بلکہ "فرشتہ نے یہ کہا کہ تمہارے لئے یہ نشان کافی ہے کہ ایک لڑکے کو لپٹا ہوا اور چرنی میں رکھا ہوا پاؤ گے" انجیل متی کے نویسندہ کے سوا دنیا میں کہیں اس امر کی گواہی موجود نہیں کہ مجوسی ستارہ کی رہنمائی سے مسیح کو تحائف پیش کرنے کے لئے آئے تھے اور نہ کسی خاص ستارہ کے طلوع ہونے کا ذکر کسی نے کیا ہے۔

انجیل متی کے مصنف نے مجوس کا آنا اور مسیح کو سجدہ کرنا لکھا ہے یہ لفظ ہی گمراہ کن ہے یہاں ترجمہ کرنے والوں نے اس سے مراد ایران کے فضلا لی ہے مگر اسی لفظ کے دوسری جگہ اعمال ۱۳ میں جھوٹے نبی اور رمال بمعنی کئے ہیں۔ ڈاکٹر فیرڈی ڈی سوانح مسیح میں اس جھوٹے واقعہ کے متعلق لکھتے ہیں:-

*There is nothing but a mass of confused and contra-*

-dictry traditions to throw any light either on their rank, their country, their number or their names; P. 20.

یعنی اس روایت میں تضاد و اختلافات کا ہجوم ہے روایات کوئی روشنی ان کی قوم ۔ ملک تعداد اور ان کے ناموں پر نہیں ڈالتیں۔

عیسائی مذہب کی اس روایت سے صرف اس قدر شہادت ملتی ہے کہ مجوسیوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی تھی اور وہ اس کے اس قدر شدت سے منتظر تھے کہ ان کا انتظار بھی دور و نزدیک شہرت پکڑ گیا تھا انجیل متی کے مصنف نے اس پیشگوئی کی شہرت سے یہ ناجائز فائدہ اٹھایا کہ ایک فرضی واقعہ گھڑ کر انجیل میں لکھ دیا

## آنحضرت صلعم نے زرتشتی مذہب کی کیا اصلاح کی؟

حضرت زرتشت کی پیشگوئی میں آپ نے پڑھا کہ آنے والا موعود زرتشتی مذہب والوں کی بھی اصلاح کرے گا اور بت پرستی کو بھی مٹائے گا۔ یہ سچ ہے کہ زرتشتی مذہب میں بت پرستی نہیں مگر مظاہر قدرت کی پرستش ضرور موجود ہے سب سے پہلے ان کے ہاں خالق دو ہیں ایک خالق نور ہے اور ایک خالق ظلمات یزدان اور اہرمن ان کے الگ الگ نام ہیں تمام اچھی چیزیں اہرمزد کی خلق ہیں اور تمام بری اہرمن کی زندگی اہرمزد کی موت اہرمن کی۔ نور اہرمزد کی ظلمت اہرمن کی صحت اہرمزد کی بیماری اہرمن کی ہر قسم کا گند اہرمن کی مخلوق ہے اور پاک وطیب اہرمزد کی (دیدیداد و فرگرد ۱) تخلیق کائنات میں دو خداوں کا تصرف بالکل بے معنی سی بات ہے اور خواص الاشیاء سے ناواقفیت کی دلیل ہے ہر چیز جو پیدا ہوئی ہے اگرچہ وہ بظاہر خوفناک معلوم ہوتی ہو مگر اس کے اندر دانا اور حکیم خدا کی سینکڑوں حکمتیں اور فوائد موجود ہیں دن اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن رات صحت انسانی کے لئے دن سے کم ضروری چیز نہیں قرآن شریف نے فرمایا جعلنا نومکم سباتا وجعلنا اللیل لباسا وجعلنا النہار معاشا نیند کو ہم نے تمہارے آرام کے لئے بنایا اور رات کو ڈھانکنے والی اور دن کو کاروبار کے لئے مقرر کیا (۷۸ : ۹ تا ۱۱)

موت اگرچہ خوفناک ہے مگر آیندہ ترقیات کا یہی دروازہ ہے اسی لئے اس آخری مصلح نے فرمایا "خلق الموت والحیات" موت اور حیات ہر دونوں کو اسی نے پیدا کیا دونوں کے الگ الگ خدا ہوتے تو ان میں فساد ہو جا

آتش اہر مزد کی تخلیق ہے، اور ظلمت اہرمن کی، یہ خیال بھی خام ہے نہ آگ خیر مجسم ہے ظلمت شر محض ہر چیز کا طریق استعمال اسے خیر اور شر بنا دیتا ہے کیا آگ جو اس قدر پاک اور مقدس ہے آئے دن گھروں اور انسانوں کو نہیں جلا دیتی کیا ظلمت کو کہتے ہو؟ کہ بری اور اہرمن کی پیدا کردہ ہے نہیں ہمارے قویٰ کی قوت درختوں کی بالیدگی اور حیوانات کی نشوونما کے لئے اس کا وجود ایک برکت اور رحمت ہے بیماری بیشک بری چیز ہے مگر بیماری تو خدا کی پیدا کردہ نہیں حضرت ہمابادر (ابراہیم) فرماتے ہیں اذا مرضت فھو یشفین جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ شفا دیتا ہے بیماری انسان کا اپنا اکتسابی فعل ہے اور اکثر قانون حفظان صحت کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہوتی ہے غرض ہر ایک وہ چیز جو اہرمن کی تخلیق قرار دی گئی تھی غلط ہے برقرار دی گئی فی الحقیقت ہر چیز اپنے موقعہ اور محل پر خیر محض ہے اور بے موقعہ اور غیر محل پر اس کا استعمال شر ہے پس قرآن شریف کا یہ فیصلہ ناطق ہے کہ ھو اللہ خالق کل شیٔ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔

زرتشتی مذہب کی اور بھی سینکڑوں باتیں ہیں جن کی قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کی ہے ہمارا یہ زمانہ سائنس کا زمانہ ہے اس زمانہ میں غیر معقول باتیں ہر مذہب کے تعلیم یافتہ لوگوں کو مذہب سے متنفر کر رہی ہیں زرتشتی مذہب کی وہ باتیں جو پارسی مذہب کے نوجوانوں کو آج کھٹک رہی ہیں ان کی اصلاح آج سے تیرہ صدیاں پہلے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کردی ہے جن کا نہایت ہی مختصر سا خاکہ حسب ذیل کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہ خیال کہ حضرت یم (نوح) کو اہر مزد نے نبوت عطا کی مگر اس نے نبوت کے فرائض بجا لانے سے انکار کر دیا یا دخشور (انبیاء) کے متعلق خدا کی نافرمانی کی باتیں منسوب کرنا یہ عقیدہ اور خیال بھی کوئی معقول خیال نہیں کیا خدا کو پہلے علم نہ تھا کہ یہ شخص رسالت کا اہل نہیں انبیاء اور دخشور بذات خود دوسروں کے لئے نمونہ ہوتے ہیں اگر نمونہ ہی ناقص ہو تو دوسرے لوگ سیدھے راستہ اور شریعت پر کیسے چل سکتے ہیں۔

۲۔ لاش سے زمین ہوا اور لوگوں کا ناپاک ہو جانا لاش میں جہنم کے داروغوں کا گھس آنا

اور سنگ دید کی رسم سے ان کا کل بھاگنا یہ سب باتیں گزشتہ زمانہ کے توہمات ہیں۔

۳۔ عورتوں کو خاص دنوں میں اس قدر ناپاک سمجھنا کہ وہ جان کے خطرہ کے سوا پانی جو پاک چیز ہے نہیں پی سکتی پیٹ بھر کر اسے کھانا نہ دینا اس کے ہاتھ میں کھانا نہ دینا بلکہ دور سے کڑچھی کے ذریعہ پھینک دینا۔ فرگرد ۵/۴۵ اور ۱۶/۷۔

۴۔ قتل انسان سے بڑھ کر زیادہ سخت سزا کتا مارنے کی ہے بلکہ قتل انسان کی نسبت کتے کو برا کھانا دینا بھی زیادہ سخت جرم ہے قتل انسان کی سزا صرف ۹۰ درے اور کتے کو برا کھانا دینے کی سزا دو سو درے مارنا ہیں عورت پیدائش بچہ کے بعد اگر پانی پی لے تو دو سو درے۔ مردہ جلانے اور دفن کرنے کی سزا ناقابل کفارہ اور عفو ہے اگر انسان ناپاک ہونے کی حیثیت میں درخت یا پانی کو مس کرے تو چار سو درے سزا ہے احوالجات کے لئے دیکھو فرگرد ۳/۱۴۹ ۷/۴۰ ۴/۵ ۵/۴۴-۴۹ ۷/۴۴ اور ۸/۳۲ و ۳۳

زرتشتی دین میں مزدک نے عورتوں کے متعلق نہایت اخلاق سوز باتیں داخل کر دی تھیں جس کی نوشیرواں عادل نے اسلامی تعلیم سے متاثر ہو کر اصلاح کی۔

ہمارے پارسی دوستوں کو اس مصلح اعظم استوت ریتہ (محمد) پر جس کی پیشگوئی جناب زرتشت نے فرمائی جس کے اصحاب کی تعریف اور جس کے قانون کی فضیلت کہ وہ زرتشتی دین کی اصلاح کرے گا بت پرستی کو مٹائے گا۔ عرب ہوگا۔ خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے گا جس کے اصحاب کا قبضہ مقامات مقدسہ پر ہوگا ان تمام بین نشانات پر غور کرکے اور اس پر ایمان لاکر جناب زرتشت کی دلی تمنا کو پورا اور راہبر مزد کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے کہ دانایان ایران و دیگراں درایشاں درروند۔ ایران کے تمام دانا اور دوسرے لوگ ان میں شامل ہوں گے (دساتیر) پس دانا وہی ہے جو اسلام کو اختیار کرتا ہے۔

# اہل ہنود کی کتب مقدسہ میں بشارات آنحضرت صلعم

ہندوؤں کی کتابوں میں بھی حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت سی پیشگویاں موجود ہیں اہل ہنود کی کتب مقدسہ وید۔ اپنشد اور پران تین حصوں میں منقسم ہیں برہمن گرنتھ ویدوں کی ہی تشریحات ہیں اگرچہ ان کو بھی شرتی (الہامی کتب) میں شامل سمجھا جاتا ہے وید بلحاظ تقسیم چار ہیں رگو تعداد کے لحاظ سے ۱۲۰ اپنشد ہیں[۵۷] جن میں سے اس وقت صرف دس گیارہ دستیاب ہیں) رگوید یجر وید اور سام وید ان تین ویدوں کو پرانا سمجھا جاتا ہے۔ رگوید ان تینوں میں سے پرانا ہے گو خود بھی تین لمبے زمانوں کی تالیف ہے[۵۲] بعنوان کو تین قدیم وید بتاتا ہے[۵۳] انہی تین ویدوں کو "ترئی ودیا" (علوم ثلاثہ) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اتھروید کو سب سے آخری کہا جاتا ہے ان چاروں ویدوں کے زمانہ نزول یا تالیف میں سخت اختلاف ہے یورپین علماء سنسکرت تو اس بارہ میں قریباً قریباً متفق ہیں مگر ہندو فضلاء اور فرقوں میں ان کے متعلق ناقابل تصفیہ اختلاف آرا موجود ہے ایک عالم کی تحقیق میں وید آج سے ایک ارب ۲۱ کروڑ برس پہلے نازل ہوئے[۵۴] تو دوسروں کی تحقیق میں چار ہزار سال سے زیادہ ان کی عمر نہیں[۵۵] زمانہ تالیف کے علاوہ ان کے رشیوں (رسولوں) جائے نزول اور تعداد کے متعلق بھی بیسیوں مختلف آرا ہیں۔ تاہم وید ان کے ہاں نہایت مستند کتابیں ہیں ایسی مستند کہ وہ ہندو دھرم کی گویا بنیاد ہیں ویدوں کے بعد دوسرے درجہ کی کتابیں اپنشد ہیں بلکہ بعض پنڈتوں کے نزدیک ان کا درجہ ویدوں پر بھی فائق ہے[۵۶] ہندوؤں کو ان کی فلاسفی پر ناز ہے نہ صرف ہندوؤں کو بلکہ خود اپنشدوں کو بھی ویدوں پر فضیلت کا ادعا ہے[۵۸]

---

۵۱ مہا بھاشیہ پاتنجلی ۵۲ "رگ ویدک انڈیا" ابناش چندر دت سنسکرت لیکچرر کلکتہ یونیورسٹی ۵۳ "تریم برہم سناتنم"۔
۵۴ سوامی دیانند بانی آریہ سماج ۵۵ مہاتما تلک کی کتاب آرکٹک ہوم ان دی ویداز وغیرہ ۵۶ راجہ رام موہن رائے کے لیکچر ۵۷ منڈک اپنشد منڈک اول کھنڈ ا منتر ۶۔ ۵۸ چھاندوگیہ اپنشد پرپاٹھک ۷ کھنڈ ا و ۲ شتپتھ برہمن کانڈ ۱۰ ادھیایہ ۳ برہمن ۵ کنڈکا ۱۲۔

اپنشدوں سے نیچے اُتر کر ہندوؤں کی مستند اور سب سے بڑھ کر کثیر التلاوت کتابیں پران ہیں یہاں تک کہ وید جس قدر عسیر الفہم اور کمیاب ہیں پران اسی قدر سہل الحصول اور دستیاب ہیں ہندوؤں میں یہ کتابیں نہایت ہی تعظیم کی کتابیں سمجھی جاتی ہیں اور نہایت ذوق و شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔ پرانوں میں تخلیق کائنات آریہ نسل کے ابتدائی قبائل کا ذکر، ہندو قوم کی قابل پرستش ہستیوں کے واقعات زندگی اور افسانے ہیں مہرشی ویاس نے ۱۸ ضخیم جلدوں میں ان کو تقسیم کیا ہے۔ ہندوؤں کا سواد اعظم ان کی نسبت یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وید خود پرانوں کی مصدق ہیں جس سے ان کا مستند اور قدیم ہونا ثابت ہے چنانچہ اتھرو وید کانڈ ۱۱ سوکت ۷ منتر ۲۴ میں آتا ہے۔

"باقی بچے ہوئے (خدا یا قربانی) سے رگ سام۔ اتھرو اور پران معہ یجر وید ظاہر ہوئے"۔ اسی طرح اتھرو وید کانڈ ۱۵ سوکت ۶ منتر ۱۲ میں ہے "اس کے (طالب علم کے) پیچھے تاریخ۔ پران۔ گاتھا اور نارشنسی چلے"۔ رگوید میں بھی یگیہ میں پڑھے جانے والے پران کا ذکر ہے منڈل ۱۰، سوکت ۳۰، منتر ۹ میں آتا ہے "پران یگیہ کے ذریعہ ہمارے بزرگ رشی بنائے گئے"۔

چھاندوگیہ اپنشد پرپاٹھک ۷، کھنڈ ۱ و ۲ میں بھی پرانوں کا ذکر موجود ہے ان حوالجات سے یہ ثابت ہے کہ ویدوں کی طرح پران بھی الہامی ہیں اور پران قدامت کے لحاظ سے یا ویدوں کے ہمعصر ہیں یا ان سے بھی پہلے موجود تھے۔ غرض ہندو مذہب کے مستند سے مستند لٹریچر میں پرانوں کی فضیلت کا ذکر موجود ہے باایں ہمارے اس زمانہ میں کچھ پنڈت لوگ پرانوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارات دیکھ کر بجائے اس کے کہ وہ اپنے رشیوں کی عظمت اور بزرگی کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے کلام کی قدر کرتے اور رسول عربی کی فضیلت کے قائل ہوتے سرے سے پرانوں کے منکر ہو گئے ہیں مگر وید خود پرانوں کے مصدق ہیں اور جس طرح ویدوں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ آسمانی ہیں اسی طرح پرانوں کے متعلق بھی لکھا ہے کہ وہ الہامی ہیں بعض لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ویدوں میں جن پرانوں کا ذکر ہے وہ پران گم ہو گئے موجودہ پران وہ پران نہیں ہیں مگر یہ عذر محض ایک غلط خیال پر مبنی ہے جس کا کوئی ثبوت کسی کتاب میں موجود نہیں اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ اصلی پران سب کے سب گم ہو گئے اور ان کے نام تک بھی محفوظ نہ رہے

جاتے حیرت ہے کہ پران جو شروع زمانہ سے آج تک بکثرت پڑھے جاتے رہے وہ تو گم ہو گئے مگر وید جن کو بہت کم لوگ جانتے اور پڑھتے ہیں وہ باقی رہ گئے؟

پرانوں کے متعلق یہ عذر پیش کرنا بھی صحیح نہیں کہ ان میں پیشگویاں ملادی گئی ہیں۔ کیونکہ اس کا بھی کوئی ثبوت موجود نہیں اور کسی کتاب میں ایسی تحریف کا واقع ہونا جو اس قدر شائع شدہ ہو کہ لوگ اسے اپنی عبادات میں مقررہ وقت پر پڑھتے اور سنتے ہوں جیسا کہ شتپتھ برہمن میں جو یجروید کی پرانی اور مستند تفسیر ہے لکھا ہے "یگیہ کے نویں دن پران کو پڑھے"ؔ۔ ایسی صورت میں ان کتابوں کے اندر تحریف ہو جانا محال ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ کئی ایک پرانوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق صاف اور مبین بشارات موجود ہیں اپنے رشیوں کی اس شہادت حقہ پر پردہ ڈالنے کے لئے بعض ہشیار پنڈتوں نے ان پرانوں کے متعلق یہ شور مچانا شروع کر دیا کہ ان میں ملاوٹ ہو گئی ہے حالانکہ یہ امر قطعاً عقل کے خلاف ہے کہ ہندوستان کے ہزاروں پنڈتوں نے کسی خاص جگہ جمع ہو کر اپنے پرانوں میں رسول کریم کی پیشگویاں داخل کرلی ہوں اگر پنڈت لوگ اپنے مذہب کے خلاف ایسا خوفناک کام کر سکتے ہیں تو ہندو دھرم کے علماء کا اور ان کی دوسری کتب مقدسہ کا کیا اعتبار رہا غرض اس قسم کی تحریف کا ہونا بالخصوص اس صورت میں کہ برہمنوں کے اندر بیسیوں مختلف فرقے ہیں اور فرقے بھی ایسے جو ایک دوسرے کے دشمن اور مخالف ہیں۔ سب سے بڑھ کر تعجب کی بات یہ ہے کہ تحریف کا دعویٰ کرنے والوں کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ملک میں جگہ جگہ پرانوں کے نسخے برہمنوں کے گھروں میں موجود ہیں آج تک ان پرانوں کا کوئی نسخہ ایسا نہ ملا جس میں یہ پیشگویاں موجود نہ ہوں۔ یہ امر تو ممکن بھی ہے کہ پیشگویوں کے خلاف کچھ ملاوٹ ہو گئی ہو مگر ہندو پنڈتوں نے اپنے دھرم کے خلاف ملاوٹ کرلی ہو یہ قطعاً خلاف عقل اور عادتاً محال ہے۔ ہمیں جو کچھ اس تمہید کے آخر پر کہنا ہے وہ یہ ہے پران جن کا ایک ایک لفظ ایسا ہی الہامی ہے جیسے وید جن کی تلاوت سے نجات کے دروازے کھلتے اور دین و دنیا کی کل بھلائیاں ان کے پڑھنے سے حاصل

---

ؔ اس پران کے متعلق شانکھائن شروت سوتر میں یہ تشریح ہے کہ "دآیو پران اٹھی ۱۸ پرانوں میں سے ایک پران ہے" (شانکھائن شروت سوتر ۱۶)

ہوتی ہیں ان میں خدا کے الہام کردہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مہاتم (فضائل) نہ صرف قابل غور بلکہ ایمان لانے کے قابل ہیں۔

## مہرشی ویاس کی حضور صلعم سے عقیدت

مشاہیر پرستی ہندو قوم کے مذہب کا ایک بہت بڑا رکن ہے مہرشی ویاس جو ہندوؤں میں نہایت اعلےٰ درجہ کے رشی مانے جاتے ہیں ایک بہت بڑے مرتاض اور صفاکیش انسان تھے۔ موجودہ ویدوں کے مضامین کو علیحدہ علیحدہ انہوں نے ہی ترتیب دیا تصوف پر ایک بہت بڑی کتاب لکھی مہابھارت اور گیتا بھی انہی کے زور قلم کا رزمیہ کلام ہے ان کی سب سے بڑی تالیف ۱۸ مجلدات پران ہیں اس پرانوں کے ۱۸ سمندر میں ایک بہت بڑے پایہ کی کتاب بھوشیہ پران ہے جس میں مہرشی کا آیندہ ہونے والے واقعات پر حیرت انگیز بیان ہے یقیناً اسی وجہ سے اس کا نام بھوشیہ پران یعنی آئندہ مستقبل کی خبریں اس کا عنوان ہے۔ ہندو عقیدہ کے مطابق ویدوں کی طرح اسے بھی برہما جی کا الہام سمجھا جاتا ہے مہرشی ویاس صرف اس کے مؤلف ہیں ورنہ ایشور پرماتما در اصل اس کے مصنف ہیں۔ بھوشیہ پران کے جس نسخہ سے ہم پیشگوئیاں نقل کرتے ہیں وہ وینکٹیشور پریس بمبئی کا مطبوعہ ہے اس کے پرتی سرگ پرو ۳ کھنڈ ۳۔ ادھیائے ۳ شلوک ۵ تا ۸ میں یہ پیشگوئی موجود ہے اصل سنسکرت الفاظ کے لئے دیکھو فوٹو بلاک ۔

پیشگوئی کا ترجمہ: ایک ملیچھ یا اجنبی ملک اور زبان کا معلم روحانی اپنے صحابہ کے ساتھ آئے گا اس کا نام

حاشیہ پیشگوئی کا لفظی ترجمہ (ایتسمین انتر) اتنے ہی میں (ملیچھ) غیر زبان یا ملک کا (آچاریہ سمنوِتہ) معلم روحانی خطاب والا (محامد) محمد (کھیاتہ) نام سے معروف (شیشیہ شاکھا) شاگرد صحابہ کے (سمنوِتہ) ساتھ (نرپ) راجا نے (مہادیو) اس مہادیو (ملک عظیم) (مرستھل نواسنم) عرب کے رہنے والے کو (گنگا جلیہ) گنگا کے پانی (پنچ گویہ سمنوِتہ) اور پنچ گویہ کے مرکب (سنا پیہ) غسل کرا کے (چندن) آدی بھیہ صندل وغیرہ کے ساتھ (بھکتی) ارچیہ ؟ مذہبی (کرتشا و مناپرم) دلی ارادت سے اس کی پوجا کی (نمستے) تجھے تعظیم ہو۔ (گری جا) اے پاربتی کے ناتھ، مالک (فخر نسل انسانی) (مرستھل نواسنے) اے عرب کے رہنے والے (ترپور اسرا) شیطان کے ناش (مارنے) کے لئے (بھومایا) بہت سی قدرت (پرورتے) مہیا کرنے والے (ملیچھ) دشمن ملیچھوں سے (گپتائے) محافظت کئے گئے (سوروپ) اے پاک بھید آنند ہستی مطلق اور سرور کامل کے (روپنے) مظہر (توم) تو (مام) مجھے (دی) یقیناً کنکرم غلام (ودھی) جان (شرن) ارتھم اور اپنے قدموں میں (آپ آگتم) آیا ہوا۔

محمد ہوگا راجہ (بھوج) نے اس مہادیو (ملائک سیرت) عرب کے رہنے والے کو آب رود گنگا اور پنج گویہ سے غسل کرا کے (یعنی تمام گناہوں سے پاک ٹھہرا کر) دلی ارادت سے نذر و نیاز پیش کر کے اس کی تعظیم کی اور کہا کہ میں تیرے حضور جھکتا ہوں اے فخر نسل انسانی عرب کے رہنے والے۔ شیطان کے مارنے کے لیے بہت سی طاقت مہیا کرنے والے دشمن ملیچھوں سے محافظت کئے گئے ہوا اے پاک ہستی مطلق اور سرور کامل کے مظہر میں تیرا غلام ہوں مجھ کو اپنے قدموں میں آیا ہوا جانئے" مہرشی ویاس نے حضور کی جو نعت خوانی کی اس کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ اس پیشگوئی میں حضور کا نام محامد صاف بتا دیا۔

۲۔ ملک عرب کا آپ کو رہنے والا بتایا (لفظی معنی مروستھل کے ریگ زار کے ہیں)

۳۔ آپ کے اصحاب کا ذکر خصوصیت سے کیا شاید ہی دنیا میں کوئی اور بھی نبی ہوگا جو اس قدر صحابہ اپنے رنگ میں رنگین رکھتا ہو۔

۴۔ وہ گناہوں سے پاک فرشتہ سیرت ہوگا۔

۵۔ ہندوستان کا راجہ اس سے دلی عقیدت رکھے گا۔

۶۔ آپ کی دشمنوں سے حفاظت ہوگی اور یہ حفاظت غیر معمولی طریق پر ہوگی۔

۷۔ آپ شیطان اور بت پرستی کے مٹانے والے ہوں گے یا ہر قسم کی بدی کو فنا کرنے والے ہوں گے

۸۔ آپ ہستی مطلق اور سرور کامل کے مظہر اتم ہوں گے۔

۹۔ مہرشی اپنے آپ کو ان کے قدموں میں آیا ہوا قرار دیتا ہے۔

۱۰۔ آپ کو پاربتی کے ناتھ یا فخر نسل انسانی بتایا۔

اس قدر صاف اور واضح پیشگوئی ہے جس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں بعض لوگوں نے اس پیشگوئی پر یہ بودا سا اعتراض کیا ہے کہ اس میں جس راجہ کا ذکر ہے اس کا نام بھوج ہے جو گیارھویں صدی مسیحی میں شالیواہن راجہ کی دسویں پشت میں ہوا ہے گویا اس میں ایک ایسے شخص کا نام ہے جو ظہور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پانچ سو سال بعد ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نام ہونے کے لحاظ سے تو آنحضرت

# مہرشی وید ویاس

کی

# آنحضرت صلعم سے عقیدت

एतस्मिन्नन्तरे म्लेच्छ आचार्य्येण समन्वितः ।
महामद इति ख्यातः शिष्यशाखासमन्वितः ॥ ५ ॥
नृपश्चैव महादेवं मरुस्थलनिवासिनम् ।
गङ्गाजलैश्च संस्नाप्य पञ्चगव्यसमन्वितैः ।
चंदनादिभिरभ्यर्च्य तुष्टाव मनसा हरम् ॥ ६ ॥
भोजराज उवाच--नमस्ते गिरिजानाथ मरुस्थलनिवासिने ।
त्रिपुरासुरनाशाय बहुमायाप्रवर्त्तिने ॥ ७ ॥
म्लेच्छैर्गुप्ताय शुद्धाय सच्चिदानन्दरूपिणे ।
त्वं मां हि किंकरं विद्धि शरणार्थमुपागतम् ॥ ८ ॥
सूत उवाच--इति श्रुत्वा स्तवं देवः शब्दमाह नृपाय तम् ।
गंतव्यं भोजराजेन महाकालेश्वरस्थले ॥ ९ ॥
म्लेच्छैस्सुदूषिता भूमिर्वाहीका नाम विश्रुता ।
आर्य्यधर्मो हि नैवात्र वाहीके देशदारुणे ॥ १० ॥
बभूवात्र महामायी योऽसौ दग्धो मया पुरा ।
त्रिपुरो बलिदैत्येन प्रेषितः पुनरागतः ॥ ११ ॥
अयोनिः स वरो मत्तः प्राप्तवान्दैत्यवर्द्धनः ।
महामद इति ख्यातः पैशाचकृतितत्परः ॥ १२ ॥
नागन्तव्यं त्वया भूप पैशाचे देशधूर्तके ।
मत्प्रसादेन भूपाल तव शुद्धि प्रजायते ॥ १३ ॥
इति श्रुत्वा नृपश्चैव स्वदेशान्पु ।नरागमत
महामदश्च तैः सार्द्धं सिंधुतीरमुपाययौ ॥ १४ ॥

زیادہ وضاحت سے مہرشی ویاس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں:-

उवाच भूपतिं प्रेम्णा मायामदविशारदः ।
तव देवो महाराज मम दासत्वमागतः ॥ १५ ॥
ममोच्छिष्टं सभुंजीयाद्यथा तत्पश्य भो नृप ।
इति श्रुत्वा तथा दृष्ट्वा परं विस्मयमागतः ॥ १६ ॥
म्लेच्छधर्मे मतिश्चासीत्तस्य भूपस्य दारुणा ॥ १७ ॥
तच्छ्रुत्वा कालिदासस्तु रुषा प्राह महामदम् ।
माया ते निर्मिता धूर्त नृपमोहनहेतवे ॥ १८ ॥
हनिष्यामि दुराचारं वाहीकं पुरुषाधमम् ।
इत्युक्त्वा स द्विजः श्रीमान्नवार्णजपतत्परः ॥ १९ ॥
जप्त्वा दशसहस्रंच तद्दशांशं जुहाव सः ।
भस्म भूत्वा स मायावी म्लेच्छदेवत्वमागतः ॥ २० ॥
भयभीतास्तु तच्छिष्या देशं वाहीकमाययुः ।
गृहीत्वा स्वगुरोर्भस्म मदहीनत्वमागतम् ॥ २१ ॥
स्थापितं तैश्च भूमध्ये तत्रोषुर्मदतत्पराः ।
मदहीनं पुरं जातं तेषां तीर्थं समं स्मृतम् ॥ २२ ॥
रात्रौ स देवरूपश्च बहुमायाविशारदः ।
पैशाचं देहमास्थाय भोजराजं हि सोऽब्रवीत् ॥ २३ ॥
आर्य्यधर्मो हि ते राजन्सर्वधर्मोत्तमः स्मृतः ।
ईशाज्ञया करिष्यामि पैशाचं धर्मदारुणम् ॥ २४ ॥
लिङ्गच्छेदी शिखाहीनः श्मश्रुधारी स दूषकः ।
उच्चालापी सर्वभक्षी भविष्यति जनो मम ॥ २५ ॥
विना कौलं च पशवस्तेषां भक्ष्या मता मम ।
मुसलेनैव संस्कारः कुशैरिव भविष्यति ॥ २६ ॥
तस्मान्मुसलवन्तो हि जातयो धर्मदूषकाः ।
इति पैशाचधर्मश्च भविष्यति मया कृतः ॥ २७ ॥

بھوشیہ پران (مطبوعہ وینکٹیشور پریس بمبئی)
پرتی سرگ پرو ۳ کھنڈ ۳ ادھیاء ۳ شلوک ۵ تا ۲۷

صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی اسم مبارک اس میں موجود ہے پیشگوئیوں میں نام بطور پیشگوئی ہوتے ہیں نہ وقوع امر کے لحاظ سے۔ دوم جس راجہ کو برہماجی حکم دیتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ان کے قائم مقام کے حاضر ہو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہمعصر یا اسلام کے ملک ہند میں پہنچ جانے کے بعد کا راجہ بھی ہو سکتا ہے۔ سوم یہ کہ راجہ بھوج ہندوستان میں ایک نہیں ہوا فرعون اور قیصر کی طرح بھوج ہندوستان کے راجاؤں کا لقب تھا اس نام کے معروف راجہ بھوج سے پیشتر بھی کئی ایک راجہ ہوئے ہیں چنانچہ ایتریا برہمن جو نہایت قدیم زمانہ کی کتاب ہے اس کی پنچکا ۸ کھنڈ کا ۱۲،۱۰ اور پنچکا ۱۴ کنڈ کا ۱۷ میں بھی راجہ بھوج کا ذکر ہے پانی جو مشہور سنسکرت گرامر کا مصنف ہے اور اسلام سے بہت زمانہ پیشتر گزرا ہے اس میں بھوج کے شہر اور اس کی اولاد کا ذکر ہے دیکھو ادھیاۓ ۱ پاد ۱ سوترہ ۷۔

دوسرا جملہ جو اس پیشگوئی میں قابل تشریح ہے وہ پنج گویہ اور گنگا جل سے آپ کو غسل کرانا ہے چونکہ یہ کوئی امر واقعہ نہیں بلکہ مکاشفہ ہے اس لئے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہوگا۔ ہندوؤں میں یہ چیزیں ایسی ہی انسان کو گناہوں سے پاک کرنے والی سمجھی جاتی ہیں جیسے عیسائیوں میں دریا یردن کا پانی اور مسلمانوں میں آب زمزم۔

## اس پیشگوئی کا ہندوؤں سے خطاب

سنا آپ نے کہ برہماجی نے کیا فرمایا اور ویاس جی نے اسے ظاہر کردیا مہرشی نے آپ کی ذات کو پاک اور مطہر ٹھہرا کر آپ سے عقیدت کا اظہار کیا کہ میں آپ کے قدموں میں آیا ہوا ہوں۔ ہندو دوست جو الہی نوشتوں کے معتقد اور اپنے بزرگوں کے پجاری ہیں کیا ان کا فرض نہیں کہ وہ مہرشی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور مہرشی ویاس اور شری برہماجی کے حکم کی تعمیل کریں۔

## مہرشی ویاس جی کی ایک اور مفصل پیشگوئی

بھوشیہ پران جس کا حوالہ ابھی ہم دے چکے ہیں اسی حوالے کے شلوک ۱۰ تا ۲۷ میں اور بھی زیادہ وضاحت سے مہرشی ویاس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں:۔

"عرب کے مشہور ملک کو ملیچھوں نے خراب کر دیا ہے اس ملک عرب میں آریہ دھرم نہیں ہے ۱۰۔ یہاں پہلے بھی ایک گمراہ شیطان ہوا تھا جس کو میں نے بھسم کر دیا تھا وہ طاقتور دشمن کا بھیجا ہوا پھر آگیا ہے۔ ۱۱۔ ان دشمنوں کی اصلاح و فلاح کے لئے جس نے مجھ سے برہما کا لقب حاصل کیا ہے وہ معروف و مشہور محامد پشاچوں کی بگڑی بنانے میں مشغول ہے ۱۲۔ اے راجہ تجھے بیوقوف پشاچوں کے ملک میں نہیں جانا چاہئے میری مہربانی سے تیرا تزکیہ یہیں ہو جائے گا۔ ۱۳ رات کے وقت فرشتہ سیرت تدبیر کا ہوشیار پشاج کا بھیس اختیار کرکے۔ یقیناً راجہ بھوج سے وہ بولا ۲۳۔

اے راجہ تیرا آریہ دھرم تمام مذاہب پر غالب کیا گیا ہے مگر ایشور پرماتما کے حکم سے میں گوشت خوروں کے مضبوط مذہب کو جاری کروں گا ۲۴۔

میرا پیرو ختنہ کیا ہوا۔ بغیر چوٹی کے۔ ڈاڑھی والا اور انقلاب پیدا کرنے والا۔ اذان دینے والا سب حلال اشیاء کھانے والا ہوگا ۲۵۔ سؤر کے سوا اور سب مویشی کھانے والا ہوگا۔ مقدس گھاس سے پاکیزگی حاصل کرنے کی بجائے ان کا تزکیہ جنگ سے ہوگا ۲۶۔

---

حاشیہ شلوکوں کا لفظی ترجمہ (ملیچھ) ملیچھوں سے (سدوشتا) خراب کی ہوئی (بھومیا) سرزمین (ماہیکا) عرب (نام) نام سے (وشروتا) مشہور (آریہ دھرم) آریہ مذہب (نیوی) نہیں ہے (اتر) وہاں (وہ بھیکے) عرب (دیش) دیس (دارونے) سخت میں (بھبود) ہوا تھا (مہامائی) بہت گمراہ (یہ) جو (اسو) وہ (دگدہو) جلد دیا گیا (میا) مجھ سے (پرا) پہلے (تریرو) شیطان (ملبی) طاقتور (وبتیین) دشمن سے (پریشتہ) بھیجا ہوا (پنرآگتہ) پھر آگیا ہے (ایوق) برہما کا (دو) خطاب (پرپتوان) حاصل کر لیا ہے (وہتہ ورد مشنہ) دشمنوں کی اصلاح و فلاح کے لئے (سہ) وہ (محامد) (ای کھیاتہ) مشہور ہے (ناگنتویم) نہیں جانا چاہئے (تویا) تجھے (بھوپ) اے راجہ وہاں (دیشاچے دیش) پشاچ دیش (دھونکے) بیوقوفوں میں (مت) میری (پرساوین) مہربانی سے (بھوپال) اے راجہ (تو) تیرا (شدھیہ) تزکیہ (پرجائیے) ہو جائے گا (راتر) رات کے وقت (سہ دیو) وہ فرشتہ (دیشج) سیرت اور بھایا) تدبیروں میں (وشارد) ہوشیار (پشاچم) پشاچ کا (دمیم) بھیس (استھایہ) اختیار کرکے (بھوج) بھوج (راجہ) راجہ کو (اہی) یقین سے (سہ) وہ (ابرویت) بولا (آریہ دھرم) آریہ مذہب (ہی) یقیناً (تے) تیرا (راجن) اے راجہ (سرو دھرم) سب مذاہب سے (اتم) اعلیٰ (المیرتیہ) کیا گیا ہے (دیش) ایشور کی (آگیایا) اجازت سے (کرشیامی) میں جاری کرتا ہوں (پشاچ) گوشت خوروں کے (دھرم) مذہب (داروتم) مضبوط کو (لنگ چھیدی) ختنہ کیا ہوا (شکھا ھینہ) چوٹی کے بغیر (شمشروہاری) ڈاڑھی رکھنے والا (سہ) وہ (دوشک) انقلاب پیدا کرنے والا ہوگا (اچالاپی) اذان دینے والا (سرو بھکشی) تمام مذاہب کو ہضم کر لینے والا (بھوشیتی) ہوگا (جہم) میرا پیرو (وناکولم) بغیر سؤر کے (چپا) دیشو سنیش) مویشی ہوں گے (بھکشیا) کھانے کے قابل (دھتا) مذہب والے کے لئے (دم) میرے (موسلین) جنگ سے (ای) ہی (دسنسکور) تزکیہ (کشا) مقدس گھاس کی مانند (بھوشیتی) ہوگا (دتسمات) اس لئے (مسلونتا) مسلمان (ہی) یقیناً ہوگا (جاتیہ) قوم کا (دھرم دوشک) مذہبی انقلاب پیدا کرنے والوں کا (اتی) یہ (پشاچ) گوشت خوروں کا (دھرم) مذہب (بھوشیتی) ہوگا (میا) مجھ سے (کرشا) بنایا ہوا۔

دھرم بگاڑنے والی قوموں سے لڑنے بھڑنے والے ہونے کی وجہ سے وہ مسلمان کہلائیں گے

یہ گوشت خور قوم کا مذہب مجھ سے ہی بنایا ہوا ہوگا ۲۷۔

اس پیشگوئی میں ویاس جی نے بہت سی باتیں اور نشانات آنے والے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم)

کے متعلق بیان کئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ عرب کا ملک شریر لوگوں نے برباد کر دیا ہے۔

۲۔ اس ملک میں آریہ مذہب نہیں ہے۔

۳۔ جس طرح پہلے ابرہہ وغیرہ دشمن تباہ ہوئے اسی طرح موجودہ دشمن بھی تباہ ہوں گے۔

۴۔ حق کے دشمنوں کی اصلاح اور ترقی کے لئے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اللہ تعالیٰ سے برہما کا خطاب حاصل کر لیا ہے اور وہ اس قوم کی تعمیر میں مشغول ہیں۔

۵۔ ہندوستانی راجہ کو وہاں جانے میں خطرہ ہے اس کا تزکیہ یہاں مسلمانوں کے آنے پر ہو جائے گا۔

۶۔ آریہ دھرم کی بھی وہ تصدیق کرے گا اور اس بگڑی ہوئی قوم کی خدا کے حکم سے اصلاح ہوگی۔

۷۔ محمد رسول اللہ کے پیرو مختون ہوں گے ڈاڑھی بھی رکھیں گے۔ ان کے سر پر چوٹی نہ ہوگی وہ دنیا کے مذہب میں انقلاب برپا کر دے گا۔

۸۔ اس کا مذہب خفیہ نہ ہوگا بلکہ ہر مسجد کے مینار سے اس کی صدا بلند ہوگی۔

۹۔ سور ان کے مذہب میں حرام ہوگا باقی سب کھانے کے لائق مویشی حلال ہوں گے۔

۱۰۔ ہندوؤں میں کشا (گھاس) یگیہ میں بطور پاک کرنے والی چیز کے استعمال ہوتی ہے مگر اس قوم کا تزکیہ جنگ سے ہوگا

۱۱۔ مذہب کو بگاڑنے والی قوموں کے ساتھ لڑنے بھڑنے کی وجہ سے ہی وہ مسلمان کہلائیں گے۔

۱۲۔ یہ گوشت خوروں کا مذہب میرا بنایا ہوا یا الٰہی مذہب کا ہوگا۔

## آریہ دھرم کی موجودگی میں اسلام کی ضرورت

اس مضمون میں آپ نے پڑھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آریہ دھرم کی تصدیق کریں گے

اس جگہ یہ امر تشریح طلب ہے کہ جب آریہ دھرم تمام مذاہب پر فائق ہے تو پھر اسلام کی کیا ضرورت

ہے ۔ بے شک جب کبھی بھی آریہ قوم کو کوئی دھرم اور مذہب دیا گیا ہوگا وہ ضرورت زمانہ کے لحاظ سے ان کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے دوسرے تمام مذاہب سے بہتر اور مناسب ہوگا لیکن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آریہ دھرم کی کیا حالت تھی اور اس نام نہاد ملیچھ دھرم یا اسلام میں کیا خوبیاں تھیں وہ مہرشی ویاس کے اپنے الفاظ میں سُننے کے قابل ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت سے ملیچھ دھرم ہی آریہ دھرم سے افضل ہے بھوشیہ پران پرتی سرگ پرو ۳ کھنڈ ا ادھیایہ ۲۱ شلوک ۱۲ تا ۲۳۔

"کاشی وغیرہ جو سات مقدس شہر ہیں ان میں ظلم ہو رہا ہے۔ راکشس۔ شبر بھیل بیوقوف لوگ ہندوستان میں رہتے ہیں۔ ملیچھوں کے ملک میں ملیچھ دھرم (اسلام) کے ماننے والے بہادر عقلمند ہیں تمام صفات حسنہ مسلمانوں میں ہیں اور سب برائیاں آریہ دیس میں ہیں۔ ہندوستان اور اس کے جزیروں میں اسلام کا راج ہوگا اس طرح جان کر اے نیک منی خدا کی تسبیح پڑھ۔

## ملیچھ کسے کہتے ہیں

ان شلوکوں میں آریہ اور ملیچھ الفاظ بار بار آئے ہیں آریوں کی حالت تو آپ سُن چکے اب لفظ ملیچھ جو بظاہر بُرے معنی رکھتا ہے اس کی تعریف بھی مہرشی ویاس نے خود کی ہے فرمایا۔

نیک اعمال اور عقل کی تیزی اور روحانی عظمت اور دیوتاؤں کی عزت جو شخص یہ کام کرتا ہے اس کو عقلمند ملیچھ کہتے ہیں۔

کیا ایسی صورت میں کہ جب آریہ دھرم تمام بدیوں کا مسکن ہوگیا یہ ضروری نہ تھا کہ کوئی رہنما جی ملک عرب میں پیدا ہوتے اور عرب کے علاوہ آریہ دھرم کی بھی اصلاح کرتے۔ چنانچہ مہرشی ویاس کی پیشگوئی کے مطابق ایسا ہی ہوا۔ اب اس موقعہ پر آریوں کو چاہئے کہ وہ اس عظیم الشان مصلح کی بعثت پر حسب فرمان ویاس جی خدا کی تسبیح اور حمد پڑھیں۔

# اتھروید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات

## اتھروارشی کی حضور سے عقیدت

ویدوں میں اتھروید کا پایہ اس لحاظ سے کہ اسے برہم وید علم الٰہی کہا گیا ہے اور وہ تینوں اقسام کے منتروں کا جامع ہے بہت فائق ہے اس میں رگوید کی طرح رچائیں (محامد) سام وید جیسا موزوں کلام اور یجروید کی مانند عبادات کا ذکر ہے گویا کل اقسام کے وید منتروں کا یہ ایک وید مجموعہ ہے۔

اس کے علاوہ مہلک امراض سے شفا مصائب اور جنگ میں فتح و نصرت کے نسخے بہشت و دوزخ کے تفصیلی بیانات پر مشتمل منتر موجود ہیں یہی وجہ ہے کہ منڈک اپنشد نے اسے خصوصیت سے برہم ودیا (علم الٰہی) قرار دیا ہے بابل اور مصر کے مدفون آثار کے متعلق جو تحقیقات حال میں کی گئی ہے۔ اس نے نہ صرف یہ ثابت کر دیا ہے کہ بائبل کا ماخذ الواح بابل ہیں بلکہ ویدوں کی اندرونی شہادت کی بنا پر یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ ان کا اکثر حصہ بابل کے صحیفوں سے ماخذ ہے ٹائمز آف انڈیا ۱۹۳۵ء کے جولائی اور اگست کے سپلیمنٹوں میں ایک نہایت قیمتی مضمون ڈاکٹر پران ناتھ پروفیسر ہندو یونیورسٹی بنارس نے وید اور بابل اور مصر کے تعلقات پر شائع کیا ہے جس میں یہ دکھایا ہے کہ بابل اور مصر کے بادشاہوں اور جنگوں کا ذکر رگوید میں موجود ہے اور یہ حصہ رگوید کا بابل کے صحائف سے نقل کیا گیا ہے با ایں ہمہ دلائل و شواہد یہ کہنا مشکل بلکہ غلط ہے کہ اتھروید صحیفہ ابراہیم کی ہو بہو نقل ہے۔

## اتھروید کا کنتاپ سوکت

اتھروید کے بیسویں باب میں کچھ سوکت کنتاپ سوکت کہلاتے ہیں ان کو بڑے بڑے طویل یگیوں اور قربانیوں میں جن میں ۷ پجاری بڑے اہتمام سے منتروں کو پڑھتے تھے ہر سال دہرایا جاتا تھا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندو قوم کو ان کے یاد رکھنے کی نہایت تاکید کی گئی تھی (ایتریا برہمن ۶: ۳۲) مفسرین کی تشریح کے مطابق پہلا کنتاپ سوکت ۱۴ الگ الگ مضامین پر مشتمل ہے پہلے حصے کو نراشنسی دوسرے کو ریبھی تیسرے کو پرکشتی

اور چوتھے کو کوئی رویہ کہا جاتا ہے یہ تقسیم محض ان الفاظ کی بنا پر ہے جو اس کے اندر آ گئے ہیں اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ سب ایک ہی شخص کے صفاتی نام ہیں جنہیں ہم منتروں کے ترجمہ میں ظاہر کریں گے۔

غرض اتھروید میں کنتاپ سوکت مشہور سوکت ہیں کنتاپ فی الحقیقت پیٹ کی پوشیدہ گلٹیوں کا نام ہے اور غالباً یہ نام ان منتروں کا اس لحاظ سے رکھا گیا ہے کہ ان کا راز آئندہ زمانہ میں ظاہر ہونے والا ہے اور یہ راز ناف زمین یا مرکز عالم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے مکہ کی سرزمین کو ام القریٰ یا ناف زمین کہی ایک الہامی کتابوں میں لکھا گیا ہے یوں تو زمین کے کروی ہونے کی وجہ سے اس کا ہر نقطہ ناف زمین کہلا سکتا ہے لیکن وہ مقام جو ابتداءِ عالم میں خداوند واحد کی عبادت گاہ بنا اور نسل انسانی کو روحانی غذا الٰہی شروع ہوئی وہ صرف ایک ہی جگہ ہے ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدی للعٰلمین پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا یقیناً وہی ہے جو بطن مکہ میں ہے برکت دیا گیا ہے اور کل اقوام کے لئے ہدایت ہے (۳: ۹۵) قرآن شریف میں مکہ کے دو نام ہیں ایک بکہ اور دوسرا مکہ ایک کے معنی بطن (مکہ) ہیں اور دوسرے کے معنی پستان ہیں انسان کو اپنی ماں سے غذا دو جگہ سے ملتی ہے۔ ایک ناف یا پیٹ سے اور دوسرے چھاتیوں سے۔ وہی چیز جو پیٹ میں بچہ کو کھانے کے لئے ملتی ہے بچہ کی تکمیل یا پیدائش کے بعد دودھ بن جاتی ہے جب تک وہ پیٹ میں ہے وہ خفیہ گلٹیاں یا ایک راز ہے لیکن جب وہ چھاتیوں میں آجاتی ہے تو لبناً خالصاً سائغاً للشاربین پینے والوں کے لئے خالص خوشگوار دودھ بن کر ظاہر ہو جاتی ہے۔ عربی عبرانی ارامی اور سریانی زبانوں میں مَتک اور مَتق یا متوق کے معنی ماں کی چھاتیوں سے دودھ چوسنا ہیں بعد میں اس کے معنی خوشگوار اور شیریں پینے کی چیز کے ہو گئے ہیں (عبرانی اور انگریزی لغت مولفہ فرانسس براؤن ڈی ڈی) پس وہ کنتاپ (پیٹ کی پوشیدہ گلٹیاں) بکہ یا بطن مکہ ہے نسل انسانی کی ابتدائی پرورش اسی سے شروع ہوئی مگر جب انسان کا فرزند مکمل ہو گیا اور پیٹ سے نکل کر وسیع دنیا میں آ گیا تو یہی گلٹیاں چھاتی میں جا کر دودھ بن گئیں انسان کی

---

حاشیہ۔ کنتاپ کے ایک معنی "دکھوں اور گناہوں کے دور کرنے والے" بھی کئے گئے ہیں بیشک تمام نسل انسانی کے دکھ اور گناہوں کو دور کرنے والا مذہب اسلام ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت دنیا میں کامل کر دیا گیا۔

پرورش کا سامان اب مکہ میں یا ماں کی چھاتیوں میں ہے یہ کُنتاپ سوکت ایک وقت تک خفیہ راز رہا اب ہم اس کی تفصیل کر کے بتاتے ہیں پنڈت راجہ رام صاحب پروفیسر ڈی۔ اے وی کالج پروفیسر گرفتھ۔ پروفیسر میکسمولر ڈاکٹر وٹہنی اور بلوم فیلڈ یہ سب ان منتروں کو معمے اور پہیلیاں قرار دیتے ہیں معمہ اور پہیلی جب تک اسے کھول نہ دیا جائے بے شک معمہ ہے لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد یہ کنتاپ (خفیہ گتھیاں) بالکل واضح ہو چکی ہیں بلکہ نسل انسانی کی پرورش اور ربوبیت کے لیے شیریں دودھ بن چکی ہیں مگر اس شخص کے لئے جو اپنی حقیقی ماں کو پہچانتا اور اس کی چھاتیوں کی طرف دوڑتا ہے

## کنتاپ سوکت کا پہلا منتر آنحضرت صلعم کا اسم مبارک

منتر کے الفاظ:- اِدَم جَنَا اُپ شُرت نَرا شَنْسَ اِستوِشیتے۔ شَشْٹِم سَہَسر نَوَتیم چہ کَورم آ رُشمیشو ددمہے } اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۱

موریس بلوم فیلڈ نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

"Listen ye folks, to this (a song) in praise of a hero shall be sung! six thousand and ninty (cows) did we get, when we were) with Kouvani among the Rushmas"

پروفیسر گرفتھ کے ترجمہ میں ہے۔

"Listen to this, ye men a laud of glorious bounty shall be sung. Thousands sixty and ninty we, O Kouvani among the Rushmas have received."

پنڈت راجہ رام صاحب پروفیسر ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور کا ترجمہ۔

نرسو اے لوگو! ایک قابل تعریف تعریف کیا جائے گا اے کورم ہم نے روشمون کے بیچ میں ساٹھ ہزار اور نوے لئے ہیں:

پنڈت کھیم کرن الہ آبادی اسی منتر کا ترجمہ یہ کرتے ہیں۔

"اے لوگو! یہ احترام سے سنو لوگوں میں تعریف والا انسان تعریف کیا جائے گا۔ اے زمین کی خوش خرامی کرنے والے بادشاہ ساٹھ ہزار اور نوّے دشمنوں کو اکھاڑ پھینکنے والے بہادروں میں ہم پاتے ہیں"

ان تمام تراجم میں مندرجہ ذیل باتیں مبہم ہیں جو باوجود زائد عبارت داخل کرنے کے واضح نہیں ہو سکیں

الف:- کس کی تعریف کی جائے گی؟

ب:- ۶۰ ہزار نوے کیا چیز ہیں؟

ج: اس امر کو لوگ ادب سے کیوں سنیں؟

د:- روشم اور کورم کون ہیں؟

ہندوستان کی صحیح تاریخ ان امور کے متعلق کوئی روشنی نہیں ڈالتی البتہ عرب کی تاریخ اور اسلامی روشنی میں یہ منتر بالکل غیر مبہم اور واضح ہے۔

| منتر کا لفظی ترجمہ | کورم: ہجرت کرنے والے یا امن پھیلانے والے کو |
|---|---|
| اِدَم: یہ | ششٹیم: ساٹھ |
| جَنَاہ: اے لوگو! | سہسر: ہزار |
| اُپ: احترام سے | چہ: اور |
| اَشرُت: سنو | نورتیم: نوّے |
| نراشنسہ: محمد | رشمیشو: دشمنوں میں |
| استوشیتے: تعریف کیا جائے گا | آدونے: ہم لیتے ہیں یا بچاتے ہیں۔ |

ترجمہ اے لوگو یہ (بشارت) احترام سے سنو محمد تعریف کیا جائے گا ساٹھ ہزار اور نوے دشمنوں میں اس ہجرت کرنے والے (یا امن پھیلانے والے) کو ہم (حفاظت میں) لیتے ہیں"

ا۔ یہ ایک پیشگوئی ہے۔

منتر کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ ایک نہایت اہم پیشگوئی ہے اس قدر تاکید کے ساتھ

لوگوں سے خطاب چاروں ویدوں میں اور کسی جگہ نہیں گویا ہندو قوم کو بڑے زور سے تاکید کی گئی ہے کہ یہ بشارت کان کھول کر ادب اور احترام کے ساتھ سنو پہیلی اور معمہ سمجھ کر اسے ٹال نہ دو منتر میں سنسکرت لفظ استوشیتے، تعریف کیا جائے کا فعل مستقبل ہے یعنی یہ امر آئندہ واقع ہوگا گویا اس منتر میں بشارت ہونے کی پہلی دلیل اور نشان یہ ہے کہ "وہ کثرت سے تعریف کیا جائے گا" انبیاء عالم میں سب سے زیادہ جس نبی کی تعریف کی گئی ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تمام انبیاءؑ کی زبان پر آپ کی تعریف کی گئی ہر ایک نبی نے آپ کی آمد کی بشارت دی۔ مسجدوں کے محراب و منبر اور مینار اور دشمنوں کی زبان اور نوک قلم سے آپ ہی کی تعریف ہوئی۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں زیرعنوان قرآن لکھا ہے۔

*The most successful of all the prophets and religious personalities.*

یعنی محمد دنیا کے تمام انبیاء اور مذہبی شخصیتوں میں کامیاب ترین انسان ہے۔

## ۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک

یہ پیشگوئی کس کے متعلق ہے اس کا نام سب سے پہلے بتایا جانا ضروری تھا اس لئے وید کا رشی بتاتا ہے "نراشنسہ استوشیتے" اور کون ہے؟ محمد تعریف کیا جائے گا! جو قابل تعریف ہے اس کی تعریف کی جاتی ہے یا جو خدا سے تعریف کیا گیا ہے لوگ بھی اس کی تعریف کریں گے لفظ نراشنسہ کے معنی یوں لئے گئے ہیں "نرئیشو آشانسیہ یسیہ سہ منتیہ شور نشنسیہ" لوگوں میں تعریف کیا گیا جو بعینہ اسم محمد کا ترجمہ ہے۔ گویا وہ تعریف کیا گیا ہے اور ہمیشہ تعریف کیا جاتا رہے گا یا محمد کی حمد ہوگی۔ خدا اور خلق دونوں میں وہ محمد ہے اور دونوں کی حمد کا مصداق ہے۔

## ۳۔ وہ شہزادہ امن ہے

اس محمد (تعریف کئے گئے) کا تیسرا نشان یہ ہے کہ وہ کورم[1] یعنی زمین پر امن پھیلانے والا ہے

---

حاشیہ: [1] مندرجہ بالا تین ترجموں میں اس کو اسم علم قرار دیا گیا ہے گویا وہ کوئی سردار یا سلطنت کا بادشاہ ہے اس کے متعلق ریویرنڈ گرفتھ نے لکھا ہے

(باقی بر صفحہ ۵۴)

انبیاء عالم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت نہایت اہم ہے کہ آپ نے دنیا کے کل انبیا کی تصدیق کر کے مذاہب عالم کے فساد کو ختم کر دیا دنیا کے اور کسی نبی کو یہ فضیلت نصیب نہیں ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے شہزادہ امن ہونے کی دوسری وجہ نسل انسانی میں مساوات کی تعلیم دینا ہے ذات و پات کے لحاظ سے رنگ و نسل کے اعتبار سے ملک اور قوم کی بنا پر کسی ایک شخص کو دوسرے شخص پر کوئی فضیلت نہیں بلکہ صاف الفاظ میں فرمایا کلکم بنو آدم و آدم من تراب تم سب آدم کے بیٹے ہو اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہے اپنے مادہ خمیر کے ایک ہونے کی وجہ سے تم سب ایک ہو۔ تم میں سے کوئی شخص نہ اپنا کوئی گزشتہ جنم رکھتا تھا اور نہ اس کی بنا پر فضیلت کا دعوے کر سکتا ہے۔ یہ جنموں کے سلسلے اور یہ ذات پات کے جھگڑے۔ ملک و وطن اور قومیت کے تنازعے رنگ و نسل کے امتیازات یہ سب فسادات کی بنا ہونے کے ساتھ ہی ویدوں کی تعلیم خصوصی اور ہندوؤں کے مسلمہ عقائد ہیں۔ لیکن وہ امن کا شہزادہ ہندو قوم کو انہی زنجیروں سے آزادی دلانے کے لئے آیا۔ لفظ کورم کے معنی امن پھیلانے والے کے علاوہ ہجرت کرنے والے کے بھی ہیں اور اس لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہ تاریخی ہجرت کرنے والے ہیں جس سے اسلامی سنہ ہجری کی بنیاد پڑی اور حضور کے مصائب کا خاتمہ ہو کر فتح و کامرانی کے ایام شروع ہوئے

## ۴۔ دشمنوں کی کثرت میں اس کی حفاظت

اس حمد کے مستحق شہزادہ امن اور حصار سلامتی کا چوتھا نشان یہ ہے کہ ساٹھ ہزار نوے[له] سفاک اور ظالم

(بقیہ صفحہ ۵۳) A hymn in praise of the liberality and good govern-
-ment of Kousama king of the Rushmas a neighbouring people.

گویا کورم ایک غیر آریہ قوم کا بادشاہ ہے عربی زبان میں قرم قوم کے سردار کو کہتے ہیں ابو قرم عرب کے قبیلوں میں سے ایک بہت بڑا قبیلہ بھی ہے روشم شمالی عرب کے باشندوں کا نام ہے اسی قوم نے بابل کی سلطنت کے ساتھ مل کر بیت المقدس پر حملہ کیا تھا اسائیکلوپیڈیا ببلیکا تاریخی کتابوں میں کبھی کبھی کسی ایک ملک کی خاص قوم کے نام پر ملک کا نام رکھ دیا جاتا ہے۔

**حاشیہ له** کتاب المنتل الکامل میں مکہ معظمہ کی اس وقت کی آبادی کے متعلق لکھا ہے

"صارت مکة سوق بلاد العرب جمیعها وقد بلغ سکانها فی وقت فی الاوقات مایة الف نسمة من بائع ومشتر" مکہ اس وقت تمام عرب کے شہروں کی منڈی ہو گیا اور اکثر اوقات اس کی آبادی ایک لاکھ خرید و فروخت کرنے والوں پر پہنچ جاتی تھی جس سے یہ ظاہر ہے کہ عام آبادی مکہ معظمہ کی اس وقت ساٹھ ستر ہزار تھی۔

دشمنوں کے درمیان وہ تن تنہا ایک ہوگا مگر کوئی اسے مار نہ سکے گا وہ شدید جنگوں اور گھمسان کی لڑائیو
کے اندر صفِ اول میں لڑے گا ہر خطرہ اور خوفناک موقعہ پر وہ موجود ہوگا مگر کوئی اسے قتل نہ کر سکے گا
منتر کی ضمائر سے ظاہر ہے کہ دشمن کی اس کثرت اور اس بے پناہ طغیان عداوت سے اسے بچانے والا
خدا ہوگا فرمایا اتنے دشمنوں میں ہم اسے محفوظ کرنے والے ہیں۔ دشمن کی کثرت پر خدا کی معیت و
رفاقت اسے ہمیشہ غالب رکھے گی۔ غور کرنے والوں کے لئے کتنا بڑا نشان ہے جو اس موعود نراشنس
(محمد ﷺ) کی صداقت کا دیدہ والوں کو بتایا گیا اور وہ پورا ہوا۔

## ۵۔ سانڈنی سوار رشی

کُنتاپ سُوکت کا دوسرا منتر۔

اُشٹرا یَسیہ پر واہنو ووھو منتو وِزدش
وَرشمار تھَسیہ نی جَہیڈ ستے دِوہ اِیشمانہ اُپسپرِ شَہ

موریس بلوم فیلڈ کا ترجمہ۔ Whose twice ten buffaloes move right along, together with their cows the hight of his chariot just misses the heaven which recede from its touch.

گرفتھ کے ترجمہ میں ہے Camels twice ten that draw the car, with females by their side, he gave. Fain would the chariots top bow down escaping from the stroke of heaven.

پنڈت کھیم کرن کا ترجمہ یوں ہے "جس کے سواری کے سنگ چلنے والے تیز رو جتے ہوئے
معہ اونٹنیوں کے بیس اونٹ ہیں بیوقوف انسان کے اعلیٰ مقام کی بے حرمتی کرتے رہتے ہیں
اس (راجا) نے لائق آدمی کو سو دینار یں دس تسبیحیں تین سو گھوڑے اور دس ہزار گائیاں دی ہیں"۔
پنڈت راجارام پروفیسر ڈی اے وی کالج کا ترجمہ ہے۔
"بیس اونٹ جس کے بیویوں والی سواری کے چلانے والے ہیں جس کے مرکب کی چوٹی

نیچے جھکتی ہے آسمان کو چھونے سے بچاتی ہے۔

منتر کے تراجم سے ذیل کی باتیں عیاں ہیں:۔

الف:۔ جس کا ذکر منتر ۱ میں تھا اسی کا ذکر اس منتر میں ہے۔

ب:۔ بلوم فیلڈ کے سوا باقی تراجم سے ظاہر ہے کہ وہ اونٹ کی سواری والا ہے۔

ج:۔ اس کی سواری یا مقام اُفق عالم تک پہنچا ہے۔

| | |
|---|---|
| منتر کا لفظی ترجمہ | ورشما:۔ چوٹی |
| اُشٹرا:۔ اونٹ | رتھسیہ:۔ اس کے رتھ یا مرکب اور مقام کی |
| یَسْیَہ:۔ جس کی | نی جہیڈتے:۔ نیچے جھکتی ہے۔ |
| پرواہنو:۔ سواری میں | دوہ:۔ آسمان کو |
| ودھومنتہ:۔ اونٹنیاں | ایشمانہ:۔ تیز رفتاری سے |
| دور درش[ل]:۔ دو خوبصورت | الیپرشہ:۔ چھوتی ہوئی۔ |

ترجمہ جس کی سواری میں دو خوبصورت اونٹنیاں ہیں (یا جو اپنی بیویوں سمیت اونٹوں پر سواری کرتا ہے) اس کے مرتبہ اور مرکب کی بلندی اپنی تیز روی سے آسمان کو مس کر کے نیچے اُترتی ہے

اس منتر میں اس رشی کا پانچواں نشان یہ بتایا ہے کہ وہ ساندنی سوار ہے جس میں آپکے عربی رشی ہونے کا صاف اشارہ ہے کیونکہ ہندوستان کے رشیوں کے لئے از روئے قواعد دھرم شاستر جس طرح اُونٹ کا گوشت اور دودھ منع ہے (منوسمرتی ادھیاء ۵ شلوک ۸ اور ۱۸) اسی طرح برہمنوں کے لئے اس کی سواری بھی منع ہے چنانچہ منوسمرتی ادھیاء ۱۱ شلوک ۲۰۱ میں لکھا ہے۔

"اونٹ اور گدھے پر رضامندی سے سواری اور پانی میں برہنہ غسل سے برہمن ناپاک ہو جاتا

حاشیہ [ل] اتھرووید کے بعض نسخوں میں "دورَدرش" یعنی خوبصورت اونٹ یا اونٹنیاں) اور بعض نسخوں میں "دوردوش" (میں اونٹ سے او ونٹنیاں) ہیں ہم نے وکن کالج پونا کے ہر دو صحیح نسخوں کی بنا پر "دوردرش" قرأۃ اختیار کی ہے جس کے معنی "دو خوبصورت اُونٹنیاں" ہیں ہجرت کے وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دو اونٹ تھے ایک پر حضور خود سوار تھے اور دوسرے پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔

اور عیب دم سے پاک ہوتا ہے۔"

دھرم شاستر میں یہ ممانعت اسی وجہ سے تھی کہ پیشگوئی کے سمجھنے میں کسی قسم کی الجھن پیش نہ آئے اور صاف طور پر سمجھ میں آجائے کہ موعود رشی ہندوستان کا رشی نہیں بلکہ عرب کا سانڈنی سوار رشی ہے ہندوستان کے کسی رشی کی نسبت یہ ذکر نہیں کہ وہ کبھی اونٹ پر سوار ہوا ہو لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اکثر اونٹنی پر سوار ہوتے اس کا دودھ خود دوہ لیتے اور پیتے تھے۔ دنیا میں ریگ زار عرب اونٹ کی سواری کے لئے خصوصیت سے مشہور ہے۔

## چھٹا نشان اس کی متعدد ازواج کا ذکر

منتر کے الفاظ: دھومنتہ دورورش الم کا ترجمہ دو طرح پر کیا گیا ہے ایک یہ کہ اس کے بیویوں والے مرکب کو کھینچتے ہیں۔ اونٹ (پنڈت راجارام پروفیسر ڈی اے وی کالج لاہور) یا اونٹ معہ اونٹنیوں کے اس کی سواری لے چلتے ہیں (پنڈت کھیم کرن آریہ کی تفسیر اتھروید) پہلے ترجمہ کی رو سے وہ رشی ایک سے زیادہ بیویوں والا ہے دوسری صورت میں اس کی خصوصیت اونٹ کی سواری ہے دونوں مطالب کے لحاظ سے یہ پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے آپ بیویوں والے بھی تھے اور سانڈنی سوار بھی۔

## ساتواں نشان آپ کا معراج

اس کے مرکب اور مرتبہ کی بلند پروازی آسمان کو مس کر کے نیچے اترتی ہے اس میں نہایت صفائی کے ساتھ آپ کے معراج اور عروج کی بلند پروازی کا ذکر ہے قرآن شریف نے اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے وھو بالا فق الاعلے اور وہ محمد انتہائی بلند مقامات پر ہے ایسے بلند مقام پر پہنچا اور نیچے جھکنا یا اترنا حضور کے دوگونہ تعلقات خدا و مخلوق کو ظاہر کرتا ہے اور درحقیقت مخلوق کی محبت میں نیچے جھکنے نے ہی آپ کو وصال حق کی نعمت کا حقدار ٹھہرایا تھا۔

## آٹھواں نشان پیارے رشی کا پیارا امام

منتر ۳: ایش رشئے مامحے شتم نشکان دش اسرجہ ترینی شتانی عروتام سہسرانی دش گونام

This one presented the seer with بلوم فیلڈ اس کا ترجمہ کرتا ہے
a hundred jewels, ten chaplets, three hundred steeds and ten thousand cattle.

A hundred chains of gold ten پروفیسر گرفتھ کا ترجمہ ہے
wreaths, upon the Rishi he bestowed. And thrice-a-hundred mettled steeds, ten times-a-thousand cows he gave.

پنڈت کھیم کرن اس کا ترجمہ کرتا ہے۔
اُس نے اس ہوشیار آدمی کو سو دینار، دس تسبیحیں تین سو گھوڑے دس ہزار گایاں دی ہیں۔

پنڈت راجہ رام صاحب پروفیسر ڈی۔اے وی کالج کا ترجمہ ہے۔
اس نے مامح رشی کو سو دینار دس مالائیں تین سو گھوڑے اور دس ہزار گایاں دیں۔ ان تراجم کے اندر ذیل کی باتیں قابل غور ہیں:۔

الف:۔ اس منتر میں کسی رشی کا ذکر ہے۔

ب:۔ اس کا نام مامح ہے۔

ج:۔ سو طلائی دینار، دس ہار، تین سو گھوڑے اور دس ہزار گایاں اس مامح رشی کو عطا ہوئے۔

| | |
|---|---|
| منتر کا لفظی ترجمہ | ترینی۔ تین |
| ایش: اس (خدا) نے | شتانی: سو |
| رشئے: رشی | ع وتام: عربی گھوڑے |
| مامحے[1]: مامح (محمد) کو | سہسرا: ہزار |
| شتم: سو | دش: دس |

[1] پنڈت راجہ رام پروفیسر ڈی اے وی کالج لاہور، پروفیسر روتھ اور وٹنی اور ستیہ نارائن پریس بمبئی کے مطبوعہ نسخوں میں ایش ہشایہ مامحے کی بجائے ایش رشئے مامحے کی قرأت موجود ہے اور اس ترجمہ میں ہم نے وہی اختیار کی ہے۔

نشکان: طلائی سکے یا پارے                    گونام: گایاں (ویں)

وش: دس

اسرجہ: ہار

**ترجمہ**: "اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ کو سو طلائی پارے۔ دس ہار تین سو عربی گھوڑے اور دس ہزار گایاں دیں"۔

اس منتر میں رشی کا نام مامح بتایا گیا ہے۔ ہندوستان کے کسی رشی کا نام مامح نہیں اور نہ کوئی اور پیغمبر دنیا میں اس نام کا گذرا ہے لفظی تحقیق کی بنا پر اس لفظ کا اصل مح ہے جس کے معنی بزرگی دینا۔ نہایت اعلیٰ ہونا۔ عزت دیا گیا۔ تعریف کیا گیا۔ خوش ہونا اور بلند ہونا ہیں چنانچہ سنسکرت انگریزی لغت مولفہ مونیر ولیم میں اس لفظ کے نیچے یہ معنی لکھے ہیں۔ Esteem highly, honour, revere, to magnify, to exalt etc.

یہ وہی لفظ ہے جو آتما سے مہاتما اور رشی کو مہرشی بناتا اور بزرگی و عزت اور قابل تعریف ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ محمد کی بجائے مامح کیوں فرمایا گیا۔

بعض سنسکرت کتابوں میں حضور کا نام مہامد آتا ہے (دیکھو اتو اپنشد اور بھوشیہ پران) مگر یہ لفظ از روئے قواعد سنسکرت برے معنی بھی دیتا ہے اگرچہ عربی لفظ کو سنسکرت گرامر اور لغت میں گھسیٹنا ایک علمی غلطی بلکہ شرارت ہے تاہم اس ابہام کو دور کرنے کے لئے اتھروید میں محمد کا قریبی تلفظ مامح جو محمد کے ہی معنی رکھتا ہے دیا گیا ہے تاکہ اس لفظ کو تلفظ کی بجائے معناً مترادف بنا دیا جائے مسلمانوں کے کئی ایک نام سنسکرت کتابوں میں کسی قدر تصرف سے دیئے جاتے ہیں مثلاً محمود غزنوی کو "ناموو گجنوی لکھا جاتا ہے دیکھو کتنیز (دونشاولی چرت)

اس بنا پر اگر اتھروید کے رشی نے محمد میں تصرف کر کے سنسکرت تلفظ مامح بنایا اور تلفظ پر معانی کو ترجیح دی تو ہندو پنڈتوں کو ایک غلطی سے بچا کر پیشگوئی سمجھنے کے لئے صاف اور سیدھے رستہ پر لگایا بشرطیکہ وہ اسے سمجھنا چاہیں۔

## نواں نشان حضور پر پہلے ایمان لانے والے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا مہ رشی کو اللہ تعالےٰ نے سو خالص طلائی پارے یا دینار عطا کئے یہ سو خالص طلائی دینار وہ صحابہ ہیں جو اسی تعداد میں مکہ معظمہ کی پرفتن زندگی میں حضور کو ملے۔ اور ہر طرح کی مصیبتوں اور دکھوں میں پڑکر خالص کندن ثابت ہوئے اور یہ وہی سابقون الاولون ہیں جو کفار مکہ کے انتہائی مظالم کی وجہ سے اپنے عزیز و اقارب وطن اور جان سے پیارے رسول سے جدا ہوکر ابی سینیا یا حبش کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے انھوں نے دشمنوں کے نت نئے ستم سے تنگ آکر دنیا کی ہر محبوب شے سے جدائی گوارا کی مگر اسلام کو اپنے سینہ سے لگائے رکھا رضی اللہ عنہم، قرآن شریف میں ان کے متعلق فرمایا ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات اور ضرور ہم تمہیں کسی قدر خوف۔ بھوک۔ مالوں۔ جانوں اور پھلوں (اولاد) کے نقصان سے آزمائیں گے (۲: ۱۵۵) ایک اور جگہ فرمایا ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃً (۲۱: ۳۵) کھرا کھوٹا الگ کرنے کے لئے ہم تمہیں دکھ اور سکھ سے آزماتے ہیں اس آیت میں لفظ فتنہ کے معنی ہیں ادخال الذھب النار لتظہر جودتہ من رداءتہٖ سونے کو آگ میں ڈالنا تاکہ کھرا کھوٹے سے الگ ہو جائے یہ خالص سونے کے سو پارے تھے جو ہر امتحان میں پورے اُترے۔

شت پتھ برہمن جو یجروید کی الہامی تفسیر سمجھی جاتی ہے اس کے کانڈ ۱۲ پرپاٹھک ۹ برہمن ۱ اور کنڈ کا ۱۵ میں لکھا ہے کہ

"سونا انسان کی روحانی طاقت سے استعارہ ہے"

جو روحانی طاقت دنیا کی تمام مخالفتوں اور آزمائشوں پر غالب آتی ہے وہ طلائی دینار کہلاتی ہے پس وہ سو جانباز اور جاں نثار صحابہ جن کی آزمائش نہایت ہی کڑی تھی اپنی روحانی طاقت سے دنیا کے عذاب پر غالب آئے اور معیار صداقت پر راست اُترے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ صد پارہ طلا سب سے پہلے عطا کئے گئے مہاجرین حبش کی تعداد سو تھی۔

## دسواں نشان عشرہ مبشرہ

منتر میں دوسری چیز جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے عطا کی وہ دس منتخب پھولوں کے ہار تھے جو کامیابی اور فلاح اُخروی کے لحاظ سے انتہائی کامیابی کی بشارت دیئے گئے ان کے الگ الگ نام لے کر حضور نے فرمایا" فی الجنۃ" حضرت ابو بکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان حضرت علی و طلحہ الزبیر۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص۔ سعد بن زید۔ اور ابو عبیدہ رضوان اللہ عنہم ان لوگوں کی جانی اور مالی قربانیاں اس قدر بے نظیر تھیں کہ اسی زندگی میں ان کے اوج اقبال پر فائز المرام ہونے کی خوشخبری دے دی گئی انہی کی نسبت وید نے بتایا کہ وہ "دس اُسرجہ" دس جنت کے گلدستے ہیں۔

سنسکرت میں لفظ اسرجہ، سہرا اور سردار کے معنوں میں بھی آتا ہے مثلاً رگوید منڈل ۱، سوکت ۱۶۸ منتر ۲ میں آیا ہے۔

"گر بھم دے اشوِنؤ آدھتام پشکر اسرجہ" (اے حمل چاہنے والی، تجھے دونوں اشونی کمار دیوتا کنول کے سہروں والے حمل عطا کریں" نیز دیکھو اتھروید کانڈ ۱۴ سوکت ۱۴ منتر ۱

## گیارھواں نشان اصحاب بدر کا ذکر

منتر مذکور میں تیسرا عطیہ آپ کو تین سو گھوڑے دیئے جانے کا ہے اور گھوڑے بھی عربی کیونکہ سنسکرت لفظ عروہ عربی اور اسروں (غیر آریہ) کی سواری کے لئے مخصوص ہے عروہ کے معنی از روئے لغت تیز رو کے ہیں رگ وید ۵ $\frac{۴۲}{۱۴۸}$

لیکن اگنی اور اندر دیوتا جو عالم اور طاقتور کے معنوں میں بطور استعارہ استعمال ہوتا ہے دیکھو رگوید ۸ $\frac{۲۳}{۱۰۵}$۔ اگنی کے لئے رگوید ۸ $\frac{۴۳}{۲}$ اور اگنی اندر دونوں کے لئے ۸ $\frac{۶۲}{۲}$۔

پس وید کی اپنی اس تشریح کی بنا پر ۳۰۰ گھوڑوں سے مراد وہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو ۳۰۰ ہونے کے علاوہ دیوتا اور فرشتے یا عالم اور طاقتور تھے اپنی اس خوبی کا ثبوت ان ۳۱۳[1] اصحاب نے جنگ بدر میں دیا جو رات کو خدا کے حضور نماز میں کھڑے رہتے تھے اور دن کو

---

[1] یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ سینکڑوں پر جو کسر ہوتی ہے وہ اکثر نظر انداز کر دی جایا کرتی ہے۔

ایک اعلیٰ درجہ کے جنگجو انسان تھے دنیا کی کسی قوم کے سپہ سالار نے اس قدر بے نظیر فوج دنیا میں پیدا نہیں کی جو عالم و عابد بھی ہو اور اس کے ساتھ ہی شجاعت میں ایسی ممتاز ہو کہ اپنے سے تین گنی فوج پر جو ہر قسم کے سامان حرب سے لیس تھی اپنی بے مائگی اور قلت سامان کے باوجود غالب آئی ہو یہ تین سو تیرہ آدمی وہ فرشتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے۔

## بارھواں نشان دس ہزار قدوسیوں کا عطا کیا جانا

آخری عطیہ جو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا وہ دس ہزار قدوسی ہیں جو فتح مکہ کے وقت حضور کے ہمراہ تھے ان کو وید منتر میں گایاں کہا گیا ہے سنسکرت لفظ "گو" کا مادہ گم ہے جس کے معنی ہیں جنگ کے لئے جانا یا نکلنا۔ گائے کو گو اس لئے کہتے تھے کہ آریوں کی جنگوں کے اندر دشمن کی گایوں کا چھیننا ہی مقصود تھا یہی وجہ ہے کہ بیل فتح کی علامت ہے (بالعموم گائے اور بیل کے لئے ایک ہی لفظ گو استعمال ہو جاتا ہے) رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۳۲ منتر ۹ میں آتا ہے۔

"نہایت تعریف والا۔ بہت مبارک۔ دشمنوں کو اکھاڑ پھینکنے والا مضبوط مددگار بیل کی طرح طاقتور (گو او شاکتہ) ہے۔ شت پتھ برہمن کانڈ ۵ پرپاٹھک ۲ برہمن ۴ کنڈ کا ۱۳۔ اور تیتریا II ۲۔۵۔۲ میں گائے کو رعب اور ہلاکت کا مظہر قرار دیا ہے رگ وید منڈل ۵ سوکت ۲۹ منتر ۳ میں آتا ہے "گو دو بھیموہ" بیل یا گائے کی طرح رعب والا اور خوفناک ہے۔

اس کے بالکل برعکس وید میں گائے صلح اتفاق اور اتحاد کی علامت بھی ہے۔

رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۱۲ منتر ۳ میں آیا ہے۔

"نانا دھیو وسوید وانو گا او تستھتہ"

"مختلف سمجھ بوجھ رکھنے والے دولت چاہنے والے گایوں کی مانند ہم باہم اتفاق سے بسر کرتے ہیں۔

اور رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۴۵ منتر ۵ میں ہے۔

"نام نو پرتے منو وستم گو رو دھا دو"

"تیرا دل میری طرف دوڑے جیسے گائے اپنے بچھڑے کی طرف" یعنی جس طرح گائے طبعی محبت سے اپنے بچھڑے کی طرف دوڑتی ہے اسی طرح تیرا دل (اے خاوند) میری طرف دوڑے شت پتھ برہمن کانڈ ۱۲ پر پاٹھک ۷ برہمن اکنڈکا میں ہے

"گایوں کو انسان کی مثل کہا جاتا ہے"۔

"گائے (استعارۃً) عبادت ہے۔ گائے استقلال یا (اوِتی) ناقابل شکست ہے۔ گائے سرسوتی یعنی علم سے عبارت ہے"۔

منتر کے اس ٹکڑے کے اندر جو آٹھویں نشان کے زیر عنوان دیا گیا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دس ہزار گایاں یا بیل دیئے جانے کا ذکر ہے۔ گائے اور بیل کی اس تشریح کے مطابق جو وید اور برہمن گرنتھوں سے اوپر نقل کی گئی ہے دو باتیں صاف طور پر سمجھ میں آتی ہیں ایک تو محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھی گائے کی طرح مقدس یعنی قدوسی ہیں رحم اور محبت کے مجسمہ ہیں اور دوسری طرف اندر دیوتا کی طرح بارعب اور خوفناک ہیں یہ متضاد صفات ایک ہی گروہ میں کیوں کر جمع ہو سکتی ہیں اس معمہ کو قرآن شریف نے یوں حل فرمایا ہے۔

(۴۸: ۲۹)

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا

محمد اللہ کا رسول ہے اور جو اس کے ساتھ ہیں کافروں کے مقابلے پر قوی آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہیں تو انہیں عبادت کرتے ہوئے دیکھتا ہے اپنے رب کا فضل اور رضا چاہتے ہیں (ایک اور جگہ فرمایا)

اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین (۵: ۵۴ مومنوں کے سامنے عاجز اور کافروں پر غالب ہیں)

ان آیات کو نشان ۱۱ اور ۱۲ کی تشریح کے ساتھ پڑھ کر دیکھو محمد رسول اللہ اور آپ کے دس ہزار صحابیوں کا (جو فتح مکہ کے وقت ٹھیک اسی تعداد میں موجود تھے) نقشہ وید منتر میں کس صفائی کے ساتھ کھینچ کر رکھ دیا گیا ہے۔

اسی طرح قرآن شریف نے اس کے ساتھ نہایت وضاحت سے فرمایا۔

"ذالک مثلہم فی التورٰۃ والانجیل" صحابہ کی یہ صفات شریعت کی کتابوں اور انبیاء کی بشارت

میں سب جگہ موجود ہے (قرآن شریف ۴۸ : ۲۹)

اس منتر میں مندرجہ ذیل باتیں قابل غور ہیں :-

الف : محمد رسول اللہ کا صفاتی نام جو ذاتی نام سے بھی کسی قدر مشابہ ہے موجود ہے۔

ب : آپ کا رشی اور پیغمبر ہونا۔

ج : آپ کو حسب تشریح نشان ۹ ... خالص سونے کی طرح آزمائے ہوئے سابقون الاولون صحابہ کا دیا جانا

د : عشرہ مبشرہ دس کامیاب اور با اقبال جنت کے گلدستوں کا حضور کو دیا جانا

ہ : عابد زاہد عالم اور جنگجو ۳۱۳ تاریخی اصحاب بدر کا ذکر۔

و : دس ہزار قدوسیوں یا فتح مکہ کے وقت جری شجاع اور باہم محبت کرنے والے صحابہ کا آپ کو دیا جانا

دنیا کی تاریخی روشنی میں یہ ساری خوبیاں اور نشانات صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات میں ہی ملتی ہیں اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ جس ترتیب سے ان انعامات کے ملنے کا وید منتر میں ذکر ہے اسی ترتیب سے یہ انعامات حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ملے پہلے سو سابقون الاولون ملے پھر دس عشرہ مبشرہ کی گنتی پوری ہوئی اس کے بعد جنگ بدر کا واقعہ پیش آیا اور آخر پر دس ہزار قدوسی ملے کوئی شخص آپ کے سوا کسی دنیا کے اور رشی اور پیغمبر میں یہ باتیں ایک جگہ نہیں دکھا سکتا اور نہ ان منتروں کی اس سے زیادہ معقول تفسیر کر کے دکھا سکتا ہے ہر ایک بڑی سے بڑی صداقت کو ضد اور تعصب سے جھٹلایا جا سکتا ہے لیکن حق و صداقت کے بالمقابل دوسری معقول توجیہ کر دکھانا ناممکن ہے اس لئے کہ راستی صرف ایک ہی جانب اپنا رُخ رکھتی ہے۔ Truth cannot be two faced.

تیرھواں نشان حمد الٰہی میں آپ کا کمال۔

وِچَیِیو رِیھ وِچَیِیو رِ کِشٹے ناکو شکنہ

اُدشٹے جِواجر چرتی کشرو ناکھورجاہ اِو

منتر ۳

وچییو۔ تبلیغ کر اوشٹے اور دونوں ہونٹ

# اتھرو وید کے کنتاپ سوکت

کی

# بشارت

इदं जना उप श्रुत नराशंस स्तविष्यते ।
षष्टिं सहस्रा नवतिं च कौरम आ रुशमेषु दद्महे ॥ १ ॥
उष्ट्रा यस्य प्रवाहिणो वधूमन्तो द्विर्दश ।
वर्ष्मा रथस्य नि जिहीडते दिव ईषमाणा उपस्पृशः ॥ २ ॥
एष ऋषये मामहे शतं निष्कान् दश स्रजः ।
त्रीणि शतान्यर्वतां सहस्रा दश गोनाम् ॥ ३ ॥
वच्यस्व रेभ वच्यस्व वृक्षे न पक्वे शकुनः ।
ओष्टे जिह्वा चर्चरीति क्षुरो न भुरिजोरिव ॥ ४ ॥
प्र रेभासो मनीषा वृषा गाव इवेरते ।
अमोत पुत्रका एषाममोत गा इवासते ॥ ५ ॥
प्र रेभ धियं भरस्व गोविदं वसुविदम् ।
देवत्रेमां वाचं कृणीषु न वीरो अस्ता ॥ ६ ॥
राज्ञो विश्वजनीनस्य यो देवोमर्त्यां अति ।
वैश्वानरस्य सुष्टुतिमा शृणोता परिक्षितः ॥ ७ ॥
परिच्छिन्नः क्षेममकरुत्तम आसनमाचरन् ।
कुलायं कृण्वन् कौरव्यः पतिर्वदति जायया ॥ ८ ॥

ورکھا : طاقتور                اموت : گھریہ

कतरत त आ हराणि दधि मन्थं परिस्रुतम् ।
जाया पतिं वि पृच्छति राष्ट्रे राज्ञः परिक्षितः ॥ ९ ॥
अभीव स्वः१ प्रजिहीते यवः पक्वः परो बिलम् ।
जनः स भद्रमेधते राष्ट्रे राज्ञः परिक्षितः ॥ १० ॥
इन्द्रः कारुमबूबुधदुत्तिष्ठ वि चरा जनम् ।
ममेदुग्रस्य चर्कृधि सर्व इत ते पृणादरिः ॥ ११ ॥
इह गावः प्रजायध्वमिहाश्वा इह पूरुषाः ।
इहो सहस्रदक्षिणोपि पूषा नि षीदति ॥ १२ ॥
नेमा इन्द्र गावोरिषन् मो आसां गोपती रिषत ।
मासाममित्रयुर्जन इन्द्र मा स्तेन ईशत ॥ १३ ॥
उप नरं नोनुमसि सूक्तेन वचसा वयं भद्रेण वचसा वयम् ।
वनो दधिष्व नो गिरो न रिष्येम कदाचन ॥ १४ ॥

अथर्व–वेद–संहिता काण्ड २० ॥१२७॥ १–१४

اتھرو وید کانڈ 20 سوکت 127 منتر 1 تا 14

وچھیو تبلیغ کر      اوٹے اور دونوں جھوٹ

| | |
|---|---|
| ریبھ۔ اے حمد کرنے والے (احمد) | جھوا: زبان |
| وچیسو: تبلیغ کر | چرچریتی: چلتے ہیں |
| ورکشے: درخت پر | کشرو: قینچیوں کے |
| نا: مثل | نا: جیسے |
| پکو: پکے پھل والے | بھورجوہ: دونوں پھل |
| شکو: پرند کے | اِد: کی مانند |

تبلیغ کر اے احمد تبلیغ کر جیسے پختہ پھل والے درخت پر پرند چہچہاتا ہے۔ تیری زبان معہ ہونٹ (قضا کی) قینچیوں کے دو پھلوں کی طرح چلتی ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ تم تبلیغ کرو کیونکہ درخت کا پھل پک چکا ہے اور کامیابی یقینی ہے مخالفت کے وقت قضا الہٰی قینچی کے پھل کی طرح مخالف کو کاٹ ڈالے گی اس لئے تبلیغ کی راہ میں کسی قسم کے خوف کی ضرورت نہیں اس منتر میں آپ کو ریبھ کے نام سے خطاب کیا گیا ہے جو نگھنٹو ۳: ۱۶ کی بنا پر استتی یا حمد کرنے والے کا نام ہے عربی میں اس کا ترجمہ احمد نہایت درست ترجمہ ہے۔ احمد نے تبلیغ کی اور دنیا نے دیکھا کہ پکے پھل والے درخت کی طرح مالک نے آپ کی محنت کی داد دی احمد کامیاب ہوا اور مخالف قضا کی قینچی سے کاٹ ڈالے گئے۔ اس سے بڑھ کر حضور کی صداقت کا اور کیا نشان ہو سکتا ہے۔ وید کے رشی نے جو کچھ بتایا تھا وہ حرف بحرف پورا ہوا

## چودھواں نشان میدان جنگ میں نماز

پر ریبھاسہ منیشاہ ورکھا گاوا ایرتے اموت پتر کا ایشام اموت کا او آستے (منترہ)

لفظی ترجمہ۔

| | |
|---|---|
| ریبھاسہ: حمد کرنے والے | اموت: گھر میں رہنے والے |
| منیشاہ: اور مجاہد | ایشام: ان کے |
| ورکھا: طاقتور | اموت: گھر پر |

گاو : سانڈوں — پترکاہ : فرزند

اِو : کی طرح — گاہ او : گایوں کی طرح

پر ایرتے : تیزی سے آگے بڑھتے ہیں — آستے : رہتے ہیں۔

نماز پڑھنے والے جنگ میں بھی نماز کو نہیں چھوڑتے نمازی اور نماز دونوں میدان جنگ کی طرف تیزی سے بڑھتے ہیں جیسے طاقتور سانڈ اس قوم کے فرزند گھر پہ معصوم اور پرامن گایوں کی طرح محبت سے رہتے ہیں۔

قرآن شریف نے اس کے متعلق فرمایا واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ جنگ کے وقت صبر اور نماز کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو طاقت اور عبادت دونوں کا ایک ہی وقت میں مظاہرہ۔ طاقتور سانڈ کی طرح لڑنے کے لئے آگے بڑھنا اور اس کے ساتھ ہی اپنے مولا اور خداوند کے حضور عبادت میں گرجانا یہ امتیازی نشان دنیا بھر کی قوموں اور مذاہب میں صرف صحابہ کے حصہ میں آیا ہے فرمایا اذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ فلتقم طآئفۃ منھم معک ولیاخذوا اسلحتھم فاذا سجدوا فلیکونوا من ورآئکم ولتات طآئفۃ اُخریٰ لم یصلوا فلیصلوا معک ولیاخذوا حذرھم واسلحتھم ود الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم وامتعتکم فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ (۴ : ۱۰۲) اور جو تو ان میں ہو پھر ان کے لئے نماز قائم کرے تو چاہیئے کہ ان میں سے ایک گروہ ساتھ کھڑا ہو اور چاہیئے کہ وہ اپنے ہتھیار لیں پھر جب سجدہ کر چکیں تو وہ تمہارے پیچھے ہو جائیں اور چاہیئے کہ ایک دوسرا گروہ جنہوں نے نماز نہیں پڑھی پس وہ تیرے ساتھ نماز پڑھیں اور وہ اپنا بچاؤ اور اپنے ہتھیار لئے رہیں کافر چاہتے ہیں کہ تم اپنے ہتھیار اور اپنے اسباب سے غافل ہو تو وہ تم پر یکبارگی آپڑیں" اس عجیب مسلم قوم کی تعریف اس منتر میں یہ کی گئی ہے کہ وہ میدان جنگ میں لڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد بھی کرتے ہیں یا نماز بھی پڑھتے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی لڑنا ان کی فطرۃ نہیں وہ گھر پہ اپنی جماعت میں گایوں کی طرح محبت سے رہتے ہیں۔

## پندرھواں نشان تبلیغ احکام الٰہی

پُرُرِیھِ وِھِیَم بھِرسُو گو دِدَم وِسُوِ دِم وِیوِ پتراِ رام وَاچم اِنترنَہِی اِشُونا وِیرہ اِستارم۔ (منتر ۶)

| | |
|---|---|
| ریبھ: اے حمد کرنے والے (احمد) | دیوترا: دیوتاؤں میں (قدوسیوں میں) |
| دِھیم: حکمت کو | اِمام: اس. |
| پربھرسو: مضبوط پکڑ | واچم: کلام کو |
| گوودم: گایاں پانے والی | اشرنہی: مضبوط کر (بخوبی پہنچا) |
| دسوودم: دولت پانے والی | اشونا: جیسے تیر کو |
| | ویرہ: بہادر |
| | استارم: تیر مارنے والا |

(قرآن شریف جسے خود اللہ تعالیٰ نے) حکمت اور دانش (کہا ہے) اسے مضبوط پکڑ یہ کتاب گائے اور دولت پانیوالی یا تمدن کی بنیاد ہے دیوتاؤں یا قدوسیوں (صحابہ) میں اس کلام کو پہنچا جیسے تیرانداز بہادر نشانہ پر تیر مارتا ہے۔

اس کے متعلق قرآن شریف نے فرمایا بلغ ما انزل الیک "پہنچا دے پورے طور پر جو تیری طرف اُتارا گیا ہے"۔ اور دوسری جگہ فرمایا کلا انہا تذکرۃ "بیشک یہ تمدن اور تہذیب کی بنیاد ہے" فمن شاء ذکرہ "سو جو کوئی فلاح چاہے اسے یاد رکھے" فی صحف مکرمۃ "عزت والے صحیفوں میں" مرفوعۃ مطہرۃ "جو بلند اور پاک ہیں" بایدی سفرۃ کرام بررۃ "نیک اور معزز لکھنے والوں کے ہاتھ میں وہ موجود ہے" (۸۰: ۱۵ تا ۱۶)

قرآن شریف کی ان آیات کا مضمون وید کے منتر سے بالکل مطابق ہے احمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا اس حکمت و دانش کی کتاب کو مضبوط پکڑ یہ تہذیب و تمدن کی جان ہے اس کلام کو دیوتا صفت قدوسیوں میں پہنچا جیسے ایک بہادر تیرانداز نشانہ پر تیر مارتا ہے قرآن شریف فرماتا ہے یہ کام احمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کر دکھایا۔

سولھواں نشان حضور لکل قوم ھاد اور افضل البشر ہیں

راجیو وشو جنیئیہ یو دیودمرتیاں آتی ،

وشوا ازسنیہ سُشٹو تم اشرِنوت پر کیشتہ (منتر)

راجیہ: شاہ — وشواترسیہ: سب کے ہادی کی

وشوجنینیہ: کل عالم — اسشٹوتم: اعلےٰ ثنا کو

یہ: جو — شہرنوت: گاؤ

دیوہ: دیوتا — پریکشتہ: سب طرف شہرت والے کی

مرتیاں اتی: افضل البشر ہے

"سرورِ عالم جو دیوتا (نورٌ علیٰ نور) ہے افضل البشر ہے ہادیٔ کل اور سب طرف جس کی شہرت ہے اس کی اعلےٰ ثنا کو گاؤ"

اس منتر کی تمام صفات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے خاص ہیں حضور سب سے پہلے نبی ہیں جو کل قوموں کی طرف ہادی بنائے گئے۔ ویدوں کے رشیوں میں کوئی شخص نہیں جو افضل البشر کہلایا ہو کیونکہ ان رشیوں کی سب جگہ شہرت تو کیا ان کے ناموں کے متعلق ہی کوئی نہیں جانتا کہ کیا تھے کیونکہ وید ماننے والوں کی آرا مختلف ہیں پھر وید چار ہیں ان کے رشیوں میں سے ایک کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں ہیں اس منتر کا ہر ایک لفظ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر رہا ہے سرور عالم نورٌ علیٰ نور۔ افضل البشر۔ ہادی کل اور تمام دنیا میں مشہور سبحان اللہ کتنی اعلےٰ ثنا ہے جو وید منتر نے حضور کی گائی اور وید کے ماننے والوں کو حکم دیا کہ وہ حضور کی اس نعت کو گائیں۔

## سترھواں نشان قیامِ امن

پریکشتہ: کشیمم اکروت تم آسنم آچرن

کلایم کرنون کوُرویہ پتیہ وودتی جاییا (منتر ۹)

پریکشتہ: سب طرف شہرت والے نے — کلایم: گھر

کشیمم: امن — کرنون: بناتا ہوا

اکروت: کردیا ہے — کوُرویہ: قرّو قوم کا

تم: اس نے — پتیہ: ایک خاوند

آسنم : کرسیٔ عدالت — وونی : کہتا ہے

آچرن : لیتے ہی — جایبیا : بیوی سے

"سب طرف شہرت والے نے تخت حکومت لیتے ہی سب طرف امن کر دیا ہے تعمیر خانہ کعبہ کے وقت آپ کے اس قیام امن کا چرچا قریشیوں کے گھر گھر ہونے لگا۔"

خدا کے مقدس گھر کی تعمیر کے وقت قبائل عرب میں سخت کشت و خون کا خطرہ تھا جب نصاف اور فیصلہ حضور پر چھوڑا گیا تو آپ نے اپنی حسن تدبیر سے ایسا بےنظیر فیصلہ کیا کہ اس مقدس گھر کو قبائل عرب کے خون خرابہ سے بچا لیا ویسے بھی جب مکہ فتح ہوا اور حضور کی حکومت کو تسلیم کر لیا گیا تو بجائے اس کے کہ آپ ان سفاک ظالموں سے بدلہ لیتے آپ نے لا تثریب علیکم الیوم (میں آج بدلہ لینا تو کجا؟ تمہیں ملامت بھی نہیں کرتا) کہہ کر ملک میں فوراً امن قائم کر دیا اس منتر میں صرف ایک لفظ کورو یہ قابل تشریح ہے۔ ہندو مذہبی لٹریچر میں کوروں اور پانڈوں کی لڑائی مشہور ہے جس کا تذکرہ مہابھارت جیسی ضخیم کتاب میں کیا گیا ہے۔ ان کا میدان جنگ کروکشیتر کے نام سے معروف ہے۔ حقیقت کورو در ایک بہت ہی قدیم قوم ہے جو رگوید میں پورو کے نام سے مذکور ہے ابتدا میں یہ قوم بابل میں آباد تھی اور آریوں کی وہاں سے ہجرت کے ایک عرصہ بعد یہ ہندوستان میں آئی بائبل میں بھی کورہ قوم کا ذکر آتا ہے جن کا تنازعہ بیت المقدس کی نذر نیاز کے متعلق حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہوا تھا اسی قوم کے ایک فرد کو کورہ دتیہ یا کورو قوم کا کہا جاتا ہے ممکن ہے ان کا کوئی بزرگ کورورشی ہو کیونکہ وید میں ترسد سیوہ وغیرہ اسی قوم کے رشی کہلاتے ہیں اس لفظ کے معنی کام کرنے والا بھی بعض لوگوں نے کئے ہیں اس لئے کورو کے معنی کاریگر یا منتر کے الفاظ کی رعایت سے معمار کے بھی ہو سکتے ہیں اور عبرانی میں اس کے معنی گھر کے محافظ کے ہیں کورشتو اور عبری دونوں زبانوں میں گھر کے معنی رکھتا ہے اور یہ بھی امکان ہے کہ وید میں یہ لفظ قریش سے بگڑ کر قرو بن گیا ہو۔

## اٹھارھواں نشان ملک میں کامل شہرت

کترت سے آہرا لی وو ہی انتھا پری سُرنم — جایاہ پتم وی پرچھتی راشٹر راجیہ پریکشتہ (منتر ۹)

| | |
|---|---|
| کترت : کونسی چیز | جابا : بیوی |
| تے : تیرے لئے | پتیم : خاوند کو |
| آبھرانی : میں لاؤں | وی : تفصیل سے |
| ددھی : دہی | پرچھتی : پوچھتی ہے۔ |
| منتھا : متھا ہوا دہی | راشٹرے : حکومت میں |
| پری سرتم : کیف آور عرق | راجیہ : شاہ |
| | پریکشتہ : مشہور عالم کی |

اُس شہرت دوام پائے ہوئے بادشاہ کی حکومت میں ایک بیوی اپنے خاوند کو تفصیل سے پوچھتی ہے میں تیرے لئے کونسی چیز لاؤں دہی یا کوئی اور کیف آور عرق؟"

اس منتر میں بھی کامل امن وامان کی طرف اشارہ ہے جو اس شہرت دوام کے مالک کی حکومت میں ہوگا ایک حدیث میں بطور پیشگوئی فرمایا گیا تھا کہ ایک ایسا وقت عرب میں امن وامان کا آئے گا کہ ایک عورت تنہا مدینہ سے مکہ تک سفر کرے گی اور اسے کوئی خطرہ نہ ہوگا۔ وہ ملک جس میں عورت کی عفت و عصمت کا کوئی لحاظ نہ تھا چوری ڈاکہ کا بازار ہر وقت گرم رہتا تھا اسلام کی حکومت میں چند سال کے اندر اس قدر امن ہوگیا کہ عورتیں اکیلی سفر کرنے لگیں اور شہریت کے تمام لوازمات شہر مکہ اور مدینہ میں موجود ہو گئے اور عورتیں تک بازاروں میں خرید و فروخت کرنے لگیں

## اُنیسواں نشان سچے مذہب کی صداقت کا معیا

اَبھی وَسوَدَ پرجیتیے یوہ یکوہ یرہ بلم

جنہ سہ بھدرَم ایدھتی راشٹرِ راجیہ پرکشتہ (منتر ۱۰)

| | |
|---|---|
| ابھیوہ : طرف | جنہ : شخص |
| سوہ : آسمان کی | سہ : وہ |
| پرنتیجیتے : پہنچتا ہے | بھدرم : خوب ۔ خوشحالی اور نیکی |

| | |
|---|---|
| یوہ: جو | ایدھتی: بڑھتا ہے |
| پکوم: پکا ہوا | راشٹرِ: حکومت میں |
| پرہ: پرے | راجیہ: بادشاہ |
| بلم: گڑھے سے | پریکشتہ: سب طرف شہرت والے کی |

تجنہ جو گڑھے سے نکل کر آسمان کی طرف جاتا ہے۔ سب طرف شہرت پائے ہوئے بادشاہ کی حکومت میں انسان خوب ترقی کرتا ہے۔"

آسمانی بادشاہت اور سچے مذہب کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ اس کے ماتحت لوگ نہایت آسودگی سے جلد ترقی کرتے ہیں جیسے کھیتی زمین سے نکل کر آسمان کی طرف بڑھتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پیشتر عرب کی حالت نہایت پستی کی حالت تھی مگر آپ کے دین کی برکت اور قوت قدسی سے وہی قوم ضلالت کے گڑھے سے نکل کر ترقی کے آسمان پر پہنچ گئی اسلام کی صداقت کا یہ نشان توراۃ انجیل اور وید تمام کتابوں میں موجود ہے قرآن شریف اس کے متعلق خود ہی فرماتا ہے ذٰلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہٗ فاٰزرہٗ فاستغلظ فاستوی علٰے سوقہ (جو لوگ محمد رسول اللہؐ کے ساتھ تھے) یہ ان کی مثال شریعت کی کتابوں اور انبیاء کی بشارات میں ہے کھیتی کی طرح جو اپنی سوئی کو نکالتی ہے پھر اسے مضبوط کرتی ہے سو وہ موٹی ہو جاتی ہے پھر اپنی نالوں پر سیدھی کھڑی ہو جاتی ہے۔ وید کے الفاظ "ابھیو سُوہ پرجینتے یوہ" جو اوپر کی طرف جاتا ہے بالکل ملتے جلتے الفاظ ہیں۔ سچے مذہب کے اس معیار صداقت کو قرآن شریف نے ایک دوسری جگہ یوں بیان فرمایا ہے الم ترکیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃً طیبۃً کشجرۃٍ طیبۃٍ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماءِ تؤتی اُکلھا کل حینٍ باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون (۱۴: ۲۴ و ۲۵) کیا تو غور نہیں کرتا کہ اللہ نے اچھی بات کی مثال کس طرح بیان کی وہ ایک پاکیزہ درخت کی مانند ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہیں اور وہ اپنے رب کے حکم سے اپنا پھل ہر وقت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔"

منتر اور آیات میں وجوہات مماثلت

الف : دونوں میں حق اور صداقت کی مثال ہے جیسے قرآن شریف نے کلمہ طیبہ کہا ہے اور وید نے بھدرم نیکی اور خوشحالی۔

ب : قرآن شریف نے صداقت کو شجرہ طیبہ فرمایا اور وید نے یوہ (جو)

ج : قرآن شریف فرماتا ہے اس شجرہ طیبہ کی جڑ مضبوط ہوتی ہے اور وید میں ہے کہ اس کی جڑ گڑھے میں ہوتی ہے۔

د : قرآن شریف میں ہے کہ اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہیں اور وید میں ہے کہ وہ آسمان کو پہنچتا ہے

ہ : اس کے بعد قرآن شریف فرماتا ہے ویثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا والآخرۃ اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں حق بات کے ساتھ مضبوط کرتا ہے۔ بڑھاتا ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی۔ وید کہتا ہے ایسی حق وصداقت کی حکومت میں انسان نیکی اور خوشحالی میں بڑھتا ہے۔

و : قرآن شریف نے فرمایا توتی اکلہا کل حین وہ درخت ہر وقت اپنے رب کے حکم سے پھل دیتا ہے وید نے بتایا کہ وہ جو پکا ہوا ہے پھل دار ہے۔

ز : قرآن شریف نے اسی ضرب المثل کو جو وید میں کی گئی تھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور اسلام کی حقانیت پر شاہد ٹھہرایا ہے اور فرمایا لعلہم یتذکرون تاکہ وہ لوگ جن کو یہ مثال بطور دلیل دی گئی تھی نصیحت حاصل کریں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین حق نے ایک قوم کو جو سطح ارض پر جڑ سے اکھڑی ہوئی قوم تھی ایک ایسے مضبوط درخت کی شکل میں تبدیل کر دیا جس کی جڑیں زمین کی گہرائیوں میں اور جس کی شاخیں آسمان کی پہنائیوں میں پھیل گئیں۔ وید منتر کی ضرب المثل کو سامنے رکھ کر کوئی ہے؟ جو وید منتر اور قرآن شریف دونوں کی تصدیق کرے اور اس دین حق کو قبول کرے۔ جب قرآن شریف نے وید منتر کی تصدیق کی ہے تو ویدوالوں

کو بھی چاہیے کہ وہ اس منتر کے مصداق پر ایمان لائیں۔

## بیسواں نشان حضور کو نیند سے جگا کر

## تبلیغ اور عبادت کا حکم دیا گیا

اِندرہ کارُوم اَبُوبودھت اُتِشٹھ وِچرا جنم

مَم اِت اُگرسیہ چرکرِدھی سروات تے پرنات آریہ (منتر ۱۱)

| | |
|---|---|
| اِندرہ: اندر نے | مَم اِت: مجھ ہی |
| کارُوم: حمد گانے والے (احمد) کو | اُگرسیہ: غالب کی |
| ابُوبودھت: جگایا | چرکرِدھی: توبڑائی کر |
| اُتِشٹھ: اُٹھ | سرو: سب کچھ (یا سب لوگ) |
| وِچر: اِدھر اُدھر جا | اِت: ہی |
| جنم: لوگوں کے پاس | تے: تجھے |
| | پرنات: دے گا |
| | اریہ: نعمتیں (نیک) |

اِندر (اللہ تعالےٰ نے) اپنی حمد گانے والے کو جگایا اُٹھ اِدھر اُدھر لوگوں کے پاس جا۔

"مجھ غالب کی ہی تو بڑائی کر سب نیک تیری محنت کی داد دیں گے یا وہ (اللہ) سب نعمتیں تجھے دیگا"

اس وید منتر میں قرآن شریف کی سورہ مدثر کی پہلی آیت کا ترجمہ موجود ہے "یاایہاالمدثر قم فانذر وربک فکبر"

اے کپڑا اوڑھ کر سوئے ہوئے اُٹھ لوگوں کو غفلت سے ڈرا اور اپنے ہی رب کی بڑائی کر

اس کے بعد فرمایا ولا تمنن تستکثر ولربک فاصبر زیادہ ملنے کے لئے احسان نہ کر بلکہ اپنے رب کے لئے صبر کر ولسوف یعطیک ربک فترضی۔ تیرا رب تجھے اپنی نعمتیں دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

پھر فرمایا انا اعطینٰک الکوثر فصل لربک وانحر۔ ہمنے تجھے کثرت نعمت عطا کی ہے سو تو اپنے رب کے لئے

نماز پڑھ اور قربانی کر۔ بغیر کسی حاشیہ اور تفسیر کے وید منتر کا لفظی ترجمہ جو آریہ عنصر نے کیا ہے ہم نے نقل کر دیا ہے اور قرآن شریف کا بھی لفظی ترجمہ دے دیا ہے۔ اگر کسی صاحب دانش میں تحقیق حق کی طلب ہے تو اس منتر پر غور کرے کہ کس طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی وحی کو وید کے رشی کی زبان پر ہزاروں سال پہلے جاری کر دیا اور پھر امر واقعہ میں اس کو پورا کر کے دکھا دیا اس ایک ہی منتر سے بیسیوں دلائل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے پیدا ہو سکتے ہیں ا۔ حضور کو سوتے سے جگانا۔ یا ایہا المدثر قم اے سوتے ہوئے اٹھ۔ وید کہتا ہے اندر نے احمد کو جگایا اٹھ ۲۔ خاندر پس لوگوں کو غفلت سے ڈرا۔ وید منتر کہتا ہے لوگوں کے پاس ادھر ادھر جا ۳۔ قرآن شریف فرماتا ہے وربک فکبر اپنے ہی رب کی بڑائی کر وید کہتا ہے بجھ غالب کی ہی بڑائی کر ۴۔ قرآن شریف میں ہے وہ سب نعمتیں تجھے دے گا۔ اسی کا ہو۔ لوگوں سے احسان کے بدلے میں کچھ نہ چاہ۔ وید کہتا ہے وہی سب نعمتیں تجھے دے گا۔

سوتے سے جگانا لوگوں میں تبلیغ کا حکم دینا۔ توحید کا واعظ بنانا اور اللہ تعالیٰ سے سب نعمتوں کا ملنا یا سب نیک لوگوں کا آپ کی تبلیغ کا پھل دینا۔ یہ تمام اس قسم کے بین نشانات ہیں جو سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی پیغمبر کی زندگی میں نظر نہیں آتے ہندوستان کے کسی رشی کو یوں سوتے سے جگا کر توحید کے وعظ اور تبلیغ کا حکم نہیں دیا گیا اور پھر اس کی وہ منیظر کامیابی کہ سب لوگوں نے اسے قبول کر لیا ہو اس کی محنت کو پھل اس کثرت سے لگا ہو کہ پکے پھل والے درخت پر جس طرح پرند خوشی چہچہاتا ہے اسی طرح وہ شب و روز حمد الٰہی کے ترانے گاتا ہو (دیکھو منتر ۴) اللھم صل علے محمد

## اکیسواں نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منیظر سخاوت

اِہ گاوَہ پر جایَدھوَم اِہ اشواہ اِدپُروشاہ

اہو سہسر وکشنواپی پوشا نشیدتی، (منتر ۱۲)

اِہ : یہاں — اہو : یہاں پر

گاوہ : اے گایو (قدوسی لوگو) — سہسر دکشنہ : ہزاروں کا خیرات کرنے والا۔

پرجایدھوَم: بڑھو۔ ترقی کرو　　　　اِپی: ہی

اِہ: یہاں　　　　پُوشا: غریب نواز

اشواہ: اے گھوڑو (بہادرو!)　　　　رَشیدیٔ: بیٹھتا ہے۔

اِہ: یہاں

پروشاہ: اے لوگو (عوام لوگو)

یہاں اے گایو (قدوسیو) یہاں اے گھوڑو (جنگجو بہادرو) یہاں اے انسانوں (عام لوگو) ترقی کرو، بڑھو یا اس جگہ مال و دولت اور انسان سب کچھ ترقی کرے کیونکہ یہاں پر ہزاروں کی خیرات کرنے والا بینظیر سخی۔ غریب نواز (محمدؐ) تخت حکومت پر بیٹھا ہے۔

تاریخ کی روشنی میں کیا یہ بات کسی کو بتانے کی ضرورت ہے؟ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت کے زیر سایہ ہر چیز نے ترقی کی اس قوم میں سے جو دنیا کی ترقی کے میدان میں سب سے پیچھے تھی کتنے قدوسی پیدا ہوئے کتنے جنگجو اور بہادر نکلے اور کس قدر جلد قوموں نے اسلام کو قبول کیا اس ترقی کا قائم اعظم ایک ہی اجود الناس سب سخیوں سے بڑھ کر سخی غریب نواز محمد تھا۔

قرآن شریف میں آپ کے متعلق فرمایا گیا والاٰخرۃ خیرلک من الاولیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضےٰ فاما الیتیم فلا تقہر واما السائل فلا تنہر واما بنعمۃ ربک فحدث۔ تیری پچھلی گھڑی پہلی سے بہتر ہے تیرا رب تجھے اس قدر عطا کرے گا کہ تو راضی ہو جائے گا بس تو بھی یتیم پر جبر نہ کرا اور سائل کو مت جھڑک اور اپنے رب کی نعمت کی بڑائی کر۔ ایک اور جگہ فرمایا فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔

سو یہ کیا ہی اللہ کی رحمت ہے کہ تو لوگوں کے لئے رحمدل ہے اگر تو سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے پاس سے بھاگ جاتے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غریب نواز۔ سخی اور رحمدل ہونے کا ہی صدقہ تھا کہ لوگوں کا ہجوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد ہوا ورنہ عرب جیسے اشد مخالفوں کا اپنی ضد کو چھوڑ دینا محال تھا۔

## بائیسواں نشان رشی کا آنحضرتؐ پر درود

نما اندر گاوو رِکھن مو آسام گوپ ریز کھت

نا آسام اِستریوہ جنہ اندر ماستینہ ایشت (منتر ۱۳)

| | |
|---|---|
| نا: نہ | ما: نہ |
| اماہ: یہ | اسام: ان پر |
| اندر: اے اندر | ایتریوہ: بدخواہ |
| گاوہ: گایاں | جنہ: شخص |
| نا: نہ | اندر: اے اندر |
| رِکھن: برباد ہوں | ما: نہ |
| مو: نہ | استینہ: چور |
| وشت: نقصان اٹھائے | ایشت: غالب |
| آسام: ان کا | |
| گوپ: رکھوالا۔ | |

"اے خداوند آندر نہ یہ گایاں (قدوسی لوگ) برباد ہوں نہ ان کا رکھوالا نقصان اُٹھائے نہ ان کی دشمنی چاہنے والا شخص اے اندر (اور) نہ (ایمان کا) ڈاکو غالب ہو۔"

وید کے رشی کی یہ دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے حق میں کس قدر عجیب دعا ہے دنیا نے دیکھا کہ یہ دعا کس طرح قبول ہوئی کہ حضور خود اور تمام مسلمان بالآخر کامیاب ہوئے۔ ان کے بدخواہ اور دشمن اپنے ارادوں میں ناکام ہوئے کا فر کسی مسلمان کا ایمان چرا نہ سکے لیکن مسلمانوں نے کل ملک عرب کو مسلمان بنا لیا۔ قرآن شریف کی آخری دعا کا مضمون اس سے مطابق ہے کہ میں لوگوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔ لوگوں کے بادشاہ کی۔ لوگوں کے معبود کی نقصان پہنچانے والے کے وسوسہ کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے خواہ جنوں میں سے۔ ہے یا انسانوں میں سے"۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی ہے اللّٰھم لا تسلط علینا من لا یرحمنا۔ (اے اللہ ہم پر اس کو غالب نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کرے)

اور حضور صلعم کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

واللہ یعصمک من الناس (اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے محفوظ رکھے گا)

دشمنوں کی یہ کثرت آپ کو نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ اس دوگونہ پیشگوئی پر غور کرنا ہر جویائے حق کے لئے ضروری ہے۔ رشی نے دعا کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نقصان سے محفوظ رہیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو بشارت دی کہ آپ محفوظ رہیں گے رشی کی دعا اور اللہ تعالیٰ کی بشارت دونوں میں آپ کی حفاظت کی پیشگوئی ہے جو پوری ہوئی۔

## تیئیسواں نشان رشی کی نعت،

اُپ نَرَم وَنسی سُوکتیں وَچَسا ویَم بھَدریں وَچَسا ویَم

چَنَہ و وِھشُو نو گِرو نارِشیَم کداچَن (منتر ۱۴)

| | |
|---|---|
| اُپ: ادب سے | چَنَہ: چاہ سے |
| نرم: ایک بہادر کی | وَوِھشُو: قبول کر |
| وَنسی: نعت گاتے ہیں | نہ: ہماری |
| سُوکتیں: تعریفی | گِرہ: نعت کو |
| وچسا: کلمات سے | نا: نہ |
| ویم: ہم | رِشیَم: نقصان اُٹھائیں |
| بھدرین: نہایت خوب | کداچن: کبھی بھی |
| وچسا: کلام سے | |
| ویم: ہم | |

ترجمہ ایک بینظیر بہادر کی ہم اپنے تعریفی کلمات سے اور نہایت خوب کلام سے نعت گاتے ہیں تو

(اے بہادر) خوشی سے ہماری نعت کو قبول فرما تاکہ ہم ہرگز خسارہ میں نہ رہیں۔"

اس آخری منتر میں وید کے رشی نے اس بے مثال شجاع کی مندرجہ بالا منتروں میں جو نعت گائی ہے اس کی قبولیت کے لئے استدعا کی ہے درحقیقت یہ دعا وید کے ماننے والوں کے لئے ایک پیغام ہے کہ وہ اس پر ایمان لاکر دین و دنیا کی بھلائیوں کو حاصل کریں اور دونوں جہان کے نقصان سے بچیں دنیا کا نقصان ذات پات کے جھگڑے تناسخ کے چکر اور غلط عقاید کی زنجیریں ہیں جن میں وید کے ماننے والے جکڑے ہوئے ترقی سے محروم ہیں۔ اور آخرت کا خسارہ یہ کہ ویدوں کی مبہم تعلیم، وید والوں کے باہمی اصولی اختلافات اور نجات کے مشکوک و مسائل ہیں اس تاریکئ ضلالت اور فساد کی موجوں میں نجات کا لائٹ ہوس وہی ہے جس کی تعریف مذکورہ منتروں میں کی گئی ہے اور جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱ - وہ نراشنس (لوگوں میں قابل تعریف یا محمد) ہے

۲ - وہ امن پھیلانے والا یا ہجرت کرنے والا اور بیشمار دشمنوں میں محفوظ رہنے والا ہے۔ منتر ۱

۳ - سانڈنی سوار ہے۔ آسمان کی چوٹی پر پہنچنے والا ہے۔ منتر ۲

۴ - ایک سو جانباز سونے کی طرح خالص۔ ۳۱۳ جاں نثار اصحاب بدر دس سرداران خاص (عشرہ مبشرہ) دس ہزار قدوسیوں کا سرتاج مامح (محمد) رشی ہے۔ منتر ۳

۵ - وہ اور اس کے ساتھی عین میدان جنگ میں حمد الٰہی کرنے یا تلواروں اور تیروں کے زیر سایہ نماز پڑھنے والے ہیں۔ کارزار کی شدت میں عبادت الٰہی کو نہ چھوڑنا اور ایسے خوف و خطر کے وقت خدا کو نہ بھولنا یہ صرف مسلمانوں کی اور صحابہ کرام کی خصوصیت ہے دنیا نے ابھی تک کوئی اور ایسی قوم پیدا نہیں کی منتر ۴

۶ - تمدن کی روح اور حکمت کی جان یعنی قرآن کے آپ مبلغ ہیں نہ صرف دعویٰ کے طور پر بلکہ امر واقع کے طور پر یہ سب کچھ پیدا کر کے دکھا دیا۔ منتر ۵

۷ - حضور شاہ دو عالم۔ افضل البشر کل قوموں کے لئے ہادی ہیں۔ منتر ۶

۸ - سارے جہان میں شہرت پذیر۔ داعی امن اور عدل اپنے قبلہ کو دار الحرم اور اپنے شہر کو دار السلام

(سلامتی اور امن کا شہر) بنا دینے والے ہیں ۔ منتر ۷ و ۸

۹ ۔ آپ کے زیرسایہ کل قوم نے ذلت کے گڑھے سے نکل کر بہت جلد آسمان ترقی پر قدم رکھا ۔ منتر ۹ و ۱۰

۱۰ ۔ سوتے سے جگا کر آپ کو تبلیغ کا حکم دیا گیا ایک ہی خدائے واحد کی عبادت کا پرچار کیا گیا منتر ۱۱

۱۱ ۔ حضور بے نظیر سخی ۔ غریب نواز جلد ترقی دینے والے ہیں منتر ۱۲

۱۲ ۔ جس کے ساتھی شیطان کے حسد اور ڈاکے سے محفوظ رکھے گئے منتر ۱۳

۱۳ ۔ وید کے رشی نے اپنا کلام نعت قبولیت کی غرض سے پیش کیا ہے اور اس کے صدقہ میں اپنی حفاظت طلب کی ہے یا اپنی قوم کے لئے امان چاہی ہے ۔

## چوبیسویں پیشگوئی وید میں جنگ احزاب کا ذکر

تے توا امدا امدن تانی ورشنیا تے سوماسو ورترہنیشوست پتے

یت کاروے ست ورترانی اپرتی برہشمتے نی سہسرانی برہیہ ۔ اتھروو ید کانڈ ۲۰ سوکت ۲۱ منتر ۶

منتر کا لفظی ترجمہ

| | |
|---|---|
| توا : تجھے | یت : جب |
| برہسپتے : اے صادقوں کے رب | کاروے : حمد کرنے والے کے لئے |
| تے : اُن | دش ۔ دس |
| مدا : مسرور دینے والوں نے | سہسرانی : ہزار |
| امدان : مسرور کیا | ورترانی : دشمنوں کو |
| تانی : ان | برہشمتے : یگیہ کرنے والے عبادت کرنے والے کے لئے |
| ورشنیا : بہادرانہ کاموں | اپرتی : بغیر مڈ بھیڑ |
| تے : اُن | نی برہیہ : تو نے شکست خوردہ کر دیا |
| سوماسہ : مستانہ ترانوں نے | |
| ورتر : دشمن | |

ہتیشو: مارنے میں یا جنگ میں۔

"اے صادقوں کے رب تجھے ان سرور دینے والوں نے مسرور کیا ان بہادرانہ کاموں نے اور ان مستانہ ترانوں نے دشمن کی جنگ میں۔ جب حمد کرنے والے عبادت کرنے والے کے لئے تو نے دس ہزار دشمنوں کو بغیر مقابلہ شکست خوردہ کر دیا۔"

وید کی اس پیشگوئی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ایک نہایت ہی مشہور جنگ کا ذکر ہے جو تاریخ میں جنگ احزاب کے نام سے معروف ہے وید منتر کے لفظی ترجمہ کو سامنے رکھ کر اس کے مندرجہ ذیل اجزا رجو واقعات کے ساتھ حیرت انگیز مطابقت رکھتے ہیں قابل غور ہیں:۔

۱۔ سب سے پہلے اس منتر میں اللہ تعالے کو 'ست پتی' بتایا گیا ہے ست کے معنی حق پرست یا صادق لوگ ہیں اور پتی کے معنی مالک یا تربیت کرنے والا ہیں ست پتی کے مجموعی معنی ہوئے 'اے صادقین کے تربیت کرنے والے' صادقین صحابہ کرام کی صفت ہے۔ چنانچہ قرآن شریف نے اسی جنگ احزاب کا ذکر کرتے ہوئے صحابہ کی شان میں فرمایا "من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ" مومنوں میں وہ مرد ہیں جنہوں نے سب سچ کر دکھایا جس پر اللہ سے عہد کیا تھا..... لیجزی اللہ الصادقین بصدقھم تاکہ اللہ صادقوں کو ان کے صدق کا بدلہ دے (۳۳: ۲۳: ۲۴) قرآن شریف کی ان دو آیات کے اندر صحابہ کرام کو صادقین اور اللہ تعالی کو ان کے صدق کی جزا دینے والا قرار دیا ہے اور وید اللہ تعالی کی صفت 'ست پتی' 'صادقوں کا رب' بتاتا ہے وید اور قرآن شریف دونوں کے الفاظ کے اندر کس قدر اتحاد معنوی موجود ہے اسے ہر شخص خود سمجھ سکتا ہے۔

## جنگ احزاب میں دوسرا نشان،

### صحابہ کرام کی بے نظیر بہادری

صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس عہد پروری۔ صداقت اور اللہ تعالی کا ان کے ساتھ خاص تعلق ظاہر کر دینے کے بعد وید منتر بتاتا ہے کہ ان سرور دینے والوں بہادروں کے کلمات اور ان کے مردانہ کاموں نے اللہ تعالی کو ان سے راضی کر دیا۔ جنگ احزاب میں دشمن کی جمعیت تو مسلمان

کے بالمقابل بہت زیادہ تھی مسلمان سامان جنگ کی قلت کے ساتھ صرف ۳۰۰۰ تھے اور ادھر کفار کا لشکر بے پناہ سیلاب کی طرح ان پر اُمڈ آیا تھا اس نازک ترین وقت میں صحابہ کرام کی شجاعت اور جرأت ایمانی کا نقشہ قرآن شریف نے یوں کھینچا ہے لما را المؤمنون الاحزاب قالوا ھذا ما وعدنا اللہ و رسولہٗ وما زادھم الا ایماناً و تسلیما (۳۳ : ۲۲) "جب مومنوں نے دشمن کے لشکر کو دیکھا انہوں نے کہا یہ وہ ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسول نے دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا اور اس نظارہ نے ان کو ایمان اور فرمانبرداری میں بڑھایا"۔

دشمنوں کے لشکر جرار کو دیکھ کر اپنی قلت اور بے سروسامانی کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کی باتوں یا اپنی کامیابی پر اس قدر یقین کہ وہ جوش میں آکر سب کے سب پکار اُٹھے کہ دشمن کی یہ کثرت اور ہماری قلت درحقیقت ہماری فتح کا نشان ہے ایک قلیل فوج کا اپنے سے تین گنا لشکر کو دیکھ کر یہ پکار اُٹھنا ان کی بینظیر شجاعت کی دلیل ہے جس کا ذکر نہ صرف قرآن شریف میں کیا گیا ہے بلکہ غیر مذاہب کی وید وغیرہ کتب میں بھی صدیوں پیشتر کر دیا گیا۔

## تیسرا نشان جنگ احزاب کا ذکر غیر مذاہب کی کتب میں ہے

صحابہ کے یہ الفاظ کہ "اللہ اور اس کے رسول نے یہ وعدہ دیا تھا" قرآن شریف کی اس آیت میں ہے جو پہلے نازل ہو چکی تھی۔ "جندٌ ما ھنالک مھزوم من الاحزاب" (۳۸ : ۱۱) "کیسا لشکر عظیم شکست خوردہ یہاں ہے"۔ مگر اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کا اشارہ پہلے انبیاء کی پیشگوئیوں کی طرف بھی ہو سکتا ہے پہلے انبیاء نے صحابہ رسول کی اس بینظیر بہادری اور شجاعت کا ذکر اپنی بشارات میں کیا تھا جیسا کہ ژند اوستا[۱] اور وید میں سے ہم اسے دکھا چکے ہیں پس اس بنا پر یہ پیشگوئی صداقت کے تین پہلو اپنے اندر رکھتی ہے ایک تو انبیاء سابقین نے صحابہ رسول کی اس بے مثال شجاعت اور قوت ایمانی کی پیشگوئی کی ۲۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کا قبل از وقت ذکر کیا۔ ۳۔ صحابہ کرام نے اس جنگ میں ظاہری حالات کے خلاف پیشتر سے ہی اللہ اور اس کے رسول کے دیئے

---

[۱] دیکھو اسی کتاب کا صفحہ ۲۲

ہوئے وعدہ کو پہچان لیا۔

## وید منتر میں چوتھا نشان اسم احمد کا ذکر

وید منتر کے الفاظ جب حمد کرنے والے کے لئے" سے ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی احمد صلے اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے سنسکرت کا لفظ کارُو جو اس منتر میں آیا ہے اس کے معنی پروفیسر گرفتھ نے Singer اور پنڈت راجارام صاحب پروفیسر ڈی اے وی کالج لاہور نے ستوتا (حمد کرنے والا) کئے ہیں صاف طور پر بتاتا ہے کہ یہ کسی خاص شخص کا صفاتی نام ہے جو اس جنگ یا تذکرہ کا ہیرو ہے وہ حمد کرنے والا بھی ہے اور سپہ سالار بھی ہے جس کے ساتھیوں کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

## پانچواں نشان دس ہزار دشمنوں پر کامیابی

جنگ احزاب کا اہم جز دس ہزار دشمن ہیں یہ ظاہر ہے کہ دس ہزار دشمنوں پر اگر دس ہزار فوج کامیاب ہو تو یہ کوئی کامیابی نہیں اور نہ قابل ذکر بات ہے البتہ اگر کم تعداد کی فوج باوجود سامان جنگ کی قلت کے دس ہزار پر فتح پائے تو یہ بہادرانہ اور قابل تعریف کام ہے پس اس منتر کی بنا پر دس ہزار پر غالب آنے والی فوج بہت کم ہونی چاہیے اور وہ صحابہ کا لشکر تھا جن کی تعداد صرف ۳۰۰۰ تھی اور سامان جنگ کی ہر طرح کمی تھی۔ اس نشان کے ماتحت اس امر پر بھی غور کرنا چاہئے کہ دنیا کی تاریخ میں وہ کونسا واقعہ ہے جس میں دشمن فوج کی تعداد دس ہزار تھی اور صادقین یا راستبازوں کی تعداد بالکل قلیل تھی باایں انہوں نے اپنے سے تین گنا فوج کو دیکھ کر یہ نعرہ لگایا ہو ھٰذَا ما وعدنا اللّٰہ ورسولہ یہ وہ وعدہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں دیا تھا یعنی دشمن کی کثرت کو دیکھ کر وہ ہراساں ہونے کی بجائے خوشی کے نعرے لگانے لگے کہ دشمن کی کثرت ہی تو ہماری فتح کا نشان ہے اور پھر وہ قلیل جماعت کامیاب بھی ہو گئی ان واقعات کی موجودگی میں وید منتر کا مضمون صرف جنگ احزاب پر ہی پورا اترتا ہے۔

## چھٹا نشان احمد صلعم کی عبادۃ

زیر بحث منتر میں کارو ے" (حمد کرنے والے کے لئے) دوسری صفت "برہشمتے" ہے برہشمت برہی سے ہے جس کے معنی مقدس گھاس کے ہیں جو ویدی (آتشکدہ) کے کناروں پر بچھائی جاتی ہے

استعارۃً مقدس گھاس والا سے مراد عبادت گزار ہوتی ہے دوسرے معنی اس کے روشن اور نورانی شخص کے بھی ہیں یعنی احمد صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف خدا کی حمد کرنے والے ہیں بلکہ عین میدان جنگ میں خدا کی عبادت کرنے والے بھی ہیں اور ان کی عبادت ایسی مقبول خداوندی ہے کہ وہ دس ہزار دشمنوں پر اسی عبادت سے غالب آجاتا ہے گویا اس کی عبادت اور دعا سے کارکنانِ قضا رحرکت میں آجاتے ہیں اور دشمن کی اتنی بڑی جمعیت فرار ہوجاتی ہے۔

## ساتواں نشان دس ہزار دشمنوں کا فرار

وید منتر نے فوج کی بہادری کی تعریف کی' جنگ کا ذکر کیا' دشمن کی فوج کثیر کی تعداد بتائی لیکن دشمن کی شکست یا فرار کو صرف احمد کی عبادت کا نتیجہ بتایا کیونکہ منتر کے آخر پر فرمایا اپرتی نی برہیہ' دشمن کی فوج کو بغیر مڈبھیڑ کے شکست خوردہ کر دیا پنڈت کھیم کرن نے اس کا ترجمہ کیا ہے بغیر مزاحمت تو نے مار ڈالا ہے پروفیسر راجہ رام کا ترجمہ ہے بغیر مقابلہ کے مار ڈالا' (اپرتی: بغیر مقابلہ۔ نی برہیہ: مار ڈالا یا شکست دی)

یہ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی فوج بالکل کم تھی جس نے اپنی قلت اور بے سروسامانی کی وجہ سے مدینہ کے اندر محصور ہو کر لڑنے کو ترجیح دی لیکن دشمن کا لشکر جرار جو مکہ سے چل کر مسلمانوں سے گزشتہ شکست کا بدلہ لینے کے لئے مدینہ پہنچا۔ مدینہ کے دشمنان اسلام بھی ان کی طاقت اور قوت کو دیکھ کر عہد توڑ کر اس کے ساتھ مل گئے خود بخود بغیر مڈبھیڑ کیوں کر فرار ہو گیا یہ ایک راز اور الٰہی طاقت کا کھلا نشان تھا۔ اسلامی تاریخ سے واقف ہر شخص اس راز کو جانتا ہے لیکن کیا وید میں منتر سے اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا؟ اور اگر وید خود ہی اس راز کو بتادے تو یہ ایک ایسی پیشگوئی ہوگی جو اپنے تمام اجزاء کے ساتھ پوری ہو گئی۔

## پچیسویں پیشگوئی وید میں احزاب کے فرار کی وجہ

اس وید منتر کا دیوتا اندر ہے چنانچہ اسی سوکت کے منتر ا و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ وغیرہ وغیرہ میں اسی سے خطاب ہے اندر اس وسیع جو کا دیوتا ہے اور مروتوں (یعنی تند ہوا) کا رفیق اور رعد و کڑک کا دیوتا ہے رگوید میں جا بجا اس کی تعریف رعد بکف Thunder wielding کی گئی ہے اور اس جنگ میں دشمن تند ہوا اور کڑک سے ڈر کر یا اندر دیوتا سے خوف کھا کر بھاگ گئے تھے چنانچہ وید کے اپنے الفاظ

ہیں" تو نے (اے اِندر) دس ہزار دشمنوں کو بغیر بڑ بھیڑ کے شکست خوردہ کر دیا کس قدر واضح اور بین نشان ہے جو جنگ احزاب میں واقع ہوا کہ دشمن کا لشکر جرار ایک تھوڑی سی فوج کے بالمقابل حملہ آور ہوا اور اس کی غرض گزشتہ شکست کی ندامت مٹانا اور اپنے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنا تھا اس کی پہلی کامیابی اس کی کثرت تھی اور اس کی دوسری فتح مسلمانوں کے حلیفوں کا اس کے ساتھ مل جانا تھا اس کا تیسرا غلبہ مسلمانوں کی قلیل جماعت کا مدینہ کے اندر محصور ہو جانا تھا ان پے در پے کامیابیوں کے بعد دشمن کا اپنے عہد اور ضد پر قائم نہ رہنا اور بھاگ جانا بلاشبہ ایک حیرت انگیز امر ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقابلہ در حقیقت مسلمانوں کے ساتھ نہ تھا بلکہ اسی خالق فطرت کے ساتھ تھا جس کے ایک ادنیٰ غلام تند ہوا جھکڑ اور رعد و کڑک سے دشمن ڈر کر فرار ہو گیا۔ چنانچہ اسی نشان کو دوسری جگہ وید نے اور بھی واضح الفاظ میں یوں بیان کیا ہے

"میں فتح کے جو یا تیرے مرکب کو سبزہ رنگ گھوڑوں کی جوڑی کے ساتھ جوتتا ہوں ہماری دعائیں پیار کرتے ہوئے اندر کے پاس پہنچی ہیں اس اِندر نے اپنی طاقت سے آسمان اور زمین دونوں کو ہلا دیا ہے اور بغیر مقابلہ دشمنوں کو مار ڈالا ہے"۔ اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲ منتر ۳۔

غرض ایک طرف فتح جو مرکب میدان جنگ کی طرف بڑھایا گیا دوسری طرف ان کی دعائیں بھی عزیز اور غالب خدا کے حضور پہنچیں اور اس قدرت والے اِندر خدا نے اپنی طاقت سے آسمان اور زمین کو یوں ہلا دیا کہ دشمن بغیر مقابلہ شکست کھا گیا جنگ احزاب میں جس طرح آسمان اور زمین کو ہلا دیا گیا وہ تاریخ کے اوراق سے ظاہر ہے خیمہ جات اور قناتیں اکھڑ گئیں درخت گر پڑے اور جانور ڈر کر کھل گئے

### وید کی اس پیشگوئی کا خلاصہ یہ دس باتیں ہیں

۱۔ اس منتر میں ایک جنگ کا ذکر ہے۔

۲۔ جس میں اللہ تعالیٰ صادقین کی ایک جماعت کو کامیاب کرے گا۔

۳۔ وہ صادقین کی جماعت اس جنگ میں ایک بے مثال بہادرانہ نعرہ لگائے گی۔

۴۔ ان کے اس نعرہ مومنانہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے گا

۵۔ اس جنگ میں سالار جنگ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والا (احمد) ہو گا۔

٦۔ اس جنگ میں دشمن کی جمعیت دس ہزار ہوگی۔

٧۔ صادقین مومنین کو جنگ تک نوبت نہ پہنچے گی۔

٨۔ دشمن کا لشکر جرار یقینی غلبہ کے باوجود فرار ہوگیا۔

٩۔ دشمن کی یہ فوج کثیر اللہ تعالیٰ کے معجزانہ نشان سے بھاگ جائے گی جیسا کہ قرآن شریف میں بھی فرمایا وکفی اللہ المومنین القتال وکان اللہ عزیزاً حکیماً (٣٣ : ٢٥) "تو اللہ لڑائی کے معاملہ میں مومنوں کے لئے بس ہوا اور اللہ طاقتور غالب ہے"۔

قرآن شریف کے الفاظ "قویاً عزیزاً" لفظ اندر کے مترادف ہیں۔

١٠۔ وہ معجزانہ نشان اندر دیوتا یا کڑک بجلی اور سخت آندھی کے ذریعہ نمودار ہوا جس نے آسمان اور زمین دونوں کو خوب بلویا قرآن شریف نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے یاایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیہم ریحًا وجنوداً لم تروھا وکان اللہ بما تعملون بصیراً (٣٣ : ٩) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم پر لشکر آپہنچے سو ہم نے ان پر ہوا کو اور ایسے لشکروں کو بھیجا جنہیں تم نہیں دیکھتے تھے اور اللہ اسے جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے"۔

جنگ احزاب میں دشمنوں کی فوج باختلاف روایات دس ہزار تا ١٥ ہزار تھی یعنی دس ہزار سے کم نہ تھی اس لئے وید منتر میں بھی دس ہزار بتائی گئی ہے یہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صداقت اسلام کا کھلا معجزہ ہے کہ اس قدر فوج کثیر ہوا سے ڈر کر بھاگ گئی حالانکہ یہ آندھی دونوں فریقوں پر یکساں چلی تھی مگر ایک گروہ کے لئے فتح کا اور دوسرے کے لئے ہلاکت کا موجب ہوگئی۔

## چھبیسویں پیشگوئی جنگ احزاب کے بعد

اتھروید کے اس منتر کے بعد جس میں ہم جنگ احزاب کا ذکر بطور پیشگوئی دکھا چکے ہیں منتر ٧ تا ١١ بھی قابل غور ہیں جنگ احزاب میں مسلمانوں کے خلاف کفار قریش اور یہودی سب جمع ہو گئے تھے حالانکہ یہودی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کی بنا پر مسلمانوں کے حلیف تھے مگر انہوں نے عہد شکنی کی

اور اس وقت مسلمانوں کے خلاف قبائل عرب کے اتحاد اور مسلمانوں کی قلت کو دیکھ کر ان کی بنجکنی یقینی بھی
اور مسلمانوں سے بدعہدی کر کے کفار عرب کے ساتھ مل گئے یہ اندرونی دشمن باہر کے دشمنوں سے زیادہ
خطرناک تھے یہ خلاف ورزی معاہدہ اس قابل تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان سے بازپرس کرتے
چنانچہ ان کے قلعوں پر حملہ کر دیا گیا جس کی وجہ سے یہ لوگ اپنے قلعوں میں محصور ہو گئے۔ کوئی ۲۵ روز تک
یہ محاصرہ جاری رہا جنگ احزاب میں قلعوں کا کوئی ذکر نہیں لیکن اس منتر میں لکھا ہے۔

یُدھا یُدھم اُپ گھا ات ایشی دھرشنیا پرا پرم سم اوم ہنسی اوجسا
نمیا یت اندر سکھیا پراوتی نرہبیہ نموچم نام مایِنم

(اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۲۱ منتر ۷)

| | |
|---|---|
| یُدھا: ایک جنگ سے | نمیا: رکوع کرنے والے یا مسلم کے ساتھ |
| یُدھم: دوسرے جنگ کو | یت: جب |
| گھا: یقیناً | اندر: اے اِندر |
| اِت: ضرور ہی | سکھیا: محبوب کے ساتھ |
| دھرشنیا: بہادری سے | پراوتی: دور پڑے کو |
| اُپ ایشی: تو جاتا ہے | نرہبیہ: قتل کیا ہے |
| پُرا: قلعہ کے بعد | نموچم: نموچی |
| پرم: قلعہ کو | نام: نام |
| اوم: اس جگہ | مایِنم: دھوکہ باز کو |
| اوجسا: طاقت کے ساتھ | |
| سم ہنسی: تو توڑتا ہے۔ | |

تو ایک جنگ سے دوسرے جنگ کی طرف بہادری سے جاتا ہے قلعہ کے بعد قلعہ کو اپنی طاقت
سے اس جگہ توڑتا ہے نماز پڑھنے والے یا اپنے مسلم محبوب کے ساتھ تو اے اندر دور پڑے ہوئے دھوکہ باز

عہد شکن انوچی نام کو تو نے قتل کیا۔"

## ایک جنگ سے دوسرے جنگ کو جانا

منتر کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ اس جنگ کے بعد جس میں دشمن کا دس ہزار لشکر بغیر مڈبھیڑ شکست کھا کر بھاگ گیا وہ خدا کا محبوب فوراً ہی دوسرے جنگ کے لئے تیار ہو گیا۔ اور یہ ایک بے مثال بہادری کا کام تھا ابھی مسلمانوں نے ایسے زبردست لشکر سے مخلصی حاصل کی تھی کمریں کھولنے نہ پائے تھے کہ دوسرے جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا گیا پہلی جنگ (یعنی جنگ احزاب) میں قلعوں کا کوئی ذکر نہیں لیکن دوسرے جنگ میں قلعہ کے بعد قلعہ فتح کرنے کا ذکر آتا ہے قرآن شریف نے بھی یہی فرمایا ہے "وانزل الذین ظاھروھم من اھل الکتاب من صیاصیھم وقذف فی قلوبھم الرعب فریقاً تقتلون وتاسرون فریقا (۳۳: ۲۶) اور انہیں جنہوں نے اہل کتاب میں سے ان کی مدد کی تھی ان کے قلعوں سے نکال دیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا ایک فریق کو تم قتل کرتے تھے اور ایک فریق کو قید کرتے تھے۔"

## اس وید منتر کی واقعات کے ساتھ مطابقت

۱۔ اسی سوکت کے منتر ۹ میں جنگ احزاب کا بالتفصیل ذکر تھا جن دس باتوں کا منتر ۹ میں ذکر کیا ہے وہ سب کی سب جنگ احزاب میں پوری ہو گئیں۔ اور یہ تمام واقعات جس حیرت انگیز طریق پر پورے ہوئے وہ دنیا میں صرف ایک ہی نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کا نہایت اہم واقعہ ہے اور اسے دنیا کی کسی اور جنگ پر چسپاں کرنا ناممکن اور محال ہے اس جنگ کے ساتھ یا فوراً بعد منتر ۷ میں ایک اور جنگ کا ذکر ہے یعنی دس ہزار دشمنوں کا لشکر جرار ایک چھوٹی سی قوم سے بغیر مقابلہ شکست کھا گیا اس کے معاً بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے جنگ کے ہتھیار کھولنے کے بغیر ایک اور جنگ کا عزم کر لیا جسے وید نے ایک جنگ کے بعد دوسرے جنگ کی طرف جانا بتایا ہے۔

۲۔ مسلمانوں کا یہ عزم ایک بہادرانہ عزم تھا کیونکہ جنگ احزاب میں اگر اللہ تعالیٰ کی نصرت مسلمانوں

کے ساتھ نہ ہوتی تو بیرونی دشمن کی کثرت اور اندرونی غداروں کی غداری نے عین وقت پر بظاہر مسلمانوں کی شکست اور ہلاکت کا سامان مہیا کر دیا تھا ایسی ہمت شکن جنگ کے بعد جس میں جان بچی اور لاکھوں پائے کی ضرب المثل پوری ہوئی مسلمانوں کا ایک اور قوم پر حملہ کے لئے تیار ہو جانا بلاشبہ ویدمنتر کے الفاظ کے مطابق ایک بےنظیر بہادری کا کام ہے۔

۳۔ منتر نمبر ۲ یا جنگ احزاب کے واقعات میں قلعوں کا کوئی ذکر نہیں لیکن اس جنگ کے بعد دوسری جنگ میں قلعے توڑنے کا ذکر ہے اور یہ قلعے اقوام یہود بنو نضیر، بنی قینقاع اور بنی قریظہ کے قلعے تھے جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے توڑ ڈالا۔

۴۔ نماز پڑھنے والے، رکوع کرنے والے یا جھکنے والے محبوب کے ساتھ اے اندر (ایشور) اس کے اصل سنسکرت الفاظ "نمایت اندر سکھیا" یعنی جھکنے والے دوست کے ساتھ اے اندر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کیسے صادق آتے ہیں۔

۵۔ محمد رسول اللہ کے دشمنوں کو دور پڑے ہوئے لوگ قرار دیا ہے بائبل نے اسی قوم کے متعلق رد کی ہوئی قوم کے الفاظ استعمال کئے ہیں دیکھو یرمیاہ نبی کی پیشگوئی

۶۔ اس یہودی قوم کی دوسری صفت دھوکہ باز، عہد شکن بتائی گئی ہے اس قوم نے مسلمانوں سے معاہدہ کیا تھا کہ اگر کوئی قوم مدینہ پر حملہ آور ہوگی تو سب مل کر مدافعت کریں گے مگر اب دشمنوں کی کثرت کو دیکھ کر اس قوم نے مسلمانوں سے عہد شکنی کی۔

۷۔ وید کے جس لفظ کا ترجمہ ہم نے "دھوکہ باز" کیا ہے وہ "مائینم" ہے مایا اس چیز کو کہتے ہیں جو بظاہر اچھی نظر آئے مگر فی الحقیقت وہ فریب نظر ہو چنانچہ بائبل نے اسی قوم کے متعلق کھوٹی چاندی کا محاورہ استعمال کیا ہے۔

۸۔ اس قوم کا نام ویدنے مرچی بتایا ہے پانی کی مستند سنسکرت گرامر ادھیاے ۲ پاد ۱ سوترہ ۷ میں اس کے معنی لکھے ہیں روک رکھنے والا "نہ چھوڑنے والا (بارش کو) ایک اور معنی اسی لفظ کے مستوجب سزا بھی ہیں یہودیوں کا خیال تھا روحانی بارش کے حقدار ہم ہی ہیں ہماری قوم

کے سوا کسی دوسری قوم پر الہام الٰہی کی بارش نہیں ہو سکتی اندر الیشور نے اس قوم کو قتل کر کے یہ بتا دیا کہ فیضان الٰہی نہ آریوں سے خاص ہے نہ یہود سے بلکہ یہ خدا کی دین ہے جو حسب ضرورت دنیا کی تمام قوموں پر نازل ہو سکتی ہے۔

۹۔ یہ ہم بتا چکے ہیں کہ نموچی کے ایک اور معنی مستوجب سزا ہیں ان معنوں کی رو سے قوم یہود ایک تو اپنی بدکاریوں کی وجہ سے مستوجب سزا تھی دوسرے محمد رسول اللہ جیسے محسنِ نسل انسانی کے ساتھ بدعہدی کر کے واجب القتل قرار پائی اور یہ فتویٰ خود ان کے ایک عالم اور متقی آدمی نے جس کو انہوں نے خود ہی منصف بنایا تھا دیا پس اس لحاظ سے یہ لفظ نموچی یہودیوں کے لئے کیسا موزوں لفظ ہے

۱۰۔ عام طور پر رگوید وغیرہ کتب میں نموچی اس خبیث روح سے مراد ہے جو زمین پر بادل یا مینہ برسنے کو روک دیتی ہے اندر اس کو اپنے بجر سے قتل کر دیتا ہے۔ اور بادلوں کو اس کے قبضہ سے چھڑا لاتا ہے۔ دنیا کی تمام مذہبی کتابوں نے سوائے قرآن کریم کے وحی الٰہی کی بارش کو اپنے تک محدود کر کے اسے ایک خاص وقت تک مقید کر دیا ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دنیا پر کس قدر احسان ہے کہ آپ نے اس نموچی کو قتل کر کے اس فیضان کو دنیا کی تمام قوموں پر عام ٹھہرا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں بار بار فرماتا ہے۔

واللہ انزل من السماء ماءً فاحیا بہ الارض بعد موتہا ان فی ذلک لاٰیۃ لقوم یسمعون (۱۶ : ۶۵)

اللہ نے بادلوں سے پانی اُتارا ہے اور زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیا ہے اس میں یقیناً ایک نشان ہے سُننے والی قوم کے لئے، جس طرح زمین کی زندگی کے لئے بارش کی ضرورت ہے اسی طرح قوموں کی زندگی کے لئے روحانی بارش کی ازحد ضرورت ہے قرآن شریف یا محمد رسول اللہ کی وحی وہ عالمگیر فیضان باراں ہے جس نے کل دنیا کی قوموں کو زندہ کیا۔ اس نموچی اس منکر وحی الٰہی کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی قتل کیا۔

## چھبیسویں پیشگوئی فتح مکہ میں دشمن کو شکست

وید نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جنگوں کی ان پیشگوئیوں کو فتح مکہ پر ختم کر دیا ہے چنانچہ فرمایا۔

توم اتیان جن راجنیہ دو ردش ابندھوناسُشرُوساسُرتہ شَشٹم سہسر نوتیم نواپ جگشہ چکرین رتھیا دشپدانی اورنک۔ (اتھروحوالہ مذکور منترہ ۹)

| | |
|---|---|
| توم: تونے | ابندھونا: بے یار |
| اتیان: ان | سُشروسا: اچھی تعریف والے کے ساتھ |
| جن راجنیہ: لوگوں کے سرداروں | شرتہ: معروف۔ |
| دوِردااش: بیس کو | چکرین: چکر کے ساتھ |
| شَشٹم: ساٹھ | رتھیا: رتھ |
| سہسرا: ہزار | دُشپدا: نہ قابو میں آنے والے |
| نوتیم نو: ننانوے | نی اورنک: تہ و بالا کر دیا ہے۔ |

اُپ جگشہ: ان کے ساتھیوں کو

"تو نے اے اندر (ایشور) ایک یتیم اچھی تعریف سے معروف (یعنی محمدؐ) کے ساتھ ان لوگوں کے بیس سرداروں اور ساٹھ ہزار ننانوے دشمنوں کو ناقابل تسخیر اپنے جنگی رتھ کے چکر سے تہ و بالا کر دیا ہے"

اس سے پیشتر ہم یہ بتا چکے ہیں کہ مکہ معظمہ کی آبادی اس وقت ۶۰ ہزار کے قریب تھی جن پر ۲۰ سرداران قریش حاکم تھے چنانچہ لکھا ہے

ذلک بانہم کانوا ینتخبون لہا بطریقۃ عرفیۃ عشرین رجلاً من اعظم القبائل لیکونوا حکام مکۃ وحراس الکعبۃ (المثل الکامل صفحہ ۵)

مکہ میں ایک قسم کی جمہوری حکومت تھی کیونکہ وہ ایک معروف طریق پر قبائل میں سے بیس اکابر کو منتخب کر لیتے تھے "تاکہ وہ مکہ کے حاکم اور کعبہ کے محافظ ہوں" ساٹھ ستر ہزار کی آبادی ان کے اشارہ پر چلتی تھی مکہ معظمہ میں ایک طرف یہ ایک جم غفیر تھا دوسری طرف ایک "ابندھو" بے یار و مددگار ایک شخص تھا جو اپنی نیکی اور اخلاق کی وجہ سے معروف یعنی اسم بامسمّٰی محمدؐ تھا وہ بیس فرعنہ اور ساٹھ ہزار ان کا لشکر ایک بے یار و مددگار انسان کے بالمقابل صف آرا ہوا دنیا نے دیکھا کہ وہ ایک اکیلا انسان اپنی

اٹل اور ناقابل شکست عزیمت اور خوبیوں کی وجہ سے اس لشکر جرار پر غالب آیا۔ یہ کوئی دو بادشاہوں کی جنگ نہ تھی بہ ظاہر ایک بیکس بے یار و مددگار اور مکہ کی کل آبادی کی جنگ تھی لیکن اس ایک کے ساتھ الٰہی طاقت اور قدرت کا ایک ایسا جنگی چکر[۱] تھا جس نے اسے اتنے بڑے دشمن پر غالب کر دیا مغلوب غالب ہوا اور بے یار و مددگار فاتح۔ فراعنہ اپنے کل لشکروں کے ساتھ شکست یاب ہوئے۔ کیا اس نشان اور معجزہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک بین ثبوت نہیں کاش کوئی حق و صداقت کا جویا وید منتر کی اس روشنی میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کرے کہ ایک اور صرف ایک ہی منتر کے اندر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی کو تبا دیا گیا ہے ایک وقت آپ یکہ و تنہا بے یار و مددگار ہیں دشمن اپنے کمال عروج پر ہے دوسرا وقت آتا ہے وہ ایک فاتح اور بادشاہ ہی نہیں بلکہ ان ساٹھ ہزار دشمنوں کی جانوں پر قابض اور مالک ہو جاتا ہے قدرت خداوندی ۲۵ برس کی مدت میں حق و باطل میں فرق کرکے دکھا دیتی ہے جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقًا۔ حق غالب ہوا اور باطل شکست کھا گیا باطل کی قسمت میں شکست ہی مقدر ہے۔

اس منتر میں مندرجہ ذیل واقعات مذکور ہیں۔

۱۔ ۲۰ سرداران قوم جو مکہ کے حاکم تھے۔

۲۔ مکہ کی کل آبادی ساٹھ ستر ہزار کے لگ بھگ

۳۔ مندرجہ بالا طاقت اور قوت کے بالمقابل ایک بے یار و مددگار انسان۔

۴۔ اس بے یار و مددگار کا صفاتی نام معروف خوبیوں والا (محمد)

۵۔ مغلوب اور بے یار و مددگار کا غلبہ

۶۔ ناقابل مزاحمت الٰہی مدد۔

۷۔ ساٹھ ستر ہزار کی شکست

---

[۱] برہمن گرنتھوں کی اصلاح میں رتھ اور چکر دونوں جنگی ہتھیاروں کے معنوں میں مستعمل ہیں تیتریا اول ۳ سوم ۲ شتپتھ پنجم ۲ وغیرہ ۱۲

یہ پیشگوئی انگیرس رشی کے بیٹے سوبیہ رشی کی ہے جو رگوید منڈل ا سوکت ۵۳ منتر ۹ میں بھی موجود ہے گرفتھ نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

*With all outstripping chariot wheel O Indra thou farfamed hast over thrown the twice ten Kings of men, with sixty thousand nine and ninety followers, who came in arms to fight with friendless Sushravas.* Rigved I. 53. 9.

"بے یار سُشروا" سے مراد بےکس خوب قابل تعریف "یا تعریف کیا گیا یعنی محمدؐ ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا کی تاریخ میں ایک اکیلا محمد (خوب تعریف کیا گیا) ہی وہ بےکس انسان ہے جو اس منتر کی پیشگوئی کا مصداق ہے جو مکہ معظمہ کے بیس راجوں اور ساٹھ ہزار ننانوے دشمنوں پر غالب آیا اس منتر کے مضمون کو امر واقعہ سے سچ کر دکھانے والا آپ کے سوا اور کوئی انسان نہیں ہوا۔

## بشارت بست و ششم تین ویدوں کی ایک مشترکہ شہادت

یہ پیشگوئی جس کا ذکر ہم ذیل میں کرتے ہیں تین ویدوں رگ وید۔ اتھروید اور سام وید میں موجود ہے ویدوں کی اس مشترکہ شہادت سے یہ ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی کس قدر اہم ہے جس قدر یہ بشارت پرعظمت ہے اسی قدر اس کا مضمون بھی واضح اور بلیغ ہے۔

او درپشہ کرشنہ انشومتیم اتشٹھت اییانہ کرشنہ وش بھیہ سھسرییہ آوت تم اندرہ
شچیا دھمنتم اپ اسنھتیہ نرمنا ا وحت رورسیم الشیم دکھشہ چرنتم اپ ہورندیو
انشومتیاہ تبھونا کرشنم او تشتھیو السنم اشیامی وورکھنو یدھیتا جو۔

(اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۳۷ منتر ۷-۹)

رگوید منڈل ۸ سوکت ۹۶ منتر ۱۳-۱۵ سام وید پوروآرچک ادھیا ۴ کھنڈ ۱۰ منتر ۱

درپشہ: کرہ (چاند) — آوت تم: حفاظت کیا گیا

کرشنہ: سیاہ — اندرہ: اندر

انشومیتم: انشومتی میں — تویشیا: طاقت کے ساتھ
اوا تشٹھت: جا ٹھہرا — دھمنتم: قرنا پھونکتا ہوا
ایپانہ: آگے بڑھتا ہوا — اسنہتیہ: ہتھیاروں کو
وش بھیہ بھسرسیہ: دس ہزار کے ساتھ — نرمنا: بہادروں نے

اب اور ہ: پرے رکھ دیا۔
"کرشن چندر (سیاہ چاند) انشومتی (حوض کوثر) میں جا ٹھہرا۔ دس ہزار کی بیعت میں اندر قدرت کے ساتھ حفاظت کیا گیا ہے۔ بہادروں نے قرنا (فتح) بجاتے ہوئے ہتھیاروں کو پرے رکھ دیا"

۱۴: میں نے چاند کو دور فاصلہ پر متحرک دیکھا انشومتی کے ڈھلواں کنارے پر ایک سیاہ بادل کی مانند جو پانی میں ڈوب گیا۔ بہادرو میں تمہیں آگے بھیجتا ہوں جاؤ جنگ میں لڑو۔

۱۵: اور پھر انشومتی (حوض کوثر) کی گود میں کرہ نے روشنی سے معمور اپنے جسم کو اختیار کر لیا اور اندر نے برہسپتی کے ساتھ مشرک قوموں کو جو اس کے خلاف آئیں فتح کر لیا۔

ہندو نقطہ نگاہ سے جب چاند مہینہ کی آخری تاریخوں میں مکمل طور پر سیاہ ہو جاتا ہے تو وہ انشومتی نام ایک خیالی دریا میں غوطہ لگا کر سفید ہو کر پھر طلوع کرتا ہے (سائنا چاریہ مفسر وید)

لیکن گیتا کے خیال کے مطابق اس کی تفسیر یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جب دین اور دھرم بگڑ جاتا ہے تو از سر نو کرشن چندر کسی دوسری شکل میں ظہور کرتا ہے اور دین کو از سر نو روشن کر دیا جاتا ہے چنانچہ گیتا میں ارجن کو جناب کرشن فرماتے ہیں۔

۱۔ یہ اٹل شریعت سب سے پہلے میں نے دوسوان (سورج یا جبرئیل) کو وحی کی۔ دوسوان نے منو کو الہام کی اور منو نے اکشواکو کو بتائی۔

۲۔ اس طرح ایک کے بعد دوسرے سے حاصل کی ہوئی کو شاہی رشی جانتے ہیں وہ مرور زمانہ سے اب بہت ہی برباد ہو گئی ہے۔

۳۔ یہ وہی پرانی شریعت ہے جو میں آج تجھے سکھاتا ہوں تو میرا بندہ اور میرا دوست ہے۔ یہ تمام راز کا راز ہے۔

۴۔ ارجن نے کہا اے صاحب آپ کی پیدائش اب کی ہے دوسوت کی پیدائش پرانی ہے کیسے میں یہ سمجھوں کہ تو پہلے ایسا بولا ہے۔

۵۔ شری کرشن نے جواب دیا اے ارجن میرے اور تیرے بہت سے جنم گزر چکے ہیں میں ان سب کو جانتا ہوں اے ارجن تو ان کو نہیں جانتا۔

۶۔ نہ جنم والا ہوتا ہوا بھی غیر فانی نفس تمام مخلوقات کا وہ مالک بھی ہو کر کسی شکل میں اپنے آپ کو قدرت سے ظاہر کرتا ہے۔

۷۔ اے ارجن جب کبھی دین کی خرابی ہوتی ہے اور بے دینی کی ترقی، اس وقت میں اپنی قدرت نمایاں کرتا ہوں۔

۸۔ نیکوں کی حفاظت۔ بروں کو مٹانے کے لئے دین کے قیام کے لئے میں ہر دور میں ظاہر ہوتا ہوں

مطلب یہ ہے کہ چاند کے بے نور ہو جانے کے بعد جس سے مراد دین کی خرابی ہے کسی دوسرے پیغمبر کی شکل میں اسی نور کا ظہور ہوتا ہے۔

وید میں بھی چاند اور بعض کے نزدیک سورج کو "سمسر شرنگہ ورکھبو یہ سمدرات اداچرت" ہزاروں سینگ والا بیل جو سمندر سے طلوع کرتا ہے کہا گیا ہے۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ پیشگوئی بالخصوص ایک واضح پیشگوئی ہے کہ وہ چاند جو سیاہ ہو چکا تھا اور اس کی وجہ سے دنیا کے اندر تاریکی پھیل چکی تھی یا کوئی مذہب اپنے اصلی رنگ میں موجود نہ تھا یہاں تک کہ ہندوستان میں بھی چاند کو کرشن (سیاہ) کہا جانے لگا حالانکہ چاند کرشن نہیں اگرچہ اس کی روشنی سورج سے مستعار ہے تاہم وہ زمین کو تاریکی میں روشنی دیتا ہے جس طرح کرشن کے زمانہ میں چاند سیاہ ہو چکا تھا اور کرشن نے دوبارہ اسے روشن شکل میں ظاہر کیا اسی طرح آپ کی بعثت سے پہلے دنیا کے تمام مذاہب اور ادیان بگڑ چکے تھے۔ اور ساری دنیا پر تاریکی چھا گئی تھی اس وقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سورج ہزاروں کرنوں کے ساتھ آگے بڑھتا دیکھتا ہے کہ یہ سورج لازوال ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حفاظت کیا گیا ہے وہ قرنا پھونکتا ہوا انصار عالم میں طاقت کے ساتھ

آگے بڑھا اس نے دنیا کو پھر از سر نو روشنی دی لیکن اپنے کامل غلبہ کے وقت ایک بہادر فاتح کی طرح اپنے ہتھیاروں کو رکھ دیا اور اپنے دشمنوں کو معاف کر دیا فتح مکہ جس میں بعینہ دس ہزار کرنوں والے سورج کی طرح حضور جلوہ گر ہوئے اور اس کے بعد واقعی آپ نے اپنے ہتھیاروں کو لا تثریب علیکم الیوم کہہ کر رکھ دیا اور اپنے کل دشمنوں کو معاف کر دیا یہ ایک ایسا عظیم الشان واقعہ تھا جس کی پیشگوئی ویدوں میں کی گئی اور حضور نے اس پیشگوئی کے راز کو امر واقعہ کے ساتھ سچ کر دکھایا اور وید منتر کے راز کو برہنہ کر دیا۔

## اس پیشگوئی پر قرآن شریف کا تبصرہ

قرآن شریف نے اس پیشگوئی کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وجعلنا اللیل والنهار آیتین فمحونا آیة اللیل وجعلنا آیة النهار مبصرة لتبتغوا فضلاً من ربکم

اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے پھر ہم رات کی نشانی کو مٹا دیتے ہیں اور دن کی نشانی کو روشن بنا دیتے ہیں تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو (۱۷: ۱۲)

رات اور دن کی دو نشانیاں چاند اور سورج ہیں رات کی نشانی یعنی چاند کو اللہ تعالیٰ نے مٹا دیا موجودہ تحقیقات سائنس کی رو سے یہ امر بالکل حق ہے کہ چاند بھی پہلے سورج کی طرح روشن تھا آہستہ آہستہ سرد ہو کر بے نور ہو گیا۔ گویا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فمحونا آیة اللیل" ہم نے رات کی نشانی کو بے نور اور تاریک کر دیا اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا یہ صرف دنیوی نظارہ ہی نہیں بلکہ مذہبی دنیا میں بھی بعینہ اسی طرح واقع ہوا ہے کہ پہلے چاند بذات خود رات کی تاریکی میں دنیا کو روشنی دیتا تھا لیکن اس کے بعد چاند کرشن (سیاہ و تاریک) بے نور ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دن کی نشانی بخشی یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیراً (روشن سورج) بنا کر افق عالم پر بلند کیا تاکہ لوگ اس روشنی میں اپنے رب کے فضل کو تلاش کریں۔

## پیشگوئی میں قابل غور نشانات

۱: چاند کا تاریک ہو جانا: فلکیات کی تاریخ میں ایک زمانہ ایسا بھی گزرا ہے جب چاند اپنی ذات

سے روشن تھا اور وہ ہماری زمین پر اسی طرح رات کو ضیا پاشی کرتا تھا جس طرح آج سورج دن کو کرتا ہے لیکن ایک عرصہ کے بعد چاند ٹھنڈا ہو کر تاریک ہو گیا اس کی ذاتی روشنی جاتی رہی اور اب وہ سورج کی روشنی سے اقتباس نور کرتا ہے۔ ویدنے اس فلکی نظارہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ چاند تاریک ہو کر انشومتی نام ایک دریا بِر فضائی میں جا ٹھہرا اور وہ ایک سیاہ بادل کی مانند اس میں ڈوب گیا۔ چاند کا تاریک ہو جانا استعارتاً ایک نشان تھا جو اس امر پر دلالت کرتا تھا کہ وہ انبیاء جو رات کی تاریکی میں یا اس زمانہ میں جو تاریکی کا زمانہ کہلاتا ہے دنیا کی قوموں کو روشنی دیتے تھے ان کی وہ روشنی جاتی رہی اور مذاہب عالم پر ایک عالمگیر اندھیرا چھا گیا۔ یہ تاریکی اس بات کا نشان تھی کہ اب آفتاب رسالت طلوع کرنے والا ہے کیونکہ وہ خدا جس نے لوگوں کو ابتدا دنیا سے روشنی کے بغیر نہیں چھوڑا وہ کیسے یہ پسند کر سکتا ہے کہ دنیا میں اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تاریکی ہو۔

۲: **چاند عرب کا قومی نشان** اسلام سے پیشتر عرب کا قومی نشان چاند تھا۔ مخالفین مکہ کی طاقت کے خاتمہ کا ذکر جس سورۃ میں کیا گیا ہے اس کا نام قرآن شریف نے القمر رکھا ہے اور اسے اقتربت الساعۃ وانشق القمر سے شروع کیا ہے یعنی موعود گھڑی آگئی اور چاند پھٹ گیا گویا شق القمر اقوام عرب کی طاقت کے خاتمہ کا ایک نشان تھا اور یہ واقعہ جنگ بدر میں ظاہر ہوا پس قرآن شریف نے واقعہ شق القمر اور کفار مکہ کی شکست کو ایک جگہ بیان کر کے بتایا ہے کہ وید کے منتروں میں چاند کے سیاہ ہو جانے اور مکرر طلوع کا جو ذکر ہے وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آفتاب رسالت کے طلوع اور غالب آنے کا ذکر ہے۔

۳: **بہادروں کا جنگ میں غالب آنا** یہ ایک عجیب بات ہے کہ وید منتر میں چاند کے تاریک ہو کر ڈوب جانے کے ساتھ ہی یہ لکھا ہے کہ:۔

"بہادرو میں تمہیں آگے بھیجتا ہوں جاؤ جنگ میں لڑو"

جو بظاہر بالکل بے جوڑ سی بات معلوم ہوتی ہے مگر میدان بدر جہاں عرب کی طاقت کا چاند ٹوٹ کر ہمیشہ کے لئے ڈوب گیا وہ ایک معجز نما جنگ تھی کفار مکہ ایک لشکر جرار کے ساتھ مدینہ کی طرف

روانہ ہوئے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو حکم ہوا اذن للذین یقٰتلون بانہم ظلموا وان اللہ علےٰ نصرھم لقدیر (۲۲ : ۳۹) اجازت دی گئی ہے ان لوگوں کے لئے جن سے جنگ کی جاتی ہے اس لئے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قدرت رکھنے والا ہے"۔

وید کے الفاظ میں یہ بھی ایک نکتہ ہے کہ مسلمانوں کو جنگ کا حکم خود خدا کی طرف سے دیا گیا اور پھر خدا تعالیٰ نے ان کو بہادر کا خطاب دیا جس سے یہ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی تعداد دشمن کے مقابلہ میں بہت کم تھی اور سامان جنگ کچھ بھی نہ تھا۔

تیسرے یہ امر بھی قابل غور ہے کہ بہادروں کو آگے بھیجا جاتا ہے تعداد کی کمی اور سامان کی قلت کے باوجود دشمن کے ساتھ لڑنے کے لئے آگے بھیجنے کا حکم امر واقعہ کا اظہار ہے کیونکہ مسلمانوں کو مدینہ سے آگے بڑھ کر بدر کے مقام پر جنگ پیش آئی۔

**۴: آخری اور فیصلہ کُن جنگ** مذکورہ منتروں میں نہایت صفائی کے ساتھ دو جنگوں کا ذکر ہے ایک جنگ بدر کا جو کفار سے مسلمانوں کی پہلی جنگ ہے اور دوسری فتح مکہ کی جنگ۔ جنگ بدر کے ذکر کے بعد فتح مکہ کا نظارہ بھی قابل دید ہے جس میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دس ہزار قدوسیوں یا ساتھیوں (صحابہ) کے ساتھ حملہ آور ہونا بیان کیا گیا ہے۔

"آگے بڑھتا ہے دس ہزار کے ساتھ حفاظت کیا گیا اندر"

دس ہزار صحابہ کے ساتھ آگے بڑھنا یہ دنیا کے صرف ایک ہی نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اور یہ نشان اس قدر زبردست ہے کہ دنیا کے مختلف مذاہب کے انبیاء نے نہایت اہتمام سے اس کا ذکر کیا ہے یہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اندر کا خطاب دیا گیا ہے جس کے معنی غالب آنے والے یا فاتح کے ہیں۔

پہلے منتر میں یہ ذکر ہے کہ بہادر اندر طاقت کے ساتھ بگل بجاتا ہوا دس ہزار کے ساتھ میدان جنگ کی طرف بڑھا وید منتر کے الفاظ آگے بڑھتا ہے سے ظاہر ہے کہ بہادر اندر (محمدؐ) مدینہ سے مکہ معظمہ

کی طرف بڑھا مگر بہادر دل نے فتح پاتے ہی ہتھیار اُتار کر رکھدیئے کسی کو قتل نہ کیا مگر شہر کو فتح کر لیا یہ سب باتیں فتح مکہ کے تاریخی واقعات ہیں جن کو دوست و دشمن سب نے لکھا اور تسلیم کیا ہے۔

اتھروید کے آخری مذکورہ منتر میں فرمایا۔

"اُندر نے برہسپتی کے ساتھ مشرک قوموں کو جو اس کے خلاف آئین فتح کر لیا"

اندر کے معنی غالب طاقتور اور فاتح۔ برہسپتی کے معنی بڑے کا مالک یا پروردگار گویا اُندر نے پروردگار کی مدد سے مشرکین کو فتح کر لیا"

دوسرے معنی اس کے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ دونوں صفات اندر اور برہسپتی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہوں۔ اندر کے معنی شکست دینے والا اور برہسپتی کے معنی بڑے یعنی نیک بالیٹ مومنو کا مربی گویا دشمن کو شکست دینے والے اور مومنوں پر رحم کرنے والے نے مشرک مخالفین کو فتح کر لیا

## بشارت بست و ہشتم

(رگوید منڈل ۵ سوکت ۲۷ منتر ۱) مامہ (محمد) رشی دس ہزار صحابہ کے ساتھ معروف ہے۔

| | |
|---|---|
| انسوختہ: گاڑیوں والے | تریورکھنہ: سب قدرت والے |
| ست پتیہ: حق نواز | اگنے ویشوانر: رحمۃ للعالمین |
| مانہے: مامہ نے | وش بھیہ: دس |
| مے: مجھے (نوازا) | سہسریہ: ہزار کے ساتھ |
| گادا: کلام کے ساتھ | تریہ ارنہ: سب خوبیاں رکھنے والا |
| چیتشٹھ: نہایت دانا | چکیت: ممتاز ہو گیا ہے۔ |
| اُسرہ: اشر | |
| گھونہ: دولتمند سخی نے | |

گاڑیوں والے۔ حق نواز۔ نہایت دانا۔ طاقتور سخی مامہ (محمد رشی) نے کلام کے ساتھ مجھے نوازا ہمہ قدرت کا فرزند سب خوبیاں رکھنے والا رحمۃ للعالمین دس ہزار (صحابہ) کے ساتھ مشہور ہو گیا ہے۔

اس پیشگوئی کا مضمون بالکل واضح ہے کہ

"حق نواز۔ دانا۔ طاقتور اور سخی ماہہ رشی نے اپنے کلام سے مجھے نوازا۔ قادر مطلق کا فرزند سب خوبیوں والا (محمد) رحمۃ للعالمین دس ہزار صحابہ کے ساتھ مشہور ہو گیا ہے"۔ پیشگوئی کا ہر ایک لفظ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر رہا ہے آپ حق نواز تھے بچپن سے عوام میں امین مشہور تھے آپ نے عمر بھر کبھی جھوٹ نہ بولا اور یہی دلیل حضرت ابو بکرؓ کے ایمان لانے کے لئے مشعل راہ ہوئی کہ جس نے مخلوق پر کبھی جھوٹ نہ بولا وہ خدا پر کیسے جھوٹ بولے گا۔ آپکی دانائی اور معاملہ فہمی کی متعدد مثالیں کتب سیرت میں مرقوم ہیں۔ طاقتور ایسے جو پتھر کسی سپاہی سے نہ ٹوٹ سکا وہ آپنے توڑ کر رکھ دیا۔ سخی اس قدر کہ گھر میں کوئی چیز از قسم زر گھر میں نہ رہنے دی شام سے پہلے پہلے مستحقین میں تقسیم کر دی گئی رحمۃ للعالمین آپ کا خاص لقب ہے دس ہزار صحابہ کی جماعت کے ساتھ صرف آپ ہی دنیا کے انبیاء میں ممتاز ہیں۔

البتہ اس منتر میں ایک لفظ "گاڑیوں والا" مذکور ہے اور یہ صفت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نہ تھی اور یہی لفظ قابل تشریح ہے "انسونتہ" جس کے معنی گاڑیوں والا کئے گئے ہیں۔ ہندو کتب مقدسہ میں یہ ایک عام محاورہ ہے کبھی آندر کو گاڑی نشین کہا گیا ہے (رگوید منڈل اسوکت ۲۱ منتر ۷) کبھی اندر کے (اشا دشفق)، گاڑی کو توڑنے کا ذکر ہے رگوید منڈل ۲ سوکت ۵ منتر ۶ منڈل ۴ سوکت ۱۰ منتر ۱۱ منڈل ۸ سوکت ۱۵ منتر ۷ منڈل ۱۰ سوکت ۳۷ منتر ۶ منڈل ۱۰ سوکت ۳۸ منتر ۵۔

سورج کی بیٹی کا گاڑی میں پیدا ہونا بتایا گیا ہے رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۸۵ منتر ۱۰ کبھی سورج کو گاڑی پر سوار کہا گیا ہے جسے گھوڑے کھینچتے ہیں ان حوالجات سے یہ ظاہر ہے کہ وید میں یہ لفظ بکثرت مجاز اور استعارہ میں استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد شہروں میں بار برداری کرنے والے گاڑیبان نہیں جیسا کہ سوامی دیانند بانی آریہ سماج نے سمجھا ہے بلکہ اس سے مراد عزت عظمت اور اقبال والا ہے۔

## بشارت بست ونہم مکہ معظمہ اور کعبہ اسلام کا ذکر

اتھروید میں ایک لمبا سوکت کعبہ اسلام کی تعریف میں مذکور ہے اس پیشگوئی کو سمجھنے کے لئے دو تین باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ ان منتروں کا موضوع "پرش میدھ" ہے جس کے معنی انسانی قربانی ہیں ایک انسان اعظم قربان کیا گیا اس کی یادگار کے طور پر ان منتروں کو قربانی کے موقعہ پر پڑھا جاتا ہے۔

۲۔ دوسرا امر یہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ "اتھروا" رشی جس کا ذکر ان منتروں میں کیا گیا ہے اس سے مراد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں اس کو ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشگوئیوں میں بیان کر چکے ہیں ہمارے نزدیک برہماجی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک ہی شخصیت کے ہم معنی نام ہیں انہی کے بڑے بیٹے اتھروا (اسمٰعیل علیہ السلام) اور چھوٹے کا نام انگرا یا اسحاقؑ ہے۔

۳۔ ان منتروں میں بڑے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا ذکر ہے۔ یہ قربانی درحقیقت باپ بیٹا دونوں کی قربانی ہے۔ باپ کی اُمیدوں کا سہارا یہی ایک بڑھاپے کا بیٹا تھا دوسرا بیٹا ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا اسی کو ایک خواب کی بنا پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو جانا گویا پہلے اپنے گلے پر چھری چلانا ہے۔ ان تصریحات کے بعد منتروں کا مطلب زیادہ قریب الفہم ہو جاتا ہے۔

## حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا سر تسلیم خم کرنا

فلما اسلما وتلہ للجبین ونادینٰہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرویا انا کذلک نجزی المحسنین

"جب دونوں باپ بیٹا ہمارے حکم کو مان گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل ذبح کے لئے لٹا دیا تب ہم نے آواز دی اے ابراہیم تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا بیشک ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں۔"

اتھروید کانڈ۔ اسوکت ۲ منتر ۲۶ میں ہے۔

مور دھانم اسیہ سم سیویہ اتھروا ہردیم چہ یت مستشکات اوردھوہ پریریت پومانہ ادھی شیرشہ

| | |
|---|---|
| موردھانم: سرکو | مستشکات: پیشانی سے |
| اسیہ: اپنے | اوردھوہ: اوپر |
| سم سیویہ: باہم سی کر | پریریت: متحرک ہو رہی تھی |
| اتھروا: اتھروانے | پومانہ: پاکیزگی |

ہردیم چہ یت: اور جو دل ہے اس کو — ادھی: اوپر

شیرشہ: سر سے

ترجمہ: "اتھروا نے اپنے سر اور دل کو باہم سیا اور پاکیزگی موجزن تھی اس کے دماغ کی بلندیوں پر۔"

واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے بیٹے سے کہا اے میرے پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں تو بھی اس پر غور کر بیٹے نے کہا اے میرے باپ جو کچھ تو نے دیکھا ہے وہ کر گزر مجھے بھی تو فرمانبردار پائے گا اس حقیقت کو ویدک شاعر نے یوں نظم کیا ہے کہ

"اتھروا نے اپنے سر اور دل کو باہم سی لیا اور اس کے دماغ کی بلندیوں پر پاکیزہ جذبات موجزن تھے" یعنی اپنے دل کو اتھروا نے سر دینے پر راضی کر لیا۔

## ۲۰ قربان گاہ اسمٰعیل پر نزول برکات

تت وا اتھروݨہ شرہ دیوکوشہ سمبجتہ۔ تت پرانہ ابھی رکشتی شرہ انم اتھومنہ

(اتھرووید کانڈ ۱۰ سوکت ۲ منتر ۲۷)

| | |
|---|---|
| تت وا: یہ | تت: اس کی |
| اتھروݨہ: اتھروکا | پرانہ: ارواح |
| شرہ: سر | ابھی رکشتی: حفاظت کرتی ہیں۔ |
| دیوکوشہ: دیوتاؤں کی قیام گاہ ہے | شرہ: سر |
| سمبجتہ: اچھی طرح بند کی ہوئی | انم: اناج |
| | اتھو: اور |
| | منہ: دل بھی |

مطلب: "یہ اتھروا کا سر دیوتاؤں کی جائے قیام ہے اچھی طرح بند کی ہوئی۔ ارواح، سر، اناج اور دل اس کی حفاظت کرتے ہیں۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس جگہ قربانی کی رسم ادا کی وہ جگہ اتھرو د حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

کا سر کہلاتی ہے وہاں ہمیشہ ملائکہ کا نزول رہتا ہے وہ اچھی طرح بند کی ہوئی ہے یعنی کوئی دشمن اسے فتح نہیں کر سکتا۔ ارواح یا ملائکہ ہے یعنی قربانی یا دعا اسمٰعیل۔ اناج کھانے پینے کی فراغت جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بلد مکہ کے لئے دعا کی تھی اور دل یعنی ابراہیم علیہ السلام کی دعا اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

اس منتر کے ترجمہ میں "پرانوں" سے مراد ملائکہ ہے سر سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور دل کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہم نے تعبیر کیا ہے۔

پران تفاسیر وید کی کتابوں میں اگنی۔ وایو۔ سوتا۔ اندر وغیرہ وغیرہ سب دیوتاؤں کے معنوں میں مستعمل ہے دیکھو چھیمنی اپنشد ۲۳/۱۱ ۴۔ ایتریہ برہمن ۱۴/۱ شتپتھ برہمن ووم ۲/۱۵ ۲ وغیرہ وغیرہ من یعنی دل سے مراد برہما ہے گوپتھ برہمن ۲/۲ کوشیتکی ۲/۷ وغیرہ منتر بالا میں ذیل کی باتیں قابل غور ہیں۔

۱۔ اتھروان کی قربان گاہ پر نزول ملائکہ ہوتا رہتا ہے۔

۲۔ وہ جگہ دشمنوں کے حملہ سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ ہے۔

۳۔ ملائکہ اس جگہ کے پاسبان ہیں۔

۴۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں اس کی نگران ہیں۔

یہ باتیں دنیا میں صرف ایک ہی مذہبی مقام کو حاصل ہیں اور کوئی مذہبی تیرتھ یا قبلہ ایسا نہیں جو دشمنوں کے قبضہ میں نہ آیا ہو اور خدا کی طرف سے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی گئی ہو۔

## ۳۔ کعبۃ اللہ کا ایک نشان خاص

اوردھوہ نو سرشٹا۔ استرینگ، نو سرشٹا سرواد شہ پرش آبھوونگ۔ پورم یو برہمنہ وید یسیہ پرش اچیتے (اتھروید حوالہ مذکور منتر ۲۸)

اوردھوہ: بلند　　　پورم: حرم کو

نو: اب　　　یو: جو

| | |
|---|---|
| ہمِرِشتا: بنا ہوا | برہمنہ: خدا کے |
| استرینگ: ترچھا | وید: جانتا ہے |
| نو: اب | یسیہ: جس وجہ سے |
| سمرِشتا: بنا ہوا | پرش: خدا |
| سروا: سب | لپچیتے: پکارا جاتا ہے۔ |
| وشہ: اطراف میں | |
| پرش: خدا | |
| آبھوواتگ: جلوہ گر ہے۔ | |

ترجمہ: (کعبہ) خواہ اب اونچا بنا ہوا ہے خواہ ترچھا بنا ہوا ہے اس کی سب اطراف میں خدا جلوہ گر ہے جو بیت اللہ کو جانتا ہے اس وجہ سے کہ (وہاں) خدا پکارا جاتا ہے۔

کعبۃ اللہ خواہ بغیر کسی آرائش وزیبائش تعمیری کے یوں ہی بلند کیا ہوا ہے خواہ وہ ترچھا بنا ہوا ہے) کیونکہ اس کے چاروں زاویئے قائمہ نہیں مطلب یہ ہے کہ کوئی تعمیری خوبی اس میں موجود نہیں تاہم خدا کے اس حرم کو جو شخص جانتا ہے کہ وہاں ہر طرف خدا کا جلوہ ہے اس لئے کہ وہاں سوائے خدا اور کسی کو پکارا نہیں جاتا وہ معرفت کا انتہائی مقام حاصل کرتا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کا کعبہ سونے چاندی کی اینٹوں کا بنا ہوا نہیں اور نہ اس میں کوئی تعمیری کمال موجود ہے یوں ہی سادے طور پر بلند کی ہوئی ایک عمارت ہے جس کے زاویئے بھی سیدھے نہیں ایک طرف سے طول ۲۶ ہاتھ ہے تو دوسری طرف سے ۲۵ ہاتھ ایک طرف کا عرض ۲۲ ہاتھ ہے تو دوسری طرف کا ۲۰ ہاتھ یہی وہ نشان ہے جسے وید نے کہا کہ وہ ترچھا بنا ہوا ہے کوئی پہلو اس کا دوسرے پہلو کے برابر نہیں مگر اس کی شہرت عمارت کی آرایش وزیبائش سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہاں ہمیشہ خدا، واحد کی پرستش ہوتی ہے اس حقیقت بیت اللہ کو جو شخص جانتا ہے وہ معرفت الٰہی کا کمال حاصل کرتا ہے۔

## ۴۔ حج بیت اللہ سے کیا چیز ملتی ہے

یہ وئی تام برہمنہ وید امرتین آورتام پورم یتسمئی برہم چہ براہماہ چہ چکشو پرانم پرجام ددہ

(اتھروید حوالہ مذکور منتر ۲۹)

| | |
|---|---|
| یہ : جو | تسمئی : اس کو |
| وئی : بھی | برہم : خدا |
| تام : اس | چہ : اور |
| برہمنہ : خدا کے | براہماہ : برہما |
| وید : جانتا ہے | چہ : بھی |
| امرتین : زندگی سے | چکشوہ : بصیرت |
| آورتام : ڈھنپے ہوئے | پرانم : زندگی |
| پورم : حرم کو | پرجام : اولاد |
| | ددہ : عطا کرتے ہیں |

مطلب :" جو شخص زندگی سے معمور اس خدا کے حرم کو جانتا ہے اس کو خدا اور (خدا کا رسول) برہما بصیرت، زندگی اور اولاد عطا کرتے ہیں " یعنی کعبہ اسلام جو زندگی سے معمور ہے روحانیت کا سرچشمہ ہے جو شخص اس کی معرفت حاصل کرتا ہے اس کو خدا ابراہیم (کی دعا) کے صدقہ میں بصیرت، زندگی اور اولاد عطا کرتا ہے چنانچہ توراۃ موسوی میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی کثرت اولاد کی خوشخبری دی گئی تھی اب بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ماننے والوں کی تعداد دوسری قوموں سے بہت زیادہ ہے وید منتر بھی یہی کہتا ہے کہ جو ابراہیمی گھر سے تعلق جوڑتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ بصیرت زندگی اور اولاد کی کثرت بخشتا ہے۔

## ۵۔ خدائے واحد کی پرستش کا گھر

ناوئی تم چکشو جہاتی ناپرانہ جرسہ پراہ۔ پورم یہ برہمنہ ویدیہ یاہ پرش اچیتے۔

(اتھروویدحوالہ مذکورمنتر ۳۰)

| | |
|---|---|
| نا: نہ | پورم: حرم کو |
| وتی: ہی | نہ: جو |
| تم: اسے | برہمنہ: خدا کے |
| چکشوہ: بصیرت | وید: جانتا ہے |
| جہاتی: چھوڑتی ہے | یسیاہ: جس وجہ سے |
| نا: نہ | پرش: خدا |
| پرانہ: زندگی | اچیتے: پکارا جاتا ہے۔ |
| جرسہ: بڑھاپے سے | |
| پراہ: قبل | |

مطلب:" اس کو نہ بصیرت اور نہ روحانیت بڑھاپے سے پہلے چھوڑتی ہے جو خدا کے اس حرم کو جانتا ہے کیونکہ وہاں خدا پکارا جاتا ہے۔"

انسان صحیح طور پر جب حج کے مفہوم پر قائم ہو جاتا ہے تو پھر عمر بھر اس کی معرفت اور روحانیت کم نہیں ہوتی بلکہ بڑھتی جاتی ہے۔ بیت اللہ درحقیقت توحید باری کا بہت بڑا مرکز ہے وہاں کبھی بھی قیامت تک اب بت نہیں پوجے جا سکتے۔

## ۶۔ حرم کعبہ کے خاص نشانات

اشٹا چکرا نو دوارا دیوانام پورا یودھیا۔ تسیام ہرنیہ کوشہ سورگہ جیوتیہ آورتہ

(منتر ۳۱)

| | |
|---|---|
| اشٹ: آٹھ | تسیام: اس میں |
| چکرا: چکر | ہرنیہ: لازوال زندگی کا۔ |
| نو: نو | کوشہ: خزانہ ہے۔ |

دوارہ: دروازے — سورگہ: نورانی

دیوانام: دیوتاؤں کی — جیوتیہ: روشنی سے

پور: بستی — آورتہ: محیط ہے۔

اپودھیاہ: ناقابل فتح ہے

مطلب:۔ اس ملائکہ کی بستی یا علم دین کے مرکز کے آٹھ چکر اور نو دروازے ہیں اور وہ ناقابل فتح ہے اس میں لازوال زندگی کا خزانہ ہے اور وہ نورانی برکات کی روشنی سے معمور ہے" یہ حرم کعبہ کا نقشہ ہے جو وید نے بیان کیا حرم میں نو دروازہ تاریخی اور قدیم ہیں۔

۱۔ باب ابراہیم ۲ باب الوداع ۳ باب الصفا ۴ باب علی ۵ باب عباس ۶ باب النبیؐ ۷ باب السلام ۸ باب الزیادۃ ۹ باب حرم

منتر کے ترجمہ سے ظاہر ہے جس فصیل کے نو دروازے ہوں گے اس میں ایک دروازے سے دوسرے دروازہ تک فصیل کا ایک چکر ہوگا اور کل آٹھ چکر پڑیں گے۔ اس کے علاوہ منتر یہ بھی بتاتا ہے کہ یہ بستی ملائکہ کی حفاظت میں ہے اور ناقابل فتح ہے اس کو آج تک کسی غیر قوم نے فتح نہیں کیا دنیا میں اور کوئی "اپودھیا" ایسا شہر نہیں جو صحیح معنوں میں ناقابلِ فتح رہا ہو۔

٧۔ تعمیر کعبہ کی ہیئت کذائی

تسمن ہرنیبیے کوشے تری ارے تری پرتشٹھتے تسمن یت یکشم آتمنوت تت دی برہم وددوودہ

منتر ۳۳

تسمن: اس — تسمن: اس میں

ہرنیبیے: لازوال زندگی کے — یت: جو

کوشے: خزانہ میں — یکشم: قابل پرستش

تری: تین — آتمنوت: روح کل ہے

ارے: اروں والے میں — تت: اسے

تری: تین — وی: ضرور

پرتشٹھتے: ستونوں والے میں — برہم وِدو: خدا کی معرفت والے لوگ

وِدہ: جانتے ہیں

مطلب: "اس تین اروں والے تین ستونوں والے میں اور بقاء دوام کے مرکز میں ناقابلِ پرستش روح کل ہے اسے یقیناً خدا کی معرفت والے جانتے ہیں"۔ ایک سیدھی سادی عمارت میں جس میں کوئی بت ہے اور نہ کوئی اور پرستش کی محسوس چیز، تین ستونوں پر تین آڑی لکڑیاں ڈال کر اس کی تعمیر کر دی گئی ہے اس سادگی کے باوجود وہ بقاء دوام کا مرکز اور خزانہ ہے اس میں قابلِ پرستش ہستی روح کل یا ایک لطیف وجود ہے جسے معرفت والے لوگ ہی جانتے ہیں۔ کعبہ کئی مرتبہ تعمیر ہو چکا ہے اس کی چھت تین ستونوں پر تین آڑی لکڑیاں ڈال کر بنا دی گئی ہے کیونکہ زمانہ قدیم میں زیادہ لمبی لکڑی نہ مل سکتی تھی منتر کا مطلب یہ ہے کہ ستون لکڑیاں اور اینٹ پتھر کوئی قابلِ پرستش اشیا نہیں قابلِ پرستش صرف خدا کی ذات ہے دنیا میں توحید کی تبلیغ کے لئے یہ سب سے پرانا گھر دنیا میں موجود ہے۔

۸۔ کعبہ انوارِ الٰہی سے محیط ہے،

پربھراجمانم ہرنیم یشسا سمپریورتام پورم۔ ہرنیم اپراجتام آودیش برھما۔

منتر ۳۳

پربھراجمانم: روشن — ہرنیم: زندگی بخش

ہرنیم: آسمانی — اپراجتانم: ناقابل فتح میں

یشسا۔ برکات سے — آودیش: آمقام کیا

سمپریورتام: گھری ہوئی — برہما: ابراہیم نے

پورم: بستی کو

مطلب: "روشن آسمانی برکات سے محیط بستی، زندگی بخش اور ناقابل فتح میں ابراہیم نے آمقام کیا"۔ یہ حرم کعبہ روشن آسمانی برکات سے بھرپور ہے اس زندگی بخش ناقابلِ فتح بستی میں ابراہیم نے چندے قیام کیا

# تبصرہ

اتھروید کے ان آٹھ منتروں کے اندر ہمارے خیال میں کعبہ اسلام کی مدح و توصیف بیان کی گئی اور ہر ایک منتر میں ایک نہ ایک بات ایسی بیان کی ہے جو کعبہ کے حق میں ایک بین دلیل ہے

منتر ۱۔ وہ ایک عظیم الشان قربانی کی یادگار ہے۔

منتر ۲۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رہی ہے وادی غیر ذی زرع ہونے کے باوجود اس کے رہنے والوں کو اناج اور پھلوں کی کثرت ملتی رہی۔

منتر ۳۔ کعبہ ترچھا بنا ہوا ہے طول وعرض کی کوئی دیوار ایک دوسری کے برابر نہیں۔

منتر ۴۔ وہ خدائے واحد کی پرستش کی وجہ سے وہاں روحانی زندگی اور معرفت حاصل ہوتی ہے۔

منتر ۶۔ اس کے نو دروازے اور آٹھ چکر ہیں

منتر ۷۔ اس کے اندر تین ستون اور ان پر تین آڑے شہتیر ہیں۔

منتر ۸۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بستی کے اصل باشندہ نہ تھے وہ باہر سے یہاں آئے اور انہوں نے اس گھر کی تعمیر کی۔

یہ منتر قرآن کریم کی اس آیت کی تشریح ہیں ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدیً للعالمین فیہ آیاتٌ بینات مقام ابراھیم ومن دخلہ کان اٰمنا۔

۱۔ وہ خدائے واحد کی عبادت کا پہلا گھر ہے ۲۔ اس کا نام بکہ اس لئے ہے کہ وہ خود ناقابل فتح ہے اور جو اس پر حملہ کرے اس کی گردن توڑتا ہے ۳۔ وہ مبارک ہے اس لئے برکات اور ثمرات کی وہاں کثرت ہے ۴۔ دنیا کے لوگوں کے لئے ہدایت اور معرفت الٰہی کا گھر ہے۔ ۵۔ اس میں کھلے کھلے نشانات معرفت الٰہی کے موجود ہیں۔ ۶۔ اس کا نام مقام ابراہیم بھی ہے ۷۔ جو وہاں داخل ہوا وہ امن میں آگیا۔

# اتھرو وید میں جنگ احزاب اور بدر کا ذکر

ते त्वा मदा अमदन् तानि वृष्ण्या ते सोमासो वृत्रहत्येषु सत्पते ।
यत कारवे दश वृत्राण्यप्रति वर्हिष्मते नि सहस्रानि वर्हयः ॥ ६ ॥
युधा युधमुप घेदेषि धृष्णुया पुरा पुरं समिदं हंस्योजसा ।
नम्या यदिन्द्र सख्या परावति निवर्हयो नमुचिं नाम मायिनम् ॥ ७ ॥
त्वमेताञ् जनराज्ञो द्विर्दशावन्धुना सुश्रवसोपजग्मुषः । षष्टिं सहस्रा
नवतिं नव श्रुतो नि चक्रेण रथ्या दुष्पदावृणक् ॥ ९ ॥

अथर्व वेद काण्ड २० । २१ । ६–७, ९

اتھرو وید کانڈ 20 سوکت 21 منتر 6، 7، 9

---

# اتھرو وید میں طلوع آفتاب رسالت کی بشارت

अवद्रप्सो अंशुमतीमतिष्ठदियानः कृष्णो दशभिः सहस्रैः ।
आवत तमिन्द्रः शच्या धमन्तमप स्नेहितीर्नृमणा आधत्त ॥ ७ ॥
द्रप्समपश्यं विषुणे चरन्तमुपह्वरे नद्यो अंशुमत्याः ।
नभो न कृष्णमवतस्थिवांसमिष्यामि वो वृषणो युध्यताजौ ॥ ८ ॥
अध द्रप्सो अंशुमत्या उपस्थेधारयत तन्वं तित्विषाणः ।
विशो अदेवीरभ्याचरन्तीर्बृहस्पतिना युजेन्द्रः ससाहे ॥ ९ ॥

अथर्व-वेद काण्ड २० । १३७ । ७–९

اتھرو وید کانڈ 20 سوکت 137 منتر 7 تا 9

अनस्वन्ता सतपतिर्मामहे मे गावा चेतिष्ठो असुरो मघोनः ।
त्रैवृष्णो अग्ने दशभिः सहस्रैर्वैश्वानरः त्र्यरुणश्चिकेत ॥

ऋग्वेदः म० ५ । सू० २७ । १ ॥

رگوید منڈل 5 سوکت 27 منتر 1

# اتھرو وید میں خانہ کعبہ کی تعریف

मूर्धानमस्य संसीव्याथर्वा हृदयं च यत् ।
मस्तिष्कादूर्ध्वः प्रैरयत् पवमानोधि शीर्षतः ॥ २६ ॥

तद् वा अथर्वणः शिरो देवकोशः समुब्जितः ।
तत् प्राणो अभि रक्षति शिरो अन्नमथो मनः ॥ २७ ॥

ऊर्ध्वो नु सृष्टा३स्तिर्यङ् नु सृष्टा३ःसर्वा दिशः पुरुष आ बभूवाँ३ ।
पुरं यो ब्रह्मणो वेद यस्याः पुरुष उच्यते ॥ २८ ॥

यो वै तां ब्रह्मणो वेदामृतेनावृतां पुरम् ।
तस्मै ब्रह्म च ब्राह्माश्च चक्षुः प्राणं प्रजां ददुः ॥ २९ ॥

न वै तं चक्षुर्जहाति न प्राणो जरसः पुरः ।
पुरं यो ब्रह्मणो वेद यस्याः पुरुष उच्यते ॥ ३० ॥

अष्टाचक्रा नवद्वारा देवानां पूरयोध्या ।
तस्यां हिरण्ययः कोशः स्वर्गो ज्योतिषावृतः ॥ ३१ ॥

तस्मिन हिरण्यये कोशे त्र्यरे त्रिप्रतिष्ठिते ।
तस्मिन् यद् यक्षमात्मन्वत् तद् वै ब्रह्मविदो विदुः ॥ ३२ ॥

प्रभ्राजमानां हरिणीं यशसा संपरीवृताम् ।
पुरं हिरण्ययीं ब्रह्मा विवेशापराजिताम् ॥ ३३ ॥

अथर्व–वेद काण्ड १० । २ । २६–३३

اتھرو وید کانڈ 10 سوکت 2 منتر 26 تا 33

---

# سام وید میں احمد صلعم کا مبارک نام

अहमिद्धि पितुः परिमेधामृतस्य जग्रह । अहं सूर्य इवाजनि ॥

सामवेद० । प्र० २ । द० ६ मं० ८ ॥

سام وید پرپاٹھک 2 دشتی 6 منتر 8

## سام وید میں احمد رسول اللہ ؐ کی بشارت،

سام وید چار ویدوں میں سے ایک وید ہے اور سام ویدی برہمنوں کے نزدیک باقی ویدوں سے ایک خاص فوقیت رکھتا ہے لفظ سام کے معنی خاموشی سکوت بزمی سے کلام کرنا، کھیوں کی بھنبھنا اور گیت کے ہیں مذہبی لٹریچر میں۔

"گیتیشو سام آکھیہ"

گیتوں کو سام کہتے ہیں اس وید کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے منتروں پر زیر وبم (اونچی اور نیچی) سروں کی علامات بھی پائی جاتی ہیں جو گانے کے لئے آواز کے اتار چڑھاؤ کو بتاتی ہیں ہندوؤں کے مذہبی لٹریچر میں سام وید کا درجہ مندرجہ ذیل حوالجات سے ظاہر ہے۔

یجر وید اس برہما کا سر ہے رگوید دایاں پہلو سام وید بایاں پہلو اپنشد روح ہے اور اتھر وید دم ہے (تیتریہ ارنیک)

یجر وید اس کا پیٹ ہے سام وید سر ہے (کوشیتکی برہمن)

رگوید روشنی ہے یجر وید طاقت ہے اور سام وید شہرت ہے (شتپتھ برہمن)

رگوید زمین ہے سام وید جو ہے یجر وید آسمان ہے (تیتریا اپنشد)

سام وید روئیں ہیں اتھرو وید منہ ہے (اتھرو وید)

سام وید یقیناً رگوید کا خاوند ہے (شتپتھ) سام وید تمام ویدوں کا ست ہے (شتپتھ)

یہ دنیا برہما سے پیدا کی گئی ہے ویش (بنیے) رگوید کے منتروں سے پیدا ہوئے۔

یجر وید کشتریوں کی جائے پیدائش ہے اور سام وید سے برہمن پیدا ہوئے (تیتریا برہمن)

سام وید کو اوم سے نہیں بلکہ ہین سے گایا جاتا ہے (شتپتھ برہمن)

رگوید ہڈی سام وید بال اور یجر ول ہے (اتھرو وید)

یہ وید بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے خالی نہیں بلکہ اس میں بہت سی پیشگوئیاں حضور کی نسبت موجود ہیں ان میں سے صرف ایک پیشگوئی ہم اس کتاب میں درج کرتے ہیں۔ یہ منتر

سام وید پر پاٹھک ۲ کھنڈ ۶ کا منتر ۸ ہے۔

منتر کے الفاظ: احمد ہے پتوہ میدھام رتسیہ پری جگرہ۔

اہم سوریہ او اجنی

الفاظ کا ترجمہ:-

| | |
|---|---|
| احمد ہے: احمد نے | اہم: میں |
| پتوہ: رب سے | سوریہ: سورج |
| میدھام: پرحکمت | او: کی طرح |
| رتسیہ: شریعت | اجنی: روشن ہو رہا ہوں |
| پری جگرہ: حاصل کی | |

مطلب: احمد نے اپنے رب سے پرحکمت شریعت کو حاصل کیا میں سورج کی مانند (اس سے) روشن ہو رہا ہوں۔

سام وید کی اس پیشگوئی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق مندرذیل صداقتوں کا ذکر ہے۔

(الف) حضور کا نام احمد موجود ہے

(ب) آپ کو شریعت دئے جانے کا ذکر ہے۔

(ج) شریعت کے ساتھ حکمت ملنے کا بھی اظہار ہے۔

(د) اس بشارت کو دیکھتے وقت رشی آفتاب رسالت کے نور سے منور ہو رہا تھا (اس منتر کے ترجمہ میں سائن آچاریہ قدیم مفسر وید اور آریہ مترجمین وید کو ایک غلطی لگی ہے اور وہ یہ کہ احمد کا نام عربی ہونے کی وجہ سے وہ اسے سمجھ نہیں سکے اور انہوں نے "احمد" کو "اہم ات ہی" کا مرکب سمجھا ہے اور اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

"میں نے ہی چونکہ اپنے باپ کی سچی حکمت کو حاصل کیا ہے اس لئے میں سورج کی مانند ہو رہا ہوں"۔ اس پر ہمارے دو اعتراض ہیں

۱ : اس منتر کا رشی وستہ کانو یعنی کنو خاندان کا رشی وستہ ہے اس رشی کا یہ کہنا کہ میں نے ہی باپ کی سچی حکمت کو حاصل کیا ہے از روئے عقاید ویدک دھرم غلط ہے وستہ جیسے سینکڑوں رشیوں کا ذکر وید میں موجود ہے اور اس کے اس دعوے میں سچے ہونے کی کوئی دلیل نہیں کہ اس کو ہی سچی حکمت اور شریعت ملی ہے۔

۲ : اس منتر کا دیوتا اندر ہے وستہ کانو ہی صرف اس کا بیٹا نہیں کہ وہ اس کی جائداد کا وارث ہوا ہو اور نہ یہ بات کہیں تاریخ میں موجود ہے کہ وستہ ہی اندر کا وارث ہوا تھا پس اس صورت میں رشی کا کلام ایک مبالغہ ہو گا جو ناجائز ہے۔

قرآن شریف اس منتر کے راز کو یوں کھولتا ہے۔

(۳۳: ۴۵-۴۶)

یاایہا النبی انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا

"اے نبی ہم نے تجھے شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اور تو اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن کرنے والا سورج ہے"

گویا احمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے تجھے شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اور تو اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن سورج ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا:۔

تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیہا سراجا وقمرا منیرا (۲۵ : ۶۱)

کیا ہی بابرکت وہ ذات ہے جس نے آسمان میں ستارے بنائے اور اس میں سورج اور روشنی دینے والا چاند بنایا۔

آسمان میں دو قسم کے اجرام ہیں ایک وہ جو بذاتہ روشن ہے اور دوسرے وہ جو اس روشن بذاتہ کے نور سے منور ہیں رات کے وقت چاند اور ستارے سورج کے وجود کی شہادت دیتے ہیں

کیونکہ وہ اس سے اقتباس نور کرکے یا اسی کی دی ہوئی روشنی سے روشن ہیں پس رشی وتسہ کا یہ کہنا کہ میں سورج کی مانند ہوں درحقیقت سراجاً منیراً کے لئے ایک گواہی ہے اور سراجاً منیراً وہی احمد ہے جس نے اپنے رب سے شریعت کا نور حاصل کیا ہے اور باقی تمام انبیاء اسی کے نور سے منور یا اس کے وجود کے شاہد ہیں جیسے سورج کی روشنی اس امر پر شاہد ہے کہ منور بالذات ایک ہے اور باقی اجرام اس کے نور سے فیضیاب ہیں۔

# صحیفہ آدم میں رسول کریم (صلعم) کے متعلق بشارت

## اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم سے کیا فرمایا؟

فاذا سویتہٗ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہٗ ساجدین (۱۵: ۳۰)

"جب میں اسے (آدم کو) تکمیل کو پہنچاؤں اور اپنی روح سے (نیک و بد کی تمیز) اس میں نفخ کردوں تو تم (اے فرشتو!) اس کے لیے فرمانبرداری کرتے ہوئے گر پڑنا"

**آدم کی وجہ تسمیہ** آدم نام کی وجہ تسمیہ مفسرین بائبل کے نزدیک یہ ہے کہ اس لفظ کے معنی عبری لغت میں سرخ مٹی یا سرخ رنگ کے ہیں کیونکہ کتاب موسےٰ میں لکھا ہے کہ "تو خاک ہے اور خاک میں واپس جائے گا۔" (پیدائش ۳: ۱۹) بعض نکتہ آفرین مسیحیوں نے اس نام کو ایک پیشگوئی قرار دے کر یہ اُپج کی ہے کہ "تو خاک سے نکلا ہے اگر نافرمانی کرے گا تو خاک میں جائے گا۔" مسیحی دوستوں کی یہ اُپج بالکل بے معنی ہے قرآن شریف نے ان عیسےٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہٗ من تراب ثم قال لہٗ کن فیکون میں بائبل کے ترجمہ "تو خاک ہے اور خاک میں واپس جائے گا" کی تصدیق کی ہے۔

آدم کا دوسرا نام بائبل میں اینوش ہے جس کے معنی "بدقسمت" اور "مصیبت زدہ" کئے گئے ہیں اور اور یہ نام یہود و نصاریٰ کے خیال کے مطابق آدم کو اس کی نافرمانی کے بعد دیا گیا لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ لفظ اینوش عربی کے لفظ انس سے ماخوذ ہے آدم کا تیسرا نام توراۃ موسوی میں ایش ہے جس کے معنی مالک کے ہیں اور یہ نام اسے اس وقت دیا گیا جب وہ اپنی بیوی کا مالک ٹھہرایا گیا ان تین ناموں میں آدم کا سارا قصہ جو بائبل میں مذکور ہے بتا دیا گیا ہے لیکن اس موجودہ زمانہ میں حضرت آدم اور حوا کا قصہ یا باغِ عدن کی کہانی بعض علماء مغرب کے نزدیک ایک استعارہ بن کر رہ گئی ہے یعنی آدم سے مراد نسل انسانی ہے باغ عدن یہی دنیا ہے حوا انسان کے قوائے بہیمیہ سے عبارت ہے شیطان اسی راہ سے انسان پر حملہ کرکے اسے گمراہ کرتا ہے۔

**جناب آدم اور بائبل** حضرت آدم کا کوئی الگ صحیفہ بائبل میں موجود نہیں جناب موسیٰ نے جو کچھ آدم کے متعلق فرمایا وہ بھی ان کے اصل الفاظ میں کہیں موجود نہیں جو حیثیت تاریخ کی نگاہ میں باقی قصص توراۃ کی ہے وہی قصہ آدم کی ہے البتہ یہود میں ایک کتاب آدم و حوا کے صحیفہ کے طور پر مشہور ہے جو جعلی کتابوں کی ذیل میں سمجھی جاتی ہے اور غالباً مسیح سے سو دو سو سال پہلے کی تصنیف ہے ایسی صورت میں کہ حضرت آدم کا کوئی صحیفہ نہ تو بائبل میں موجود ہے اور نہ کوئی مستند کتاب کہیں الگ موجود ہے ان کی کسی پیشگوئی کے اصل الفاظ کا پتہ چلنا تقریباً ناممکن ہے۔ تاہم اس قصہ کی بنا پر جو توراۃ میں مسطور ہے مسیحی دوستوں نے جناب مسیح کے متعلق اس میں سے بعض پیشگوئیاں تراشنے کی کوشش کی ہے اور جناب مسیح کو آدم ثانی قرار دے کر فسانہ آدم کی تعبیر مسیح کے مشن سے کی ہے اور اس کی توثیق بعض غیر معتبر اور جعلی کتابوں سے کی ہے۔ مختصر یہ کہ حضرت آدم کو ہبوط نسل انسانی کا ذمہ دار دیا ہے اور جناب مسیح کو بذریعہ کفارہ اس تنزل اور ہبوط سے نکالنے والا قرار دیا ہے۔

## بائبل کی پیشگوئی کا مصداق

مسیحی حضرت نے توراۃ کی اس آیت کو ایک پیشگوئی قرار دیا ہے۔

سانپ (شیطان) کو خداوند نے آدم کو دھوکہ دینے کی وجہ سے ملعون ٹھہرایا اور کہا۔

"میں تیرے اور عورت کے درمیان تیری اولاد اور عورت کی اولاد میں دشمنی ڈالوں گا یہ تیرے سر کو کچلے گی اور تو اس کی ایڑی کو کاٹے گا (پیدائش ۳ : ۱۵)

کہا جاتا ہے کہ جناب مسیح نے کفارہ ہو کر شیطان کا سر کچل دیا اور جناب آدم کی پیشگوئی پوری ہوگئی لیکن عالم کتنا ... جاتا ہے کہ معاملہ بالکل برعکس ہوا اناجیل کی تصریحات کی بنا پر مسیح نے ہرگز شیطان کا سر نہیں کچلا اور تو شیطان حواریوں میں بھی گھس رہا مثلاً پطرس میں ہو کر اس نے جناب مسیح کو بیحد تکالیف پہنچائیں پطرس کو کلیسیا کی بنیاد اور کلیسیا کی چٹان ہے جناب مسیح کی سرکار سے شیطان کا خطاب دلوایا انجیل متی ۱۶ : ۲۳ میں ہے "پر اس نے (مسیح نے) پھر کے پطرس سے کہا اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو تو میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے" یہ وہ اسکریوطی میں ہو کر خدا کے اکلوتے

بیٹے کو صلیب دلوادی اس کے متعلق جناب مسیح خود فرماتے ہیں" کیا میں نے تم بارھوں کو نہیں چنا؟ اور ایک تم میں سے شیطان ہے" یوحنا ۶: ۷۰۔

اگر حسب عادت پادری صاحبان منہ بسور کر یہ کہیں کہ یہ تو شیطان کی ظاہری فتح تھی مگر معناً کفارہ نے گناہوں کو معاف کرا دیا تو گذارش یہ ہے کہ اس طرح بھی شیطان کا سر نہیں کچلا گیا شیطان کا کام کسی کو جہنم تک پہنچا دینا ہے جس میں وہ مسیح کے بالمقابل کامیاب ہو گیا (کیونکہ مسیحی دوستوں کا عقیدہ ہے کہ جناب مسیح جہنم میں تشریف لے گئے) اب اس کے بعد خدائے پاک کا فرض تھا کہ وہ اپنا عدل پورا کرتا یعنی حسب مسلمات مسیحی گناہ کی سزا ابدالآباد کے لئے دیتا۔

کفارہ نے گناہ کی جڑ کو نہیں کاٹا بلکہ گناہ کے لئے آزادی کا لائسنس دلوادیا اور اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی زنا کو دنیا سے مٹانے کا علاج یہ تجویز کرے کہ شادی کی رسم ہی دنیا سے اٹھا دی جائے کیونکہ کفارہ پر ایمان کے بعد کوئی گناہ گناہ نہیں کہلا سکتا خدا کی ذات و صفات کے متعلق جو جی چاہے ایمان رکھو کوئی گناہ نہیں بلکہ اس کی شان اور جلال جھوٹ بولنے سے اور بھی بڑھ جاتی ہے (رومیوں ۳: ۷) انبیاء کو معاذ اللہ چور۔ بٹمار اور پرلے درجہ کے بدکار سمجھو یہ کوئی گناہ نہیں بلکہ یہ امر عقاید میں داخل ہے یوحنا ۱۰: ۸

جناب مسیح کے کفارہ ہونے سے پیشتر اگر ایک شخص پر ہر قسم کی بدی کا ارتکاب کرنے کے باوجود روح القدس (وحی) نازل ہوتی تھی یا وہ نبی ہو سکتا تھا تو کفارہ کے بعد ہر قسم کے گناہ کے باوجود کسی عیسائی کو روح القدس یا خدا کا اقنوم ثالث ایک منٹ کے لئے بھی نہیں چھوڑتا چنانچہ پولوس نے بتایا

"جہاں گناہ زیادہ ہوا فضل اس سے بھی بہت زیادہ ہوا" رومیوں ۵: ۲۰

ان عقائد اور حالات کی موجودگی میں کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ مسیح نے شیطان کے سر کو کچلا بلکہ یوں کہا جائے گا کہ اگر ظاہری طور پر یہوداہ سکریوطی کی شکل میں شیطان نے آکر خدا کے بیٹے کی ایڑی کو کاٹا یا صلیب دلوایا تو معناً پولوس میں ہو کر ہر قسم کی آزادئ گناہ کا لائسنس دلوادیا

البتہ اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے اپنے صحابہ کو

گناہ سے اس قدر نفرت دلائی کہ وہ گناہ سے یا شیطان سے یکسر بیزار ہو گئے۔ شراب۔ جوا۔ زنا
چوری اور جھوٹ صحابہ میں سے ہر بدی دور ہو گئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا و
لکن حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک
ھم الراشدون (۴۹: ۸) "مگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے نزدیک ایمان کو محبوب کر دیا ہے
اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دے دی ہے۔ کفر نافرمانی اور گناہ تمہارے نزدیک مکروہ
کر دیا ہے یہی لوگ نیکی کی راہ پر چلنے والے ہیں"۔

جب انسان کے دل پر اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدسین کی محبت اور کفر، نافرمانی اور بدی سے
نفرت پیدا ہو جاتی ہے تو شیطان کا سر خود بخود کچلا جاتا ہے ایسے لوگوں کی نسبت ایک اور جگہ فرمایا
"قال ھذا صراط علی مستقیم ان عبادی لیس لک علیہم من سلطن" "یہ سیدھا رستہ میری
طرف پہنچتا ہے میرے بندوں پر تیرا (شیطان کا) کوئی غلبہ نہیں"۔ (۱۵: ۴۱ و ۴۲) اس لئے یہ پیشگوئی
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں پوری ہوئی۔

## پیشگوئی کے مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں

### جناب مسیح کی اپنی شہادت

جناب آدم کی مذکورہ بالا پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے اس کے متعلق
جناب مسیح کی اپنی شہادت موجود ہے چنانچہ انجیل یوحنا میں مسیح کا یہ قول نقل کیا گیا ہے۔

"میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کے تمہیں کہیں لیکن وہ فارقلیط جو پاک روح ہے جسے باپ
میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا"۔ اور سب باتیں جو میں نے تمہیں کہی ہیں
تمہیں یاد دلائے گا"۔ یوحنا باب ۱۴۔ آیت ۲۵ و ۲۶۔

اس پیشگوئی پر تفصیلی بحث ہم انجیلی بشارات کے ضمن میں کریں گے سردست اس قدر بتا دینا
کافی ہے کہ اس بشارت میں مسیح کے بعد فارقلیط کے آنے کی بشارت ہے اور اس لفظ
کے دو جزو ہیں ایک "فارق" یعنی پھاڑنے والا یا سر کچلنے

والا۵ اور دوسرا لیط بمعنی شیطان رجیم پس فارقلیط کے معنی ہیں شیطان کا سر کچلنے والا۔ یہ امر اللہ تعالےٰ کے علم میں تھا کہ حسب بشارت آدم مسیحی لوگ شیطان کا سر کچلنے والا مسیح کو قرار دیں گے اس لیئے اس کی حکمت بالغہ نے مسیح کے منہ سے یہ کہلوادیا کہ بشارتِ آدمؑ کا مصداق فارقلیط ہے جو میرے بعد آنے والا ہے۔

## جناب حنوک یا ادریسؑ کی پیشگوئی

واذکر فی الکتاب ادریس انہٗ کان صدیقاً نبیا ورفعناہُ مکانا علیا (۱۹: ۵۷)

"کتاب میں ادریس کی خبر بیان کر دو وہ یقیناً صدیق نبی تھا اور ہم نے اسے بلند درجہ عطا کیا۔"

حضرت حنوک یا ادریس علیہ السلام جناب آدمؑ کی ساتویں پشت میں ایک نہایت عظیم الشان پیغمبر گزرے ہیں ان کی عظمت اور شان کتاب توراۃ کی اس آیت سے ظاہر ہے۔

"حنوک تین سو برس خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا..... اور غائب ہوگیا اس لئے کہ خدا نے اسے لے لیا"

پیدائش ۵: ۲۲-۲۴

جس کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ اسے معجزانہ رنگ میں اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل تھا یا اسے نہایت تفصیل کے ساتھ وحیٔ شریعت دی گئی۔

کتاب جوبلی میں جو بائبل کے یونانی نسخہ میں شامل ہے ان کے متعلق لکھا ہے۔

"اس نے سب سے پہلے علم و حکمت، رسم الخط اور علم نجوم ایجاد کیا خدا کے فرشتے تین سو سال تک اس کے ساتھ ساتھ رہے اور انہوں نے اسے آسمان اور زمین کی ہر ایک چیز کا علم دیا" (جوبلی باب ۴)

بائبل کے مروجہ نسخہ میں انہیں کسی کتاب کے دیئے جانے کا ذکر نہیں لیکن تازہ تحقیقات سے جو بابلی کتبوں کی بنا پر کی گئی ہے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ انہیں کتاب بھی دی گئی تھی صحیفہ حنوک جو پہلے عبرانی زبان میں تھا اور اب اتھی اوپیا (کُش) کی زبان میں موجود ہے اس کا ترجمہ ہوگیا ہے اور ان کی دوسری کتاب اسرار حنوک جو سالونیکا کی زبان میں موجود ہے زمانہ حال کے عیسائیوں نے ان کتابوں کو غیر

---

۵؎ Hebrew English Lexicon. پیدائش ۲۷: ۴۰ و نوحہ یرمیاہ ۵: ۸ و ۷: ۳ زکریا ۱۱: ۱۶ خروج ۳۲: ۲ و ۳ سلاطین اول ۱۹: ۱۱۔ اور عزرا ۱۹: ۱۲۔ ان تمام حوالجات میں لفظ فارق یا اس کے مشتقات کے معنی کچلنے، ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور چور چور کر دینے کے ہیں۔

مستند اور جعلی کتابوں کی ذیل میں رکھا ہے لیکن مسیحیت کے ابتدائی زمانہ کے مصنفین انہیں کتابوں سے سند لیتے رہے ہیں اور ان کے متعلق انسائیکلو پیڈیا ببلیکا میں لکھا ہے۔

With the earlier fathers and apologists it had the weight of a canonical book but towards the close of the IIIrd and the begining of the fourth centuries it began to be discredited and finaly it fell under the ban of the church

Ency Biblica "Enoch"

بابل کے کھنڈرات نے جو الواح اُگل دی ہیں ان میں حضرت حنوک کا خصوصیت سے ذکر ہے اور اس زمانہ میں ان کی اہمیت مسلم ہو گئی ہے۔ کتاب حنوک جو درحقیقت سب سے پہلی شریعت کی کتاب ہے (صحیفہ آدم کے مستند ہونے کا ابھی تک کوئی ثبوت نہیں ملا) جس قدر فضیلت حضرت ادریس یا (حنوک) کی معلوم ہوتی ہے وہ ان کی بے نظیر اطاعت احکام الٰہی اور علم و حکمت میں ایک ممتاز حیثیت ہے۔ قرآن کریم کی مندرجہ عنوان آیت میں وانہٗ کان صدیقاً نبیاً کہ وہ نبی صدیق تھا حضرت ادریس کی بے نظیر اطاعت احکام الٰہی کو ظاہر کرتا ہے اور ورفعناہ مکاناً علیاً کا اشارہ علم و حکمت عطا کئے جانے کی طرف ہے اور حنوک کی بجائے ادریس نام اس امر کے لئے اختیار کیا گیا ہے کہ اسے علم و حکمت کا بکثرت درس دیا گیا۔ انہٗ کان صدیقاً نبیاً میں یہ بھی اشارہ مضمر ہے کہ آپ نے جو پیشگوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی وہ لفظ بلفظ پوری ہو گئی کیونکہ لفظ صدیق کے معنی عربی زبان میں راستی میں کمال کو پہنچا ہوا شخص ہیں یا جس کا صدق کثرت سے ظاہر ہو صدیقاً نبیاً کے معنی ہوئے جس کی نبوت یا دی ہوئی خبر اٹل ہو پوری ہو کر رہے حضرت ادریس کی نبوت کا کمال یہ کہ ابتدا عالم یا سب سے پہلی نبوت میں ہزاروں برس بعد ہونے والی خبر نہایت بلیغ الفاظ میں تباہی اور صداقت کا کمال یہ کہ وہ ہزاروں سال بعد لفظ بلفظ کسی ابہام اور شبہ کے پوری ہوئی کتاب حنوک کا ترجمہ ہو چکا ہے لیکن وہ ابھی یہیں دستیاب نہیں ہوا، اور اگر ہو بھی جاتا تو عیسائی حضرات کے لئے یہ عذر لنگ

کافی تھا کہ یہ کتاب جعلی اور غیر مستند ہے اگرچہ اس کے خلاف ہم سائیکلو پیڈیا بلبیکا کا حوالہ پیش کر چکے ہیں مگر ہم اس پیشگوئی کو ایسے ثبوت کے ساتھ مضبوط کر کے پیش کرنا چاہتے ہیں جس سے عیسائی دوستوں پر بھی اتمام حجت ہو سکے۔

یہوداہ کا خط عہد نامہ جدید میں شامل اور مسلمات مسیحی سے ہے یہ اپنے خط میں لکھتا ہے:۔

"حنوک نے جو آدم کی ساتویں پشت تھا ان کی بابت پیشگوئی کی کہ دیکھ خداوند اپنے دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آتا ہے "تاکہ سبھوں کی عدالت کرے، اور سب بے دینوں کو ان کی بے دینی کے سب کاموں پر جو انہوں نے بے دینی سے کئے اور ساری سخت باتوں پر جو بے دین گنہگاروں نے اس کی مخالفت میں کہی ہیں ملزم گردانے۔"

### یہوداہ کا خط عام ۱: ۱۴

یہ پیشگوئی مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے:۔

الف: دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آنا اور یہ ایک امر واقعہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ کے وقت دس ہزار قدوسی موجود تھے۔

ب: فتح مکہ کے وقت سبھوں کی عدالت ہوئی یا اسلام نے تمام مذاہب عالم کے متعلق عدل اور انصاف کا فیصلہ دیا۔

ج: فتح مکہ میں سب بے دین سخت باتوں اور بدیوں کی وجہ سے ملزم ہوئے مگر سب کو بغیر ملامت چھوڑ دیا گیا۔

د: مسیحی حضرات اسی خداوند کی آمد کے منتظر تھے گویا حضرت حنوکؑ کے زمانہ سے لے کر اب تک اس کا مصداق پیدا نہ ہوا تھا۔

ہ: اس پیشگوئی کا مبشر بہ مسیح کو بھی نہیں سمجھا گیا۔ کیونکہ یہوداہ کا خط مسیح کے بعد لکھا گیا۔

# عالمگیر طوفان میں ایک مقدس کشتی

## حضرت نوح علیہ السلام کی بشارت

تلک من انباء الغیب نوحیہا الیک ما کنت تعلمہا انت ولا قومک من قبل ھذا فاصبر ان العاقبۃ للمتقین (۱۱: ۴۹) یہ (واقعات نوح) غیب کی خبروں سے ہیں جو ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں تو انہیں اس سے پہلے نہ جانتا تھا تو اور نہ تیری قوم یعنی تو بمثیل نوح اور تیری جو قوم نوح کی مانند ہے) سو صبر کر کیونکہ انجام (ہمیشہ سے) متقیوں کے لئے (بہتر رہا) ہے۔

قرآن شریف کی اس آیت میں واقعات نوح، قوم کی بدکاریوں کے طغیان کشتی محفوظ اور متقی کشتیبان انجام کار ساحل نجات اور ہلاکت بدکاران کو انباء غیب یا آئندہ پیش آنے والے واقعات قرار دیا ہے۔

**حضرت نوح کی عظیم الشان اور مسلم شخصیت** حضرت حنوک کے بعد دوسرے عظیم الشان نبی حضرت نوح ہیں جن کی شخصیت ہندو، پارسی، یہود، مسیحی اور اہل اسلام بلکہ اکثر اقوام عالم کے نزدیک مسلم ہے جناب نوح کو ویدوں اور شاستروں میں منوح۔ ژنداوستا میں ایم کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جس طرح یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں میں حضرت نوح کو آدم ثانی کہا گیا ہے اسی طرح منوح کو ویدوں میں ساری نسل انسانی کا باپ بتایا گیا ہے آدم کی اولاد اگر آدمی کہلاتی ہے تو منوح سے منش (انسان) کہلاتے ہیں رگوید کے کم و بیش پچاس حوالجات میں اس کی صراحت موجود ہے۔

## ہندوؤں کی مستند کتب میں طوفان نوح کا ذکر

۱۔ جناب نوح اپنے طوفان عظیم اور کشتی عجیب کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہیں اس طوفان کا ذکر نہ صرف توراۃ و انجیل اور قرآن شریف میں موجود ہے بلکہ ہندوؤں کی نہایت مستند کتابوں شت پتھ برہمن، مہابھارت اور دوسرے پرانوں میں بھی مذکور ہے

۲۔ طوفان کے آنے سے پہلے دونوں کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں غیب سے طوفان آنے کی خبر دی تھی۔

۴ ۔ جیسا کہ حضرت نوحؑ کے متعلق لکھا ہے کہ صرف وہ اور ان کے متعلقین کشتی میں محفوظ رہے اسی طرح منو کے متعلق بھی مذکور ہے ۔

۵ ۔ کشتی نے بالآخر ایک پہاڑ پر سہارا لیا ۔ دونوں جگہ مذکور ہے ۔

۶ ۔ نوح کے بیٹے بڑے کاریگر تھے جنہوں نے برج بنایا اور آسمان تک پہنچے (بائبل کتاب پیدائش) منو کے بیٹے (ربھو بے نظیر کاریگر تھے رگ وید منڈل ۳ سوکت ۶۰ منتر ۳) یہی قوم بعد میں لیبیانی کہلائی تاریخ مصر میں اس کا تلفظ لبو ہے ۔

۷ ۔ حضرت نوحؑ کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے ایک بیٹے کو عاق کر دیا اسی طرح منوج نے بھی اپنا بیٹا نبھید نیدشٹا عاق کر دیا (ایتریا برہمن ۵ : ۱۴ اتیریا سنگھتا III ۱. ۵. ۱. ۴ ۔ ۶ ۔

۸ ۔ ان کی بیوی کا نام ایلیا ہے جس کے معنی تمام نسل انسانی کی ماں کے ہیں (شت پتھ اول پ ۱ ۱ : ۱۸ ۹)

غرض منوجی کے واقعات زندگی اور جناب نوحؑ کے حالات میں بہت حد تک یگانگت ہے ۔ سر دست اس پر روشنی ڈالنے کے لئے اسی قدر حوالجات کافی ہوں گے جناب نوح اور منو کے واقعات زندگی ان دونوں سے ہم رسول کریم کے متعلق پیشگوئیاں دکھاتے ہیں ۔

## بشارت نوح کا مصداق

توراۃ موسوی کی کتاب پیدائش باب ۹ آیت ۱۴ میں لکھا ہے ۔

”میں اپنی کمان بدلی میں رکھتا ہوں اور یہ ایک عہد کا نشان ہوگی میرے اور زمین کے درمیان اور ایسا ہوگا کہ جب میں زمین کے اوپر بادل لاؤں گا تو کمان بدلی میں نظر آئے گی اور میں اپنے عہد کو جو میرے اور تمہارے اور ہر جاندار کے درمیان ہے یاد کروں گا اور طوفان کا پانی پھر نہ ہوگا کہ سب جانداروں کو تباہ کرے اور کمان بادل میں ہوگی اور میں اس پر نگاہ کروں گا تاکہ اس ہمیشہ کے عہد کو جو خدا کے اور زمین کے سب جانداروں کے درمیان ہے یاد کروں (پیدائش ۹ : ۱۴)

## بائبل کا بیان تحقیقات جدید کی روشنی میں

اس سے پیشتر کہ ہم اس پیشگوئی پر بحث کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بائبل کے اس مقام پر

تھوڑی سی روشنی ڈال دی جائے حضرت موسےؑ سے بہت عرصہ پیشتر بلکہ حضرت نوحؑ کے اس فرضی زمانہ سے جو بائبل نے ہمیں بتایا ہے صدیوں پیشتر اس طوفان کا قصہ الواح بابل میں کندہ موجود تھا اس موجودہ زمانہ میں توراۃ موسوی اور ان الواح میں جو بابل کے کھنڈرات سے دستیاب ہوئی ہیں ایک حیرت انگیز مطابقت پائی گئی ہے اور اس نے یہودی اور مسیحی مذہب کے ماخذ کے متعلق مستشرقین میں ایک دلچسپ بحث پیدا کر دی ہے سائیکلوپیڈیا ببلیکا میں لکھا ہے

*The question as to the relation of the Babilonion to the Hebrew "Deluge story" can not be satisfactorily answered. If as we believe, the former had its origin in Babilonia and is fundementaly a myth winter and the sun God. The Hebrew story must have been borrowed from the Babilonion.*

طوفان نوحؑ کا قصہ گل گمیش کی مثنوی جو بابل کے خرابوں سے ملی ہے اس کی گیارھویں لوح کے پہلے چار کالموں میں کندہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دیوتا اور بالخصوص بعل دیوتا لوگوں کی بدیوں سے غضبناک ہوگئے اور انہوں نے ایک عالمگیر بربادی بخش طوفان بھیجنے کا تہیہ کر لیا۔ ان میں سے ایک آیے دیوتا (مچھ دیوتا نے) ایک برگزیدہ انسان کو اس طوفان سے بچانے کے لیے چن لیا پیغمبر پانوستی اس برگزیدہ انسان کا نام ہے (جس کے معنی ہیں شاخ زندگی) اس پیغمبر نے رویا میں دیوتا سے اطلاع پائی کہ اسے کشتی تیار کرنی چاہیے طوفان اپنے مقررہ وقت پر آیا اور ان کے سوا جو کشتی پر سوار تھے تمام لوگ اس میں غرق ہوگئے۔ بدلی میں اپنی کمان رکھنے یا قوس و قزح کو خدا کے عہد کا نشان قرار دینے کا کوئی ذکر مثنوی گل گمیش میں نہیں البتہ اس میں یہ ذکر ضرور ہے کہ ایک سیاہ بادل آسمان کی جڑ سے اٹھتا ہے اس میں رمان (طوفان کا دیوتا) گرجتا ہے رمان کا شور آسمان تک جا پہنچتا ہے اس نے برق کو تاریکی میں بدل دیا لمعات برق یہ طوفان کے دیوتا کے تیر ہیں جب طوفان ختم ہو جاتا ہے تو دیوتا اپنی ان کمان

رکھ دیتا ہے" یعنی جب بادلوں کی اور سورج کی جنگ ختم ہو جاتی ہے تو خدا اپنی کمان ہاتھ سے رکھ دیتا ہے جو بطور نشان صلح قوس قزح کے رنگ میں آسمان پر ظاہر ہوتی ہے۔

## طوفان کے تمام قصوں سے آئندہ کی پیشگوئی کے متعلق کیا معلوم ہوتا ہے!

ہندوؤں کی کتب اور بائبل دونوں کے قصہ طوفان کا ماخذ یہی بابلی قصہ ہے جو کسی قدر فسانے کے رنگ میں رنگین ہو گیا ہے

طوفان نوح اور ان کی کشتی کو جہاں ایک حقیقت سمجھا گیا ہے وہاں اسے استعارہ اور پیشگوئی بھی قرار دیا گیا۔ بابل۔ بائبل۔ پارسی۔ ہندو۔ امریکن قصہ طوفان میں آئندہ کی پیشگوئی کے متعلق اگر قدر مشترک نکالا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ کسی وقت پھر بدیوں کی کثرت ہو گی ایسی کثرت جو عالمگیر ہو گی یعنی دنیا کی کل قومیں ایک ہی زمانہ میں بگڑ جائیں گی۔

۲۔ بدی کے اس طوفان کے بالمقابل خداوند عالم کی طرف سے پانی کا کوئی طوفان نہ آئے گا کہ کل دنیا کو ان کی شرارت اور بدی کی سزا میں غرق کر دے۔

۳۔ بلکہ نوح اور ان کی ذریت سے عہد یہ ہے کہ وہ اپنی کمان بدلی میں رکھتا ہے۔ دوبارہ جب بدیوں کا طوفان عالمگیر ہو گا خدا کی کمان بدلی سے باہر ہو گی شریروں اور بدکاروں کو سزا تو بذریعہ کمان (جنگ) ملے گی۔ بائبل، وید، ژند اوستا اور مثنوی گل گمیش (بابل کی قدیم مذہبی کتاب) میں کمان اٹھانے کا محاورہ جنگ کے لئے تیاری کا مترادف ہے اور کمان رکھ دینے کا محاورہ جنگ ختم کر دینے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ خدا کی بدلی میں رہنے کے محاورہ کے لئے دیکھو احبار ۱۶: ۲ "موسیٰ کو خطاب کر کے (خداوند نے) فرمایا کہ اپنے بھائی ہارون کو یہ کہہ دے کہ ہر وقت پاکترین مکان میں پردے کے اندر کفارہ گاہ کے پاس جو صندوق ہے نہ آیا کرے تاکہ مر نہ جائے اس لئے کہ میں کفارہ گاہ پر بدلی میں دکھائی دوں گا" مطلب یہ کہ رحمت کے پردہ میں دکھائی دیتا ہے۔ پس اس پیشگوئی میں نہایت صفائی سے دو باتوں کا ذکر ہے۔

الف۔ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں لوگ جس طرح بدکاریوں میں مبتلا تھے اسی طرح بدکاری نوح کی ذریت میں پھر کسی وقت عالمگیر ہوگی۔

ب۔ جس طرح لوگوں کی بدکاری سے تنگ آکر اور ان کی اصلاح سے ناامید ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور نوحؑ نے اس قوم کی تباہی کی بددعا کی۔ طوفان موجزن ہوا اور اس نے سب کو غرق کر دیا اس عالمگیر فساد کے وقت کہ جس کی تفصیل کے لیے یہی کہہ دینا کافی ہے کہ ظہر الفساد فی البر والبحر خشکی اور تری عالم اور عامی صوفی اور دنیادار سب میں فساد پھیل گیا اس وقت ہاں اُس رحمت للعالمین کے زمانہ میں اللہ تعالےٰ کے عہد کا نشان یہ ہے کہ جنگ ہوگی مگر اس کی کمان رحمت کی بدلیوں سے باہر نہ ہوگی اس لئے کہ وہ رحمتُ للعالمین اپنے دشمنوں کے حق میں نوح کی طرح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا کی دعا نہ کرے گا بلکہ ان اللہ لا یعذبہم و انت فیہم یقیناً اللہ ان کو عذاب نہ دے گا اس حالت میں کہ تو اپنے دشمنوں میں رحمت کی دعائیں کر رہا ہے کے ماتحت وہ ان کے لئے رحمت اور مغفرت طلب کرے گا۔

## یہ پیشگوئی حضرت مسیح کے بعد کے زمانہ کے لئے ہے

یہ پیشگوئی ایک خاص زمانہ کے لئے ہے اس کے ثبوت کے لئے جناب مسیح کے الفاظ کافی شاہد ہیں جو اس امر پر بھی روشنی ڈالتے ہیں کہ جناب مسیح کے بعد یہ پیشگوئی پوری ہوگی "جیسا کہ نوح کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابن آدم کا آنا بھی ہوگا کیونکہ جس طرح ان دنوں میں طوفان کے آگے کھاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تھے اس دن تک کہ نوح کشتی پر چڑھا اور نہ جانتے تھے جب تک کہ طوفان آیا اور ان سب کو لے گیا اسی طرح ابن آدم کا آنا بھی ہوگا دو آدمی کھیت میں ہوں گے ایک پکڑا دوسرا چھوڑا جائے گا دو عورتیں چکی پیستیاں ہوں گی ایک پکڑی دوسری چھوڑی جائے گی" (متی ۲۴ : ۳۷)
مسیح کے ان الفاظ پر غور کیجیے کہ بدی اور غفلت کا طوفان عالمگیر ہوگا مگر سب پکڑے نہ جائیں گے حق کا دشمن ماخوذ ہوگا۔ مگر غیر جانب دار سے کوئی تعرض نہ ہوگا (حالانکہ طوفان نوح میں بچنے والے چند کس تھے) اور یہ واقعہ مسیح کے بعد ہوگا۔

## بدی کے طوفان سے بچانے والی کشتی

طوفان نوح کے اس عالمگیر تذکرہ میں دوسری مشترک چیز ایک کشتی ہے بدیوں کا طوفان عالمگیر ہوگا مگر سزا عالمگیر نہ ہوگی تو لوگوں کے بچاؤ کی کیا صورت ہوگی؟ کوئی گوپھر کی لکڑی کی کشتی (نوح کی کشتی) دنیا کی کل قوموں کو اس عالمگیر طوفان میں پناہ نہیں دے سکتی اس کا جواب ان دعاؤں میں موجود ہے جن میں مختلف مذاہب کے نبیوں نے آئندہ پناہ دینے والی اور ساحل نجات تک پہنچانے والی کشتی کا ذکر کیا ہے۔

## ویدوں میں موعود کشتی اور ان کے کشتیبان کے اوصاف کا ذکر

مضمون اپنی حد سے تجاوز کرتا جاتا ہے اس لئے ہم بائبل اور دیگر مذاہب کو چھوڑ کر صرف ویدوں سے اس موعودہ کشتی کی صفات اور کشتیبان کے اوصاف حوالۂ قلم کرتے ہیں۔

۱۔ "اے دیوتا جس کا منہ ہر طرف نظر آتا ہے (سب پر اس کی توجہ ہے کوئی قوم اس کے فیض سے محروم نہیں اور اس کی دعوت کسی خاص قوم سے مخصوص نہیں) ہمیں دشمنوں کے پار کشتی کی مانند اٹھا اس کی روشنی ہمارے گناہوں کو خشک کردے (رگ وید منڈل اسوکت ۹۹ منتر ۱)

۲۔ "اے اگنی (نور مجسم) ہمارے تمام مصائب میں ہمیں اٹھا اور رنج میں جیسے کشتی میں سمندر کے پار" (رگ وید منڈل اسوکت ۱۴۰ منتر ۱)

۳۔ "ہماری گاڑی کو ہمارے مکان کو اے اگنی (نور مجسم) ایک گھر یا کشتی عطا کر اور کشتی رانی مستقیم ہو" (رگ وید منڈل اسوکت ۷، ۹ منتر ۷)

۴۔ تو نجات دلانے والی کشتی کی مثل ہے (رگوید منڈل ۲ سوکت ۱۶ منتر ۷)

۵۔ تمام غموں اور خطرات سے اے پیدائش سے عالم ہمیں اٹھا جیسے دریا پار کرنے والی کشتی ہیں ہماری تعریفوں سے حمد کئے ہوئے جیسے اترے رشی نے تیری تعریف کی اے نور مجسم ہمارے تن بدن کا محافظ ہو (رگ وید منڈل ۵ سوکت ۴ منتر ۹

۶۔ داناؤں نے اسے کھینچا جیسے پانی میں سے کشتی۔ طوفان اس طرف مطیع ہو کر باب باب ہو گئے ہیں

(رگ وید منڈل ۵ سوکت ۵۴ منتر ۱۰)

۷ - گنہگاروں کی زنجیریں ہیں وے بہت سے پھندے رکھتے ہیں بدبخت انسان مشکل ان سے بچ سکے گا اے ورُن (خدا) اور متر (محبوب خدا) تمہاری شریعت کی راہ ہماری مصائب کو اُٹھا لے جیسے کشتی پانی کے اوپر" (رگ وید منڈل ۷ سوکت ۶۵ منتر ۳)

۸ - "ہاں وہ نجات دہندہ جو بکثرت پکارا گیا ہے اندر ہمیں ایک کشتی میں بحفاظت اُٹھائے تمام ہمارے دشمنوں کے پار (رگ وید منڈل ۸ سوکت ۱۶ منتر ۱۱)

۹ - "بس اس بے پایاں حفاظت کرنے والی مدد سے اے وسو ہمیں اُٹھا لو تمام تکالیف اور مصیبت دور کر اپنی کشتی میں سوار کرائے" (رگ وید منڈل ۸ سوکت ۱۸ منتر ۱۷)

۱۰ - "ہم کشتی پر سوار ہوں جو ہمیں بحفاظت اُٹھائے جس سے ہم تمام بدبختی سے پار ہو جائیں - (رگ وید ۸ سوکت ۴۲ منتر ۳)

۱۱ - "صداقت کی کشتیاں متقی کو پار لے جاتی ہیں" (رگ وید منڈل ۹ سوکت ۷۳ منتر ۱)

۱۲ - "جو قربانی کی کشتی پر نہیں چڑھ سکتے ہلاکت میں ڈوب جائیں خوف سے کانپتے ہوئے" رگ ۱۰/۴۴/۶

۱۳ - نہایت عمدہ چپوؤں سے آراستہ آسمانی کشتی جو اپنے اندر پانی نہیں آنے دیتی ہر نقص سے پاک اس پر ہم راحت کے لئے سوار ہوں گے" (رگ وید منڈل ۱۰ سوکت ۶۳ منتر ۱۰)

۱۴ - چونکہ ہم نے اندر کے لئے تحائف پیش کئے ہیں ہم اس کی طرف چڑھیں گویا اسلام کی کشتی پر دور دور تک پھیلے ہوئے وسیع جہانوں کی مانند ہم دونوں وقت سلامتی میں ہوں - اس کے آنے کے وقت اور جب وہ ہم سے رخصت ہو" (رگ وید منڈل ۱۰ سوکت ۱۷۸ منتر ۲)

## مندرجہ بالا منتروں پر ایک نظر

اس سے پیشتر کہ ہم اس نجات دہندہ کشتی کا صاف صاف نشان ویدوں سے بتا دیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا منتروں پر مجموعی حیثیت سے ایک نظر دوڑا لی جائے ان منتروں میں صاف صاف کشتی رفتار کشتی اور کشتیبان کی صفات کا تذکرہ ہے۔

۱ - کشتی۔ دکھوں مصیبتوں۔ گناہوں۔ غم اور خطرات سے بچانے والی کشتی ہے لکڑی کی کشتی نہیں

۲ - پار اُتارنے والی نجات دلانے والی ہر نقص اور عیب سے پاک کشتی جو اپنے اندر طوفان بد کا پانی گھسنے نہیں دیتی۔ نہایت عمدہ چپوؤں سے آراستہ۔ سلامتی۔ صداقت۔ شریعت اور یگانگی کی کشتی (نسل انسانی کو متحد کرنے والی) اور آسمانی کشتی ہے۔

۳ - کشتیبان عالمگیر فیضان والا (رحمۃ للعالمین) پیدائش سے عالم (دایہ فطرت کا شاگرد) دیوزاد (ملک سیرت) نجات دہندہ۔ اندرا (غالب و طاقتور) مگر اس کے ساتھ ہی متر (خدا اور مخلوق خدا کا محب) ہے کشتی کا بنانے والا ورن (خدا) اور لانے والا سب کا متر اور دوست ہے وہ بکثرت پکارا گیا ہے (تمام دنیا کے انبیاء کی دعائیں اس کے حق میں ہیں) اس کی آمد اور اس کا جانا دونوں نسل انسانی کی حفاظت کے ضامن ہیں وہ آیا تو گناہوں سے حفاظت کی کشتی ساتھ لایا وہ گیا تو بنی آدم کی سلامتی کا جہاز لوح محفوظ کا نوشتہ دے کر گیا۔

۴ - اس کی کشتی صراط مستقیم پر چلتی ہے جس کے سامنے گناہوں کے طوفان پایاب ہو جاتے ہیں دنیا جن گناہوں کی زنجیروں اور رسم و رواج کے پھندوں میں جکڑی ہوئی تھی اور بدبخت انسان بمشکل ان سے بچ سکتا مگر اس کشتیبان کی عجیب کشتی نے ان تمام مصائب سے انسان کو پار کر دیا۔

## تاریخ کا فتویٰ

اس خوبی اور آن کی کشتی اور اس شان اور ہمت کا کشتیبان دنیا نے اگر کبھی دیکھا اور اس عالمگیر طوفان بدی و بدکاری سے کسی مصلح کی زندگی میں اگر کوئی سارے کا سارا ملک نجات پا گیا تو صفحات تاریخ میں وہ ایک ہی انسان ہے جس کی نسبت دوست و دشمن سب نے یہ شہادت دی۔

*The most succesful of all the prophets and religious personalities.*

*Ency Brit*

*Subject Quran.*

## اس کشتی سے مراد وید یا ویدک دھرم نہیں

اس کشتی سے مراد ویدک دھرم یا وید نہیں اول تو تاریخ سے یہ امر ثابت نہیں کہ کسی زمانہ میں وید نے کسی قوم کی اس قدر بے نظیر اصلاح کی ہو دوم خود ویدوں اپنشدوں کے ایسے حوالجات موجود ہیں کہ ویدوں سے معرفت الٰہی حاصل نہیں ہوتی بلکہ اپنشدوں سے ہوتی ہے سوم خود وید کے اندر یہ عا موجود ہیں اور دعا غیر حاصل چیز کے لئے ہوتی ہے چہارم یہ کہ اس کے آنے اور رخصت ہونے کا وقت آئندہ بتایا گیا ہے۔

## اس کشتی کا کشتیبان آریہ نہیں ہو سکتا

مگر ان واضح اور مبین دلائل کے علاوہ ہم اور بھی صفائی سے بتانا چاہتے ہیں کہ اس کا کشتیبان آریہ نہیں (رگ وید منڈل ۹ سوکت ۳۷ منتر ۱) میں آتا ہے۔

"اس اسر نے تین بلندیوں کو قابو کرنے کے لئے صداقت کی کشتی بنائی ہے جو اعمال صالحہ کرنے والے کو پار لگاتی ہے۔"

آریہ اور اسُر یہ ایک دوسرے کے بالمقابل دو قومیں ہیں اس کشتی کے بنانے والا آریہ نہیں بلکہ اسُر ہے۔ سوامی دیانند جی مہاراج اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں آریہ ورت کے علاوہ مشرقی شمال مشرقی۔ شمالی۔ شمال مغربی اور مغربی ملکوں میں رہنے والوں کا نام دسیو اور ملیچھ نیز اسُر ہے جب وید نے دو ٹوک فیصلہ کر دیا کہ وہ کشتی ویدک دھرم نہیں بلکہ وہ غیر آریہ شخص کی کشتی ہے تو کسی کا کیا حق کہ وہ ویدک دھرم کو یا وید کو وہ کشتی قرار دے۔

## وید سے اتمام حجت

وید سے آخری بات جو اس کشتی کے متعلق ہم بتانا چاہتے ہیں اور بطور اتمام حجت اسے پیش کرتے ہیں وہ اس منتر میں ہے۔

"اے آفتاب تو لوگوں کی فلاح کے لئے سو چپوؤں والی کشتی پر چڑھا ہے وہ کشتی تو مجھے پار لے گیا ہے ویسے ہی مجھے رات کے پار پہنچا اے آفتاب تو لوگوں کی فلاح کے لئے سو چپوؤں والی کشتی پر

چڑھا ہے رات سے مجھے تو پار لے گیا ہے ویسے ہی مجھے دن کے پار پہنچا اتھرووید کانڈ ۱۷ سوکت ۱ منتر ۲۵ ۲۶

## سو چپو والی کشتی سے مراد قرآن کریم ہے

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کتب مقدسہ میں آفتاب اور قرآن شریف میں سراجاً منیرا (روشن سورج) کہا گیا ہے اس منتر میں سراجاً منیراً خدا ہے کشتی سو چپوؤں والی ہے ہر شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف کی سو سے کچھ اوپر یا ۱۱۴ سورتیں ہیں قاعدہ یہی ہے کہ سو کے اوپر کی اکائیوں کو چھوڑ دیا جاتا کرتا ہے اور رگ وید میں شت (صد) کا لفظ عدد معین نہیں بلکہ کم و بیش سو کے لئے استعمال ہو جاتا ہے۔ یہ اس کشتی کی ایک صفت ہے جو کسی اور کتاب پر صادق نہیں آسکتی رگ وید کے منڈل دس ہیں کل سوکت ۱۰۲۸ ہیں اتھرووید کے کانڈ ۲۰ ہیں سوکت ۷۵۹ یجروید کے ادھیار ۴۰ ہیں منتر ۱۹۷۵ یا ۱۴۰۰ باختلاف آرا ہیں سام وید کے متعلق کوئی شمار متفقہ نہیں منتروں کی تعداد ۱۸۲۴ سے لے کر ۶ منتر تک باختلاف آرا ہے پس ۱۰۰ چپوؤں والی کشتی جو نجات اور فلاح دلانے والی ہے وہ قرآن شریف ہے دن کے پار اور رات کے پار لے جانے کا مطلب بدی سے بچانا اور نیکی کی راہ پر لے جانا ہے یہ دونوں قسم کی آیات قرآن شریف میں ہی نہایت وضاحت سے مذکور ہیں اور پھر کشتیبان بھی آریہ نہیں بلکہ اُمّی ہے جو بسب تشریح سوامی دیانند آریہ ورت کے مغربی ملک کے رہنے والے کا نام ہے

## بشارت نوح کا اقتضاء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب نوحؑ کی طرح پیشتر سے اپنی قوم کو بتلا دیا کہ میرا اور تمہارا معاملہ نوحؑ اور اُن کی قوم کے ساتھ مماثلت رکھتا ہے جس طرح قوم نوح غرق ہوئی نوحؑ اور مومنین کو بچا لیا گیا اسی طرح یہاں بھی ہوگا۔ بدکار غرق ہوں گے مگر کثیر حصہ کفار کو توبہ اور رجوع کا موقع دیا جائے گا یہ حسب بشارت پیدائش باب ۹ آیت ۱۴ جنگ کے بادل فضا میں چھا گئے مسلمانوں اور کفار میں رعد و برق کے خوب مظاہرے ہوئے مگر خدا کی کمان بدلی سے باہر نہیں ہوئی بلکہ رحمت کی بدلیوں کے اندر ہمیشہ نظر آئی مسیح کی پیشگوئی کے مطابق اگر بدکار پکڑے گئے اور مارے گئے تو کثرت سے مومنین اور رجوع کرنے والوں کی جان بخشی بھی کی گئی۔ ویدوں کی تصریحات کے بموجب عالمگیر فیضان والا۔ دایۂ فطرت کا شاگرد۔ غالب قوی اور مخلوقِ خدا کا سچا محب۔ دکھوں مصیبتوں۔ گناہوں اور غم و خطرات سے بچانے والی کشتی لایا جو ۱۱۴ چپوؤں (سورتوں) سے آراستہ تھی کشتی بان آریہ ورت کا باشندہ نہ تھا بلکہ ہندوستان کے شمال مغربی ملک کا باشندہ تھا۔ ان کتب مقدسہ کے اندر آنحضرتؐ کی صداقت کے بینات کس قدر واضح طور پر مسطور ہیں ان کتابوں کے مطالعہ کرنے والوں پر یہ امر ظاہر ہے۔

# اقوام عالم کے باپ حضرت ابراہیمؑ کی بشارت

ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا اُمۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیاتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم (۲: ۱۲۸ و ۱۲۹)

اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنے مسلمان بنا اور ہماری اولاد میں سے ایک اُمت اپنی مسلمہ بنائیو اور ہمیں ہمارے حج کے اعمال بتا اور ہم پر رجوع برحمت ہو یقیناً تو توجہ فرمانے والا رحیم ہے اے ہمارے رب ان میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث کر جو ان پر تیری آیات پڑھے ان کو کتاب اور اس کا فلسفہ سکھائے اور انہیں پاک کرے یقیناً تو غالب حکمت والا ہے۔"

حضرت نوحؑ کے بعد اقوام عالم کے مشترکہ باپ حضرت ابراہیمؑ ہیں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہندوؤں میں برہماجی جو ابوالبشر کہلاتے ہیں وہ حضرت ابراہیمؑ ہی ہیں اور برہمن ان کی خاص اولاد کا نام ہے جو آریہ قوم کی سردار یا مکھ کہلاتی ہے ۱۔ منڈک اُپنشد جو ایک اُپنشد ہے اس میں لکھا ہے۔ برہما دیوتاؤں میں سب سے پہلے ہوا اس نے برہم ودیا (صحیفہ الٰہی) جو سب علموں کی بنیاد ہے اپنے بڑے لڑکے اتھروا کو سکھائی (منڈک اُپنشد ۱:۱) یہ برہم ودیا اسی اُپنشد کی بنا پر چاروں ویدوں کے علاوہ کوئی صحیفہ ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ تعلیم دو قسم کی ہے اعلے اور ادنے۔ اعلے وہ ہے جس سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے اور ادنے رگوید یجروید سام وید اور اتھروید کی تعلیم ہے۔ ۲۔ برہم ودیا اتھروید کا دوسرا نام ہے حضرت ابراہیم کے دو بیٹے حضرت اسمٰعیل اور اسحاق مشہور ہیں گوپتھ برہمن سے معلوم ہوتا ہے کہ اتھروا اور انگرس دو بھائی تھے جن میں سے اتھروا بڑا اور انگرس چھوٹا ہے بڑے بھائی کا وید اتھروید کہلاتا ہے اور چھوٹے بھائی کا انگرس وید کہلاتا ہے۔ جو اتھروید کا آخری نصف حصہ ہے ۳۔ اور اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ سب سے پہلے برہماجی تھا

اس نے یہ تمنا کی کہ میں اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار ہونے پر بھی تنہا اور بے اولاد ہوں کیا اچھا ہو کہ میں اپنی مثل اپنی صفات کا دوسرا دیو (روشن پیغمبر) پیدا کروں اس نے سخت محنت شاقہ سے ریاضت کی (گوپتھ برہمن ۱:۱) بائبل کتاب پیدائش ۱۵:۱ تا ۴. گوپتھ برہمن میں اس کے بعد افسانہ کے رنگ میں لکھا ہے کہ ان کے ہاں میٹھے اور کھاری دو دو الگ الگ پانیوں سے اتھروا اور انگرس دو بیٹے پیدا ہوئے میٹھے پانی سے اتھروا اور کھارے پانی سے انگرس اتھروا بڑا تھا اور انگرس چھوٹا (اسماعیل بڑا اور اسحاق چھوٹا. ایک میٹھی شیریں اور حلیم ماں ہاجرہ کا بیٹا اور دوسرا غصیلی کھاری ماں کا بیٹا اسحاق (ہاجرہ کا نام پاروتی اور سارہ کا ہندو کتب میں سرسوتی نام ہے) مگر اتھروا کے متعلق لکھا ہے کہ وہ شکل و صورت اور سیرت میں برہما کی مثل تھا درحقیقت گوپتھ برہمن کے اس قصہ میں بھی ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ کہ دونوں بیٹے دو قوموں بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل کے قائم مقام ہیں بائبل میں کئی جگہ کھاری اور میٹھے سمندر کی تمثیل آئی ہے کھاری سمندر بنی اسرائیل ہیں جن کی قربانیوں، بچہ کی پیدائش وغیرہ کی رسوم میں نہایت سختی سے نمک کے استعمال کا ذکر ہے احبار ۲:۱۳ اخرقیل ۱۶:۴ وغیرہ

کلام میں شیرینی کی بجائے نمکینی پر زور ہے قلسیوں کے خط میں پولوس کہتا ہے "چاہیئے کہ تمہارا کلام ہمیشہ پر عظمت اور نمکین ہو جناب مسیح فرماتے ہیں تم زمین کے نمک ہو متی ۵:۱۳۔

مگر کلام کی یہ نمکینی اس کی خوشگواری کی وجہ سے نہیں بلکہ عبرانیوں کے خط میں پولوس خود ہی بتاتا ہے "خدا کا کلام زندہ اور تاثیر کرنے والا ہے اور ہر ایک دودھاری تلوار سے تیز تر ہے جان اور روح اور بند بند اور گودے گودے کو جدا کر کے گزر جاتا ہے عبرانیوں ۴:۱۲۔

پولوس کا اشارہ غالباً اس کلام کی طرف ہے جو جناب مسیح نے یہودی علما فقیہوں اور فریسیوں سے کیا جو ان کے دماغ کو یقیناً پاش پاش کر گیا ہوگا۔

کتاب شمار ۱۸:۱۹ میں لکھا ہے "یہ نمک کا عہد خدا کے حضور ہمیشہ کے لئے ہے" تواریخ دوم ۱۳:۵ میں ارشاد ہے "کیا تمہیں نہ جاننا چاہیئے کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے اسرائیل کی سلطنت داؤد کو اسی کو اور اس کے بیٹوں کو نمک کا عہد کر کے ہمیشہ کے لئے دی ہے"

بائبل کے ان بیانات میں آپ نے پڑھا کہ کھاری اور نمکین سمندر کونسا ہے وہ ابراہیم کے چھوٹے بیٹے اسحاق یا برہما کے پسر خورد انگرس کی اولاد ہے آیئے اب آپ کو بتائیں کہ ہاجرہ خود اور ہاجرہ کی اولاد یا اتھروا خود اور اتھرو کی اولاد شیریں شہد اور میٹھا سمندر ہے وھو الذی مرج البحرین ھذا عذب فرات وھذا ملح اجاج وجعل بینھما برزخا وحجرا محجورا (۵۳:۱۹) اور اللہ وہی ہے جس نے دو سمندر چلا رکھے ہیں یہ میٹھا ہے بہت میٹھا اور وہ کھاری ہے سینہ جلانے والا ان دونوں کے درمیان ایک برزخ ہے اور روکنے والی روک ہے بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل دو میٹھے اور کھاری سمندر ہیں (المومن حلو) مومن شیریں ہوتا ہے (حدیث) اور ان کے ملنے میں صدیوں سے ایک روک ہے مگر اب مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان یہ بہتے ہوئے دو سمندر ملا دیئے جائیں گے ان دونوں کے درمیان ایک برزخ ہے جس سے ایک دوسرے پر بغاوت نہیں کر سکتے ۵۵:۲۱ قرآن

یہ شرقی اور غربی آرین اور سامی یا اسرائیلی اور اسماعیلی دو کھارے اور میٹھے سمندر ہیں جو اقوام عالم کے باپ برہماجی یا حضرت ابراہیم سے پیدا ہوئے ہیں ابراہیم کی اولاد میں ہی اس پیشگوئی کا مشر عظیم الشان نبی اس خاکنائے (اوٹ) کو کاٹ کر دونوں سمندروں کو ملا دے گا جناب ابراہیم کی نسل کے کل انبیا کی تصدیق کرے گا بنی اسرائیل نے صرف اپنے انبیا کی تصدیق کی آریوں نے صرف اپنے رشیوں کو تسلیم کیا اور دنیا کے باقی انبیاء کو جھوٹے اور مکار کہا لیکن وہ موعود برہما اور دعائے ابراہیم آتا ہے جو ابراہیم کے گھرانے کی ان تمام بکھری ہوئی قوموں کو ایک جا جمع کرے گا مسیح اس لئے آیا کہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرے لیکن محمدؐ اس لئے آیا کہ تمام دنیا کی گم شدہ قوموں کو یک جا جمع کرے اس لئے کہ جناب ابراہیم کو اللہ تعالے نے فرمایا تھا

وی اِی عیسخا لغوءِ گادل وی ابارکیخا وا گدّ لہ شمیخ وھیہ براکہ وابارکہ مبارکیخ و میقللیا اُرُو ونِبرکو بیخ کل مشفحوت ادمہ (پیدائش ۱۲: ۲)

اور تجھے بڑی قوم بناؤں گا اور تجھے مبارک کروں گا اور تیرا نام بڑا کروں گا اور تو ایک برکت ہوگا اور ان کو برکت دوں گا جو تجھے برکت دیتے ہیں اور تجھے خفیف کرنے والوں کو لعنتی کروں گا

اور برکت پائیں گے تجھ سے اس زمین کے سب گھرانے۔

جناب ابراہیم کی اس پیشگوئی کی چار شقیں ہیں ان چاروں کا مجموعی ماحصل یہ ہے کہ آپ کی اولاد میں سے ایک عظیم الشان اُمت یا قوم ہوگی جو آپ کی برکت کی وارث ہوگی اس اُمت کی پہچان یہ ہے کہ وہ آپ کو دعائے برکت دے گی اور دنیا کی کل قومیں اس اُمت کے ذریعہ تجھ سے برکت پائیں گی بائبل کی اس عبارت میں جس طرح آنے والے موعود کو ابراہیم کا خطاب دیا گیا ہے اسی طرح بھوشیہ پران کے رشی نے بتایا تھا (ایونیہ سہ ورومتہ پرایتوان) "اس مجاہد نے مجھ سے برہما کا خطاب حاصل کر لیا ہے" جس طرح پران کی اس پیشگوئی میں آپ کے معلم روحانی گناہوں سے پاک اور پاک کرنے والا ہونے کا ذکر ہے یہاں بھی اس کی پاکیزگی اور کل قوموں کے لئے برکت یا روحانی معلم ہونے کا ذکر ہے بھوشیہ پران کی پیشگوئی میں آپ کے پاربتی کے خاوند کہا ہے ہاجرہ (عبرانی ہاغار) کے معنی اور عربی میں ہجرت کرنے والی کے ہیں لیکن اگر اسے حاجرہ لکھا جائے تو اس کے معنوں میں پاروتی یا پہاڑی عورت ہونے کی غلطی ہو سکتی ہے (اس لحاظ سے کہ وہ دکھوں اور مصیبتوں کے برداشت کرنے میں ایک مضبوط چٹان تھی جس پر اس کی زندگی خود ہی کافی گواہ ہے) چنانچہ پولوس نامہ گلاتیون ۴: ۲۵ میں کہتا ہے "ہاجرہ عرب کا کوہ سینا ہے اس میں ہاجرہ کو پہاڑ سے تشبیہ دی گئی ہے دیکھو بھوشیہ پران کی پیشگوئی صفحہ ۱۲۸ حضرت زرتشت کے (دساتیر کی پیشگوئی صہ ۳۳) نے فرمایا تھا مسلمان ہما باد (حضرت ابراہیم) کا بیت اللہ بتوں سے خالی کر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے پس آریہ، پارسی، یہود اور عیسائی ان تمام قوموں کی مجموعی شہادت سے ثابت ہے کہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے۔

## کل دنیا کا ایک معلم روحانی

جناب ابراہیم کی پیشگوئی میں یہ الفاظ خصوصیت سے قابل لحاظ ہیں کہ "جو تجھے برکت دیتے ہیں ان کو برکت دوں گا۔"

دنیا میں صرف اُمت مسلمہ ہی ایک قوم ہے جو اپنی شبانہ روز پانچ وقت کی نمازوں میں اور روزانہ وظائف میں درود شریف پڑھتی اور حضرت ابراہیم کے لئے دعائے برکت بھیجتی ہے اور دنیا

کا کوئی لمحہ چوبیس گھنٹوں میں ایسا نہیں گزرتا کہ جس میں کسی نہ کسی ملک کے مسلمان حضرت ابراہیمؑ پر درود و بعث نہ پڑھ رہے ہوں اسی برکت کے ساتھ وہ اپنے لئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی دعائے برکت پڑھتی ہے چونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب ابراہیمؑ پر درود پڑھنے کی تاکید فرمائی اس لئے هل جزاء الاحسان الا الاحسان کے طور پر حضرت داؤدؑ نے آپ کے حق میں فرمایا۔

"اس کے (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے) حق میں سدا دعا ہوگی اور ہر روز اس کی مبارکباد کہی جائے گی"۔

(زبور ۷۲ : ۱۵)

یہود و نصاریٰ کے ہاں کوئی روزانہ دعا حضرت ابراہیمؑ کی دعائے برکت کے مضمون پر مشتمل نہیں مانگی جاتی پس اس برکت دینے والی اور مبارک قوم سے مراد صرف مسلمان ہیں۔

پیشگوئی کا دوسرا حصہ کہ دنیا کے سب گھرانے تجھ سے برکت پائیں گے یہ بھی امت مسلمہ سے خاص ہے مذہب یہود میں تو تبلیغ مذہب سرے سے ممنوع ہے اور انجیل میں جناب مسیح فرماتے ہیں۔

"میں صرف اسرائیل کے گھرانے کی گم شدہ بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں" (متی ۱۵-۲۴)

انبیاء عالم میں سے صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی ایک ایسے نبی ہیں جو دنیا کے تمام گھرانوں کے لئے برکت لائے چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

وقل للذین اوتوا الکتٰب والامیین ءاسلمتم فان اسلموا فقد اھتدوا وان تولوا فانما علیک البلاغ

(۳ : ۱۹) ان لوگوں کو جنہیں کتاب دی گئی ہے اور اُمیوں کو بھی (جن کے پاس کوئی کتاب نہیں) کہہ دو کیا تم اسلام قبول کرتے ہو؟ پھر اگر وہ فرمانبردار ہو جائیں۔ تو یقیناً انہوں نے ہدایت پائی اور اگر پھر جائیں تو تجھ پر تو تبلیغ ہی فرض ہے اور اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔" دنیا میں دو ہی قسم کی قومیں ہیں ایک اہل کتاب اور دوسرے اُمی جن کے پاس کوئی کتاب نہیں محمد رسول اللہ ان سب کی طرف مبعوث ہوئے اور برکت لائے۔

پھر دوسری جگہ فرمایا قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ۷ : ۱۵۸

"کہو اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں"

# حُسنِ یُوسف میں نُورِ محمّدی

لقد کان فی یوسف واخوتہٖ ایاتٌ للسائلین ۔ بیشک یوسف اور اس کے بھائیوں میں تحقیق کرنے والوں کے لئے (محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے) نشانات ہیں
حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بستر وصال پر ۱۲ بیٹوں کو طلب کیا اور ہر ایک کو اس کی عادت اور خصلت کے مطابق دعاوی فرمایا

۱ ۔ "یہوواہ سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا اور نہ امراس کے پاؤں سے جاتا رہے گا جب تک شیلوہ نہ آجائے اور قومیں اس کے پاس اکٹھی ہوں گی"

پیدائش باب ۴۹ آیت ۱۰

۲ ۔ یوسف ایک پھلدار پودہ ہے ہاں وہ پھلدار پودہ جولب جو لگا ہو جس کی شاخیں دیوار پر چڑھ جاتی ہیں تیرانداز چھیڑتے مارتے اور ستاتے تھے لیکن اس کی کمان زور میں پائیدار رہی اور اس کے ہاتھوں کے بازوؤں نے یعقوب کے خدا ئے قادر کے ہاتھوں سے قوت پائی

پیدائش باب ۴۹ آیت ۲۲

۳ ۔ اور اس نے یوسف کے لئے برکت چاہی اور کہا کہ خدا جس کے سامنے میرے باپ ابراہیم اور اسحاق چلے اور وہ خدا جس نے آج کے دن تک میری پاسبانی کی اور وہ فرشتہ جس نے مجھے ساری بلاؤں سے بچایا ان جوانوں (یوسف کے بیٹوں) کو برکت دیوے اور جو میرا نام ہے اور میرے باپ دادوں ابراہام اور اسحاق کا نام ہے سو ان کا رکھا جاوے۔

کتاب پیدائش باب ۴۸ آیت ۱۵

جناب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی وفات کے وقت فرمایا:۔

"اور یوسف[1] کے حق میں کہا کہ اس کی سرزمین خداوند کے حضور متبرک ہو آسمان کے تحفہ جات سے

---

[1] حضرت موسیٰ کی یہاں یوسف سے مراد اولاد یوسف یا قبیلہ یوسف ہے جو بائبل کی اصطلاح کے مطابق یوسف کا گھرانا کہلاتا ہے کیونکہ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں [illegible]

شبنم سے اور گہراؤ سے جو نیچے پڑا ہے آفتاب ماہتاب کے تحفہ جات پہاڑوں کی قیمتی چیزوں اور ابدی ٹیلوں کے تحفہ جات ...... اور اس کے فضل سے جو درخت میں رہتا تھا برکت یوسف کے سر پر اور اس کی چاندی پر جو اپنے بھائیوں سے جدا کیا گیا تھا نازل ہو اس کی شان ایسی ہے جیسے اس کے بیل کے پلوٹھے کی اور اس کے دو سینگ گینڈے جیسے سینگ انہیں سے وہ قوموں کو ایک ساتھ زمین کی انتہا تک ریلے گا۔" (کتاب استثنا، باب ۳۳۔ آیت ۱۳ تا ۱۷)

تواریخ اول میں جو عزرا نبی سے منسوب ہے اور بائیبل میں شامل ہے لکھا ہے۔

"اور بنی روبن اسرائیل کے پلوٹھے کے کہ وہ تو اس کا بڑا بیٹا تھا لیکن اس لئے کہ اس نے اپنے باپ کے بچھونے کو ناپاک کیا تھا اس کے پلوٹھے ہونے کا حق یوسف بنی اسرائیل کے بیٹوں کو دیا گیا اور نسب نامہ کا ثبوت پلوٹھے ہونے پر موقوف نہیں کہ یہوداہ البتہ اپنے بھائیوں سے زور آور ہو گیا ... لیکن پلوٹھے ہونے کا حق یوسف کا ٹھہرا۔ (تواریخ اول باب ۵ آیت ۱ تا ۳)

عہد نامہ جدید میں عبرانیوں کے خط میں پولوس لکھتا ہے۔

"ایمان سے یعقوب نے مرتے وقت یوسف کے دونوں بیٹوں کو دعا دی۔"

(نامہ عبرانیوں باب ۱۱ آیت ۲۱)

اسرائیل کے بیٹوں کی اپنے بھائی یوسف کے ساتھ دشمنی اور حسد بلا وجہ نہ تھی حضرت یعقوب حضرت موسیٰ اور جناب عزرا علیہم السلام کی مندرجہ بالا تصریحات اور بشارات سے یہ ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی برکات نبوت کا وارث یوسف اور اولاد یوسف کو قرار دیا گیا۔ باپ کے پلوٹھے یعنی تنومند اور طاقتور بیٹے منہ دیکھتے رہ گئے اور اسرائیلی گھرانے کی برکت کا حقدار ایک نازک اور کمزور شخص ٹھہرا دیا گیا بڑے بھائیوں کی مصیبت کا خاتمہ یہیں تک نہ تھا بلکہ ان کی اولاد ابدالآباد تک ہمیشہ ہمیشہ کے لئے برکات نبوۃ سے محروم کر دی گئی اور قوم اسرائیل کا آخری نجات دہندہ شیلا یا شلوم اولاد یوسف کا ایک روشن چراغ سمجھا گیا۔ یہودا کو بیشک حکومت ملی لیکن یہ حکومت کا عصا بھی بالآخر اولاد یوسف کے عصائے نبوت میں ضم ہو جانے والا تھا

(دیکھو حزقیل نبی کی کتاب باب ۳۷- آیت ۱۶ تا ۱۹)

یوسف کے بھائیوں کی محرومی ابدالآباد کی محرومی تھی اور یوسف اپنے نام کام اور اپنے انجام کے لحاظ سے بھائیوں پر سبقت لے گیا[۱] اور اسرائیلی گھرانے کی کل قوموں کی گلہ بانی بالآخر یوسف یا شیلوم کے عصا کے ساتھ مقدر ہوئی۔

لفظ شیلو یا شیلوم سے کیا مراد ہے

جناب یعقوب کی مندرجہ بالا پیشگوئی میں یہ بالصراحت موجود ہے کہ بنی اسرائیل میں حکومت یہوواہ کے عصا کے ساتھ ہوگی جو بالآخر شیلوم کے قبضہ میں چلا جائے گا۔

اس پیشگوئی کا لفظ شیلوہ قابل غور ہے تورات کے مختلف نسخوں میں کہیں یہ لفظ شیلوہ ہے کسی جگہ شلوہ بعض میں شلیم شلوا اور شیلوہ ہے جس طرح اس لفظ کی قرأت میں اختلاف ہے معانی میں بھی اختلاف ہے بالعموم اس کے معنی صلح کرانے والا، سلامتی کا شہزادہ وغیرہ کئے گئے اور آیت نمبر ۱۰ کتاب پیدائش باب ۴۹ (جس میں یہ لفظ پایا گیا ہے) کا ترجمہ ترمیم شدہ نسخہ کے لحاظ سے یہ ہے۔

"حکومت کا عصا یہوداہ سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ شیلوہ آجائے جو لوگوں کی اطاعت کا حقدار ہے"

کلیسا کے مستند نسخہ توراۃ کے لحاظ سے اس کا ترجمہ یوں ہے۔

"یہوداہ سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا اور نہ قانون اس کے پاؤں تلے سے جاتا رہے گا یہاں تک کہ شیلوہ آجائے"۔

نسخہ مسوراتی کی قرأت کے لحاظ سے یہ ہے۔

"عصا یہوداہ سے جدا نہ ہوگا اور نہ اس کا وکیل اس کے قدم سے یہاں تک کہ وہ آجائے جو حکومت کا مستحق ہے لوگ اسی کے انتظار میں ہیں۔

ایک اور نسخہ میں اس کے آخری جملہ کا ترجمہ یہ ہے۔

(جو) سلطنت کا مالک ہے اور اس کے لئے لوگ چشم براہ ہیں"۔

جناب یعقوب علیہ السلام کی اس پیشگوئی کی بناء پر بنی اسرائیل کے کل گروہوں کو ایک جھنڈے

[۱] عبرانی زبان میں یوسف کے معنی ہیں سبقت لے گیا، بڑھ گیا۔ حزن اور یاس دور کر دیا گیا۔

کے نیچے جمع کرنے والا شیلوہ آنے والا ہے یہوہ کا خیال اس پیشگوئی کی بنا پر یہ تھا کہ وہ اولاد یوسف میں سے ہوگا لفظ شیلوم کا صحیح مفہوم بتانے کے متعلق عبرانی لغت اور بائبل دونوں مضطرب ہیں دیکھو عبرانی لغت جیسینس اور پروفیسر براؤن کی ہیبرو لیکسیکن۔

بائبل میں جناب یوسف کا قصہ یہوہ کے جوشک اور ایلوہشک گروہوں کے اختلافات کا مجموعہ ہے اس لئے وہ ہماری اس لفظ کے متعلق کوئی رہنمائی نہیں کرتا (سائیکلو پیڈیا ببلیکا مؤلفہ جینی زیر عنوان شیلوہ)

آیت زیر بحث کی مختلف قرأتوں کے ترجمہ سے ظاہر ہے کہ یہوداس شیلوہ کی آمد کے نہایت بے تابی سے منتظر تھے اور وہ اس وقت تک یوسف کی اولاد میں سے اس کے مبعوث ہونے کے امیدوار تھے جب تک یوسف کے دونوں بیٹوں افرائیم اور منسی کی اولاد یا قبائل سماریہ والوں کے ساتھ مل کر مشرکین میں نہیں مل گئے قرآن کریم کی اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے۔

ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینٰت فما زلتم فی شکٍ مما جاءکم بہٖ حتی اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہٖ رسولاؕ کذٰلک یضل اللہ من ھو مسرفٌ مرتاب (۴۰-۳۴)

"اس سے قبل تمہارے پاس یوسف بینات لے کر آیا مگر تم ان میں شک کرتے رہے جب وہ (قبیلہ یوسف) ہلاک ہوگیا تم نے کہا اب اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجے گا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے گمراہ قرار دیتا ہے ان لوگوں کو جو حد سے بڑھ جاتے ہیں"

حضرت یعقوبؑ اور حضرت موسیٰؑ نے یوسف سے یوسفؑ کی شخصیت صرف مراد نہیں لی بلکہ قبیلہ یوسف، یا افرائیم اور منسی کی اولاد مراد لی ہے لیکن ان قبائل کے گمراہ ہوجانے کے بعد بنی اسرائیل اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق کہ شیلوم اولاد یوسف میں سے ہوگا مایوس ہوگئے اگرچہ بعض افراد علماء بنی اسرائیل نے ایک عرصہ دراز کے بعد اس پیشگوئی کو حضرت سلیمانؑ پر چسپاں کرنے کی کوشش کی مگر غالب حصہ علماء کا منکر رہا کیونکہ حضرت سلیمانؑ اولاد یوسف میں سے نہ تھے بلکہ وہ یہوداہ کی اولاد میں سے تھے اور ان کو یہوداہ کا عصا سلطنت ورثہ میں مل چکا تھا مگر "راخل (والدہ یوسف اور بنیمین) اپنی بچی رامہ میں برابر رو رہی ہے اور اپنے بیٹوں کی بابت تسلی نہیں پاتی کیونکہ وے نہیں ہیں" یرمیاہ باب ۳۱ آیت ۱۵

راخل کارونا حضرت یرمیاہ کے وقت میں بھی موجود ہے اگرچہ اس کو مرے ہوئے ڈیڑھ ہزار برس گزر چکا ہے اس پیشگوئی کے متعلق یہود کی تمنائیں اور آرزوئیں رحبعام بن سلیمان کے وقت خاک میں مل گئیں کیونکہ یہوداہ اور بنیامین کے فرقوں کے سوا باقی تمام بنی اسرائیل کے اسباط رحبعام سے باغی ہو کر مشرکین میں جا ملے (کتاب سلاطین اور تواریخ) کیا حضرت یعقوبؑ اور حضرت موسیٰ کی تمام دعائیں اور برکات جو وہ یوسف کی اولاد کے بارہ میں دے چکے تھے باطل ہو گئیں کتاب کا باطل ہونا ناممکن ہے "یوسف بلاشبہ ایک پھلدار پودا ہے جو لب جو لگا ہے" وہ یقیناً پھل دے گا یہود کی تمنائیں پوری ہوں یا نہ ہوں لیکن "شیلوم" ضرور آئے گا اور دنیا کی قومیں اس کے جھنڈے تلے جمع ہوں گی یہوداہ کا عصا سلطنت "شیلوم" کے عصا میں ضم ہو جائیگا یعنی وہ حکومت اور نبوۃ دونوں کا وارث ہو گا۔

## حضرت مسیح کا جعلی نسب نامہ

حضرت یوسف علیہ السلام کے گھرانے کی ہلاکت کے بعد یہود مایوس ہیں مگر کتاب کی بیّنات کو مٹایا نہیں جا سکتا اس لئے ہر نبی جو بعد میں آئے اس پر دھوکا ہو سکتا ہے کہ شاید "شیلوم موعود" وہی ہو مسیحی علماء پیشگوئی کی اس پیچیدگی سے ناواقف نہ تھے انہیں خوب معلوم تھا کہ کتاب کی تصریحات اولاد یوسف میں سے موعود کے آنے کی مصدق ہیں مگر قبیلہ یوسف ہلاک ہو چکا یہوداہ کا قبیلہ موجود ہے مگر وہ صرف عصا یہوداہ کا وارث ہے "تاہم قبیلہ یوسف کی ہلاکت کے بعد یہود کی نگاہ قبیلہ یہوداہ پر مجبوراً لوٹ آنی چاہئے "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" مایوس اور محزون یہود کے لئے بساط شطرنج پر یہ چال کھیلی گئی کہ مسیح کا ایک جعلی نسب نامہ تجویز کیا گیا جس میں ایک طرف تو مسیح کو اولاد یہوداہ میں سے دکھایا گیا۔ دوسری طرف اس کے باپ کا نام یوسف بنا دیا گیا یسوعی شجرہ نویسوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لئے یوسف کا باپ یعقوب تجویز کر دیا یہود کو اب کیا عذر ہو سکتا ہے مسیح ابن یوسف پسر یعقوب بھی ہے اور یہوداہ پسر یعقوبؑ کی اولاد میں سے بھی ہے یہود کے دونوں گروہوں کی تسلی کا علاج کر دیا گیا ایک گروہ کی تسلی یوں کی کہ آنے والا موعود یہوداہ کی اولاد میں سے

پس اس پر ایمان لاؤ دوسرے گروہ اور علمائے کتاب کو یہ کہا گیا وہ ابن یوسف ہے اسے تسلیم کر لو۔
مریم صدیقہ کا خاوند معلوم نہ ہونے کے باوجود جناب مسیح ابن یوسف پسر یعقوب ہیں۔ مسیح روح کے اعتبار سے روح اللہ تھا اور جسم کے اعتبار سے صرف مریم کا بیٹا سمجھا گیا پھر یوسف اس کا باپ کس لحاظ سے ہوا؟ خاوند والی اور شادی شدہ ہونے کے باوجود مریم مقدس کنواری کیسے رہی؟ یہ معمے ہیں جو عیسائی دنیا کے لئے ہمیشہ معمے ہی رہیں گے مسیح کے شجرہ نسب میں انجیل نویس کے یہ الفاظ نہایت پرلطف ہیں۔

جیسا کہ گمان تھا وہ یوسف کا بیٹا تھا (لوقا ۳: ۲۳)

گمان اور شک کی ریتلی زمین پر مسیح کے شجرہ نسب کو کھڑا کرنا اور پیشگوئیوں کا وارث بنانا عیسوی تاریخ نویسوں کا ہی کام ہو سکتا ہے۔

## ایک عیسائی کا افشائے راز

مسیحی دنیا کے اس فریب کا بھانڈا بیت صیدا کے ایک قدیم عیسائی فلپ نے سر راہ یوں پھوڑ دیا۔

We have found him of whom Moses in the Law & the prophets did write Jesus of Nazareth the son of Joseph.

ہم نے اس موعود کو پالیا جس کی بابت موسٰے نے اپنی توراۃ اور انبیاء نے اپنے نوشتوں میں لکھا تھا "یسوع ناصری ابن یوسف"[1] تشمت اگر یاوری کرتی تو مسیح یوسف کی اولاد میں ہو کر ابن یوسف کہلا سکتے تھے لیکن آپ کا شجرہ نسب عیسائی دنیا کے ایک نہایت باریک راز کی بنا پر چار فاحشہ عورتوں تمر۔ راحاب۔ روت اور زوجہ اوریاہ میں سے ہو کر گزرنا ناگزیر تھا۔ (متی ۱: ۱-۶)

اس لئے یسوع ناصری اناجیل نویسوں کے نزدیک یہوداہ پسر یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے جو یوسف کا بڑا بھائی اور دوسری ماں کے پیٹ سے تھا مگر پیشگوئی میں ابن یوسف کے

[1] توراۃ اور انبیاء بنی اسرائیل کے کسی صحیفہ میں یہ الفاظ موجود نہیں۔

حق میں پورا کرنے کی خاطر جناب مسیح کا باپ یوسف گمان کر لیا گیا ورنہ از روئے مسلمات مسیحی مسیح کسی لحاظ سے بھی یوسف کا بیٹا نہ تھا سائیکلو پیڈیا ببلیکا زیر عنوان "مریم کا خاوند" لکھا ہے۔

Thus the evidence that primitive Christian tradition knew anything about the father of Jesus is very slight. And considering the high probability that the narratives respecting the birth of Jesus in Mathew I. Lucas 2:1-39, 3: 23-38 are party Haggadic ...... party the offspring of the keen intrest which post exilic Judaism displayed in real & imaginary genealogies, it becomes the historical student to confess that the name of the father of Jesus is, to say the least, extremely uncertain.

پس ہر ایک تاریخ دان کا فرض ہے کہ وہ اس امر کا اقرار کرے کہ مسیح کے باپ کا نام یوسف قطعاً غیر یقینی ہے۔

## انجیل نویسوں کی ناکامی،

جناب مریم پر انجیل نویسوں کی اس پر مصلحت بہتان تراشی کے بعد بھی پیشگوئی مسیح کے حق میں پوری نہ اتر سکی کسی کا فرضی باپ تجویز کر لینا آسان ہے مگر یہوواہ کی سلطنت کا عصا چھین لینا یہ ایک مشکل کام تھا جناب مسیح یہوواہ کی نسل میں دکھا دیئے گئے جس کے لئے بادشاہت کا ادعا ضروری تھا ہم نے دیکھا انجیل نویسوں کے مسیح نے یہود کے بادشاہ ہونے کا دعویٰ بھی کیا غریب حواریوں نے کپڑے بیچ کر تلواریں خریدیں پھوڑوں سے تلوریئے بن گئے مگر سلطنت کا عصا مسیح کے ہاتھ میں آنا تھا نہ آیا اور حواریوں کی کمزوری کی وجہ سے جناب مسیح یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ "میری بادشاہت اس دنیا کی نہیں بلکہ آسمانی ہے۔" یوحنا ۱۸ : ۳۶

اگر یہوداہ کی سلطنت سے مراد بنی اسرائیل کی حکومت تھی تو یہوداہ کی سلطنت کا عصا حضرت سلیمانؑ کی وفات کے ساتھ ٹوٹ چکا تھا جس پر جناب مسیح تک ایک ہزار سال گزر چکا بلاشبہ یہوداہ کی نسل میں نبی اور بادشاہ دونوں ہوئے مگر یوسفؑ کی اولاد میں نبوت اور حکومت دونوں نادارد ہیں مسیح عصا یہوداہ کے وارث ہوئے یا نہ ہوئے یعقوبؑ اور حضرت موسیٰؑ دونوں یوسفؑ کے حق میں جو پیشگوئی فرمارہے ہیں وہ پیشگوئی کہاں پوری ہوئی؟ راخل (والدہ یوسف اور بن یامین) ڈیڑھ ہزار سال تک نوحہ کرتی اور روتی رہی (یرمیاہ ۱۳:۱۵) کہ اس کے بیٹے نادارد ہیں راخل کا یہ رونا مسیح کے وقت میں بھی ختم نہ ہوا اس کے دل کو تسلی دینے والا ابھی نہیں آیا (متی باب ۲ آیت ۱۷و۱۸) یرمیاہ نبی کی معرفت خدا نے راخل کو ہر چند اپنے آنسو روکنے کو کہا اور تسلی دی کہ تیرے لیے بڑا اجر ہے مگر راخل کا رونا اپنی اولاد کے لیے مسیح کی آمد پر بھی جاری رہا وہ بڑا اجر راخل کو یا اولاد راخل کو نہ ملا۔

## انجیل نویسوں نے ٹھوکر کیا کھائی؟

پیشگوئیوں میں نام ہمیشہ صفاتی ہوتے ہیں یہود نے تو پھر بھی کسی قدر ٹھیک سمجھا کہ یوسف کے آنے سے مراد خاندان یوسف سے کسی موعود کا آنا ہے عیسائیوں نے بفحوائے قول اھل الغرض مجنون یہ ٹھوکر کھائی کہ جناب مریم صدیقہ کا خاوند یوسف ابن یعقوب تجویز کر کے سمجھ لیا کہ پیشگوئی پوری ہو گئی اور شیلوم آگیا اور یہ نہ سمجھا کہ کسی شخص کے دوبارہ آنے یا اس کا نام پانے سے اسی کی خو بو پر کسی دوسرے شخص کا آنا مراد ہوتا ہے لیکن یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اللہ تعالیٰ کی اس میں حکمت یہ تھی کہ قرآن شریف کا اعجاز دنیا میں ظاہر ہو دیکھو زیر عنوان "اس پیشگوئی کے مصداق آنحضرت صلعم ہیں" صفحہ ۱۴۳

## اس پیشگوئی کا مصداق جناب مسیح نہ تھے

پیشگوئیوں میں کسی نہ کسی آنے والے کا نام مذکور ہوتا ہے لیکن ہم نے دیکھا جو نام پیشگوئی میں مذکور تھا اکثر اور بیشتر وہ نام اس کے مصداق کا نہ ہوا بلکہ وہ کسی دوسرے نام سے دنیا میں معروف ہوا بایں وہ پہلی پیشگوئی کا مصداق سمجھا گیا عمانوئیل مسیح کا نام نہ ماں باپ نے رکھا اور نہ خدا نے اس نام سے مسیح کو خطاب کیا تاہم عیسائی دنیا کے نزدیک مسیح عمانوئیل ہے یہودی نقطہ نگاہ سے الیاس

دوبارہ آسمان سے اُترنا چاہیے تھا کیونکہ وہ بگولے میں ہو کر آسمان پر چلا گیا تھا (سلاطین دوم باب ۲ آیت ۱۱)
مگر مسیح نے ہمیں بتایا کہ الیاس کے دوبارہ آنے سے مراد یوحنا کی بعثت ہے جو اس کی خو بو پر آیا ہے
اس اصل کی بنا پر یوسف موعود کا نام یوسف ہونا ضروری نہیں اور نہ ابن یوسف ہونا ضروری ہے اور
نہ مسیح اس پیشگوئی کا مصداق ہے اس لئے کہ جناب مسیح نے کبھی حضرت یعقوبؑ اور حضرت موسیٰؑ کی اس
پیشگوئی کا مصداق اپنے آپ کو قرار نہیں دیا۔ اور نہ کبھی عمر بھر اس امر کا اعلان کیا کہ میرے ساتھ وہی
واقعات پیش آئے ہیں جو حضرت یوسفؑ کو پیش آئے اس لئے میں مثیل یوسف ہوں اگر ایسا ہوتا تو پیشگوئی مشتبہ
ہو جاتی۔ البتہ یاروں نے خواہ مخواہ آپکو یوسف نہیں تو ابن یوسف بنانے کی ناکام کوشش کی جسے موجودہ
تحقیقات نے غلط ثابت کر دیا۔

پس پیشگوئیوں میں محض نام کی مشابہت کوئی معقول امر نہیں اگر دو شخصوں میں کوئی مشابہت
ہو سکتی ہے تو وہ کام اور واقعات کی مشابہت ہو سکتی ہے بالخصوص ان واقعات میں جن کا ہونا
انسانی ہاتھ سے ناممکن ہو ایسی پیشگوئی بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب۔ نبی کے برحق۔ مبشر بہ کی صداقت
واقعات دنیا کے اتفاقی طور پر رونما ہونے اور صداقت مذہب کی دلیل ہو سکتی ہے۔

## اس پیشگوئی کے مصداق آنحضرت صلعم ہیں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سورہ یوسف میں جو کہ سورۃ ہے بطور پیشگوئی
فرمایا گیا لقد کان فی یوسف واخوتہٖ اٰیات للسائلین (۱۲: ۷) بیشک یوسف اور اس کے بھائیوں
کے حالات میں دریافت کرنے والوں کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ کے نشانات ہیں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بحیثیت خاتم النبیین اور افضل البشر دنیا کے تمام انبیاء کے بالمقابل ایک امتیازی شان رکھتے
ہیں اس لئے آپ کے متعلق پیشگوئیاں بھی اپنی شان وعظمت کے لحاظ سے ایک گونہ امتیاز رکھتی ہیں نہ صرف انبیاء
عالم کے تمام صحیفوں میں آپ کے متعلق واضح بشارات ہیں اور ان میں الٰہی شوکت اور قدرت کی تجلی نمایاں ہے
بلکہ اکثر پیشگوئیوں کا اظہار قرآن کریم میں ان کے پورا ہونے سے بہت پہلے کیا گیا اور ایسے وقت میں کیا گیا کہ
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی حالت کمزوری کی حالت تھی اور ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا

ناممکن نظر آتا تھا یعنی ان پیشگوئیوں کا ذکر مکی وحی کے اندر ہے اور وہ پیشگوئیاں ایک عرصہ کے بعد مدینہ میں جا کر پوری ہوئی ہیں گویا ہر ایک بشارت ایک تو گزشتہ نبی کی پیش خبری ہونے کے لحاظ سے دوسرے خود نبی کریمؐ کی پیشگوئی ہونے کی وجہ سے اپنے اندر دوچند صداقت رکھتی ہے۔

اس پیشگوئی میں کہ بیشک یوسف اور اس کے بھائیوں کے تذکرہ میں دریافت کرنے والوں کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ کے نشانات ہیں یعنی جو معاملہ یوسف کو اپنے بھائیوں کے ہاتھوں پیش آیا وہ اول سے آخر تک محمد رسول اللہ کے حق میں بھی دہرایا جائے گا۔

## آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مثیل یوسف ہونے پر واقعات کی شہادت

جناب یوسف کو اپنی زندگی میں جن واقعات سے سابقہ پڑا وہ واقعات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں گزر گئے ہیں جو دلیل ہے اس امر کی کہ حضور واقعات زندگی کے لحاظ سے یوسف ثانی ہیں یا حسن یوسف میں نور محمدی جلوہ گر ہے

۱ - یوسف کو سب سے پہلے رویا دکھایا جاتا ہے جس میں ان کی عظمت اور شان کو قبل از وقت بتا دیا گیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جو وحی سب سے پہلے ہوئی اقرأ باسم ربك الذی خلق ۔ خلق الانسان من علق ۔ اقرأ وربك الاکرم الذی علم بالقلم ۔ علم الانسان ما لم یعلم ۔ اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے تجھے پیدا کیا انسان کی تخلیق ایک کمزور علقہ سے کی پڑھ اور تیرا رب عزت والا ہے (وہ تجھے عزت دے گا) اس نے قلم سے علم دیا اور انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔

اس وحی کے وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک کمزوری اور ضعف کی حالت میں تھے ایسی ہی کمزوری اور ضعف کی حالت جیسی یوسف کی اس ابتدائی وحی کے وقت تھی۔

۲ - یوسف کے رویا کی تعبیر باپ نے کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس وحی کی تعبیر ورقہ بن نوفل نے کی

۳ - یوسف کے باپ نے کہا رویا سے معلوم ہوتا ہے کہ تیرا رب تجھے تاویل احادیث کا علم دے گا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا تجھے وہ علم دیا جائے گا جسے کوئی نہیں جانتا ورقہ بن نوفل نے یہی تعبیر اس وحی کی کی کہ تجھے جبرئیل کی وساطت سے علم سکھایا جائے گا۔

۴ - یوسف کے باپ نے کہا تجھے چن لیا جائے گا قرآن کہتا ہے اے محمد تیرا رب اکرم ہے وہ تجھے معزز بنائے گا

۵۔ یعقوبؑ نے فرمایا بیٹا اپنی رویا بھائیوں سے بیان نہ کرنا وہ تیرے لئے بری تدبیریں کریں گے
قرآن شریف میں ہے کہ وحی کو سن کر لوگ شرارت کریں گے۔ ورقہ نے بھی یہی بتایا کہ آپ کی مخالفت
کی جائے گی حالانکہ اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قریش میں کوئی وجہ مخالفت موجود نہ تھی
بلکہ آپ ان میں امین مشہور تھے۔

۶۔ یوسف کے باپ نے کہا تجھ پر اللہ تعالیٰ اپنی نعمت پوری کرے گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کامیابی
کی بشارت اسی ابتدائی وحی میں دی گئی ورقہ نے بھی یہی بتایا کہ بالآخر آپ کامیاب ہوں گے

۷۔ اس کے بعد حضرت یوسفؑ سے بھائیوں نے عداوت کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائیوں
سے بے حد تکالیف اٹھائیں جس طرح بھائی یوسف کی جان کے لاگو ہوئے اسی طرح آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کو ختم کرنے کے بیسیوں منصوبے ہوئے۔

۸۔ حضرت یوسفؑ کو اسمٰعیلیوں کے ہاتھ فروخت کرکے غلام بنا دیا گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر
ہاجرہ کی وجہ سے لونڈی زاد کا الزام لگایا گیا۔

۹۔ حضرت ہاجرہ سے منسوب کرکے کل اسمٰعیلی قوم پر غلام ہونے کا الزام لگایا گیا مگر حضرت یوسف کی
وجہ سے کل قوم بنی اسرائیل مصریوں کی غلام بنی۔

۱۰ طرح طرح کی ترغیبات کے اندر یوسف کا دامن عصمت گناہوں سے پاک رہا آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم بھی ہر قسم کی تحریصات کے اندر مطہر رہے۔

۱۱۔ وہاں یوسف کی نسبت یعلمک من تاویل الاحادیث فرمایا یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسبت فرمایا یعلمہم الکتاب والحکمۃ

۱۲۔ یوسف کو یتم نعمتہ علیک کی بشارت دی گئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اتممت علیکم نعمتی

۱۳۔ یوسف کو قید میں ڈالا گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا۔

۱۴۔ قید خانہ میں بھی یوسف نے قیدیوں کو تبلیغ کی یہاں شعب میں حضور نے بنو ہاشم کو تبلیغ کی۔

۱۵۔ یوسف کو غیابت الجب میں پناہ ملی یہاں غار حرا میں چھپنا پڑا۔

۱۶- مصر میں عہد یوسفؑ کے وقت سات سال قحط پڑا یہاں مکہ میں بھی حضور کے عہد میں سات سال قحط پڑا۔

۱۷- حضرت یوسفؑ کی قید سے بالآخر باعزت بریت ہوئی مدینہ میں یہود نے آخر کار حضور کو اپنا حکم تسلیم کر لیا۔

۱۸- حضرت یوسفؑ کی نسبت فرمایا انک الیوم لدینا مکین امین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بابت دشمنوں نے شہادت دی ھذا امین۔

۱۹- برادران یوسف کو بالآخر ذلیل ہو کر اپنے بھائی سے درخواست ترحم کرنی پڑی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور کفار مکہ نے رحم کی درخواست پیش کی۔

۲۰- یوسف نے بھائیوں پر غلبہ پاکر کہا لا تثریب علیکم الیوم یہاں حضور نے اپنے اشد دشمنوں پر غلبہ پاکر فرمایا لا تثریب علیکم الیوم۔

۲۱- یوسفؑ کو کنعان سے نکل کر مصر کی فرمانروائی ملی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہجرت مکہ کے بعد مدینہ کی حکومت ملی۔

مندرجہ بالا امور اور اس قسم کے بیسیوں اور واقعات ہیں جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یوسف کی ہوبہو ہوکر مثیل یوسف ہونا ثابت ہے

## پیشگوئی کے اصل الفاظ میں ایک نکتہ

سورہ یوسف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا

ذلک من انباء الغیب نوحیه الیک وما کنت لدیھم اذ اجمعوا امرھم وھم یمکرون (۱۲: ۱۰۲)

"یہ واقعات غیب کی خبریں ہیں جو تیری طرف ہم وحی کرتے ہیں اور تو ان کے پاس نہ تھا جب وہ ایک امر پر متفق ہو گئے اور وہ بار بار تدبیر کر رہے تھے"۔

کیا شان ربی ہے وہ غیب کی خبریں جو آثار قدیمہ بابل اور فلسطین سے آج ظاہر ہو رہی ہیں جنہوں نے عیسائی مذہب اور یہودی مذہب کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ دیا ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت

کو ظاہر کر رہی ہیں ہم نے یہ بتایا ہے کہ اس پیشگوئی میں ایک لفظ "شیلون" ہے جو عبرانی لغت اور مفسرین سے حل نہیں ہو سکا اس لفظ کو ہم موجودہ تحقیقات فلسطین اور واقعات کی روشنی میں حل کرتے ہیں اس لفظ کی مختلف قرائتیں بائیبل کے مختلف نسخوں میں موجود ہیں۔ دوسری طرف روایات میں یوسف کے آنے کی پیشگوئی اس زور سے زبان زد یہود ہے کہ عیسائی اس پیشگوئی کو مسیح پر چسپاں کرنے کے لئے ان کے شجرہ نسب پر زد مارنے سے بھی نہیں چوکتے اور جناب مسیح کو زبردستی ابن یوسف بنا دیتے ہیں پس یہ امور اس امر کے متقاضی ہیں کہ متنازعہ فیہ لفظ شیلون کا ترجمہ یوسف ہونا چاہیے مگر ہمیں اس امر کا اقرار ہے کہ لفظ شیلوہ، شیلو اور شلوم کا ترجمہ ہرگز یوسف نہیں در اصل لفظ شیلون ( Seilon ) کا غلط تلفظ ہے جو بائیبل میں رواج پا گیا ہے اور شیلون عربی میں یوسف کا نام ہے (دیکھو بائبلیکل ریسرچ ان پیلسٹین صفحہ ۸۶ تا ۸۹)

کتاب پیدائش کے عربی ترجمہ میں بھی اس کا تلفظ "شیلون" ہے چنانچہ لکھا ہے حتّٰی یَاْتِیَ شِیْلُوْنَ وَلَهٗ یکون خُشُوعُ شعوب (تکوین باب ۴۹ آیت ۱۰) یہوداہ سے عصار حکومت جدا نہ ہوگا اور نہ امر اس کے نیچے سے جاتا رہے گا۔ "یہاں تک کہ یوسف آجائے اور اس کے پاس قومیں اکٹھی ہوں گی"۔

کیا یہ نکتہ معرفت کہ جناب یعقوب نے عبری نام یوسف لے کر بشارت نہیں دی مگر یوسف کے عربی نام سے پیش خبری دی کہ شیلون آئے گا یوسف بیشک عبری نبی ہے مگر شیلون عبری نہیں بلکہ عربی نبی ہے جو مثیل یوسف ہے نہ کہ عیسائی خیال کے مطابق ابن یوسف

## وہ دلائل جن سے ثابت ہے کہ مصداق بشارت آنحضرت صلعم ہیں

ان دو دلائل کے علاوہ کہ حضور اپنے واقعات زندگی کے لحاظ سے یوسف ہیں اور آنے والا موعود یوسف عبری نہیں بلکہ عربی ہے اور بھی دلائل ہیں جن سے ثابت ہے کہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تھی اور اور آپ ہی کی آمد سے پوری ہو گئی

۱۔ یہوداہ سے عصار حکومت کا چھن جانا (پیدائش باب ۴۹ آیت ۱۰) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں آجانا حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد یہوداہ کا عصا ہمیشہ کے لئے ٹوٹ چکا بنی اسرائیل میں سے کوئی آج تک اس کا وارث نہ ہوا مسیح نے اس کے حصول کی کوشش کی مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی۔

۲۔ رحبعام کے وقت میں بنی اسرائیل کی قومیں متفرق ہو گئیں اور اس کے بعد کسی کے پاس جمع نہ ہوئیں۔ مسیح اس پراگندہ گلہ کی تلاش میں نکلے مگر نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے منتشر گلہ کو اکٹھا کر لیا لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دین پر افغانوں، کشمیریوںؑ اور عرب کے یہودیوں کا جمع ہو جانا تاریخی واقعات ہیں اس لئے اس پیشگوئی کی دوسری شق کہ "قومیں اس کے پاس اکٹھی ہونگی" پوری ہو گئی۔

۳۔ بشارت یعقوب پیدائش باب ۴۹ آیت ۲۲ کے ماتحت "یوسف موعود ایک پھلدار پودہ ہے جو لب جو لگا ہے جس کی شاخیں دیوار پر چڑھ جاتی ہیں تیر انداز اسے چھیڑتے مارتے اور ستاتے تھے لیکن اس کی کمان زور میں پائیدار ہے اور اس کے ہاتھوں کے بازوؤں نے یعقوب کے خدائے قادر کے ہاتھوں سے قوت پائی"۔

یوسف عبری کا پودہ اسی وقت خشک ہو گیا جب یوسف کا گھرانا مشرکین کے ساتھ مل گیا اور ران ل نے ڈیڑھ ہزار برس تک بلکہ اس کے بعد مسیح کے وقت بھی اس کا ماتم کیا لیکن یوسف عربی کا پودہ بیشک لب جو قائم ہے مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین محمد رسول اللہ کے دین کا خلاصہ کلمہ طیبہ ہے اور اس کی مثال ایک پاکیزہ درخت کی مثال ہے جس کی جڑ مضبوط اور اس کی شاخیں آسمان پر پھیلی ہوئی ہیں اور ہر وقت پھل دیتا ہے (مسیح کا انجیر کا درخت نہیں جو جڑ سے سوکھ گیا تھا)۔ دشمن اسے ستاتے اور چھیڑتے ہیں لیکن اس کی کمان وہ کمان ہے جس کے ساتھ یعقوب کے خدا کی کمان ملی ہوئی ہے ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی اس لئے وہ اپنے دشمنوں پر غالب آیا۔ (۵۳: ۸ و ۹)

۴۔ حضرت یعقوب نے جناب یوسف کی اولاد کے لئے برکت چاہی اور توحید کی امانت اس کے سپرد کی (پیدائش باب ۴۸ آیت ۱۵)، مگر یوسف عبری کی اولاد مشرکین میں جا ملی انہوں نے توحید کی امانت کو پھینک دیا جب بشارت مذکور ان کے نام ابراہیم اسحاق اور یعقوب کے نام پر رکھے گئے ہاں یوسف عربی کی اولاد کو ابراہیم اور اسحاق کی برکت ملی اور توحید کی امانت کو از سر نو سینہ سے لگایا ان کے نام محمد ابراہیم محمد اسحاق اور محمد یعقوب رکھے گئے۔

ؑ افغان اور کشمیری دونوں بنی اسرائیل کے منتشر قبائل ہیں۔ کشمیری پنڈت کشمیر میں دو قومیں ہیں ایک بن ماش اور دوسرے کشیپ۔ بن ماش بنی اسرائیل کا بگڑا [illegible]

۵۔ حضرت موسیٰ کی بشارت میں تھا کہ یوسف کا گھرانا زمین و آسمان کی برکتیں پائے گا اور قوموں کو زمین کی انتہا تک ریلے گا۔ (استثنا باب ۳۳ آیت ۱۳ تا ۱۷) مگر دنیا نے دیکھا کہ عبری یوسف کا گھرانا تباہ و برباد ہوا ابراہیم کے گھرانے کی کل برکات سے محروم ہو گیا مگر یوسف عربی کا گھرانا زمین و آسمان کی برکات کا وارث ہوا اور تاریخی اوراق میں یہ بھی لکھا گیا کہ یوسف عربی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام لیواؤں نے قوموں کو زمین کی انتہا تک ریلا مشرق اور مغرب دونوں کی انتہا کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔

۶۔ عزرا نبی کی بشارت کے مطابق یعقوب کی اولاد میں پلوٹھا بیٹا روبن تھا مگر اس نے اپنے باپ کے بستر کو ناپاک کیا اس لئے پلوٹھے ہونے کا حق یوسف بن اسرائیل کو دیا گیا یہوداہ اگرچہ اپنے بھائیوں سے زور آور رہا ..... لیکن پلوٹھے ہونے کا حق یوسف کا ٹھہرا۔ (تواریخ اول باب ۵ آیت ۱ و ۲)

بیشک روبن کو پلوٹھے ہونے کا حق نہ ملا کیونکہ روبن نے اپنے باپ کے بستر کو ناپاک کیا مگر یہوداہ نے اپنی بہو تمر سے ناجائز اولاد پیدا کی اس لئے پلوٹھے ہونے کا حقدار یوسف ہوا مگر یوسف علیہ السلام کی اولاد میں نہ کوئی نبی ہوا اور نہ بادشاہ کیسے مان لیا جائے کہ یوسف بن اسرائیل پلوٹھا بیٹا تھا اگر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو اصل کو اولاد یوسف پر توجہ کرنے کی کیا ضرورت تھی معلوم یہ ہوا کہ یوسف عبری کا گھرانا وارث برکات ابراہیم اور اسحاق نہ ہوا نقل نویسوں کا قلم باطل ہو سکتا ہے اور یقیناً ہوا ہے مگر کتاب کا نوشتہ مٹ نہیں سکتا پس ان برکات کا وارث یوسف عربی ہوا اور وہی توحید کا مبلغ ہونے کی وجہ سے اسرائیل کا پلوٹھا ٹھہرا کیونکہ روحانیت کی سرزمین میں نسب کوئی قدر کی چیز نہیں بلکہ عمل قدر کی چیز ہے۔

۷۔ حزقیل نبی نے جو حضرت یوسف سے صدیوں بعد ہوئے مکاشفہ میں دیکھا پھر خداوند کا کلام مجھے پہنچا اور اس نے کہا کہ اے آدم زاد تو ایک لکڑی لے اور اس پر لکھ یہوداہ کے لئے اور بنی اسرائیل اس کے رفیقوں کے لئے پھر دوسری لکڑی لے اور اس پر یہ لکھ یوسف کے لئے جو افرائیم کا عصا تھا اور سارے اسرائیل اس کے رفیقوں کے لئے اور ان دونوں کو جوڑ تاکہ وہ ایک لکڑی تیرے لئے ہو دین اور وے تیرے ہاتھ میں ایک ہوں گی اور جب تیری قوم کے لوگ تجھ سے پوچھیں اور کہیں کہ ان کاموں سے تجھ کو کیا واسطہ ہے کیا تو ہمیں نہیں بتا دے گا تو تو انہیں کہہ خداوند یہوداہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ میں یوسف کی لکڑی کو جو افرائیم کے

ہاتھ میں ہے اور اس کے رفیقوں کو جو اسرائیل کے گھرانے ہیں لوں گا اور اس کے ساتھ ہاں یہوواہ کی لکڑی کے ساتھ ملا دوں گا اور ان کو ایک عصا کر ڈالوں گا اور وے میرے ہاتھ میں ایک ہونگی (حزقیل باب ۳۷ آیت ۱۶ و ۱۹) قابل غور یہ امر ہے کہ حزقیل نبی کے بعد وہ کون سا نبی ہوا جسے یہوداہ کا عصا اور یوسف کا عصا ملا کر یا حکومت اور نبوۃ دونوں قسم کی نعمتیں ملیں سوائے آنحضرت صلعم کے تاریخ کسی اور کا نام لینے سے خاموش ہے۔

۸۔ راخل اپنے لڑکوں پر روتی ہے اور اپنے لڑکوں کی بابت تسلی نہیں چاہتی کیونکہ وے نہیں ہیں خداوند یوں کہتا ہے کہ اپنی زاری کی آواز کو روک اور اپنی آنکھوں کو آنسوؤں سے باز رکھ کہ تیری محنت کے لئے اجر ہے (یرمیاہ ۳۱ و ۱۵ و ۱۶) راخل کو خدا نے یہاں تسلی دی اور کہا تیرے لئے اجر ہے لیکن یہ اجر اسے حضرت عاموس کے زمانہ میں بھی نہ ملا کیونکہ عاموس نے کہا "داؤد کی طرح موسیقی کے سازوں کو اپنے لیے ایجاد کرتے ہیں اور پیالوں میں سے مے پیتے ہیں اور اپنے بدن پر خاص عطر ملتے ہیں لیکن یوسف کی شکستہ حالی کے لیے غم نہیں کھاتے" یوسف کی اس شکستہ حالی پر راخل کا رونا جناب مسیح کے وقت میں بھی ختم نہ ہوا (دیکھو متی باب ۲ آیت ۱۷ و ۱۸)
کیا راخل کو جو اجر عظیم کا وعدہ دیا گیا تھا وہ پورا نہ ہوا؟
نہیں یہ اجر عظیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پورا ہوا اور یہود کے گم شدہ قبائل کشمیری و افغانی حضرت ابراہیم اسحاق اور یعقوب کے دین پر واپس آئے اور راخل اپنے بچوں کو اس آبائی دین پر دیکھ کر مطمئن ہو گئی

۹۔ حضرت یعقوب کی زبان مبارک پر یوسف موعود کا نام شیلوہ، شیلون یا شیلوم رکھا گیا جس کے معنی ازروئے لغت عبری مصلح اور امن کا لانے والا یا سلامتی والا ہیں اس لفظ کے ان معنی کی بنا پر ہر شخص جانتا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اول المسلمین قرآن کریم میں کہا گیا ہے یعنی آپ سلامتی والے ہیں آپ کے نام کا صلی اللہ علیہ وسلم یعنی سلّم ایک مخصوص جزء ہے پس یعقوب کا شیلوم اور شیلوہ یا تسلی دہندہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی

---

نوٹ ۔ اس پیشگوئی کے کچھ اور بھی اجزاء ہیں جو بائبل کی کتاب پیدائش کے ابواب ۱۲ تا ۴۹ میں تی کے دانوں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں جن کا ملخص یہ ہے

۱۔ ختنہ کا عہد جس قوم میں ہوگا وہی خدا کے عہد کی وارث ہوگی ۔ پیدائش ۱۷ : ۱۵ و ۱۴ ۔

۲۔ اسمٰعیل کے حق میں دعا کا قبول ہونا یعنی اس سے اُمت عظیمہ پیدا ہوگی ۱۷ : ۲۰

۳۔ فرشتہ کا ہاجرہ سے وعدہ کہ تیرے بیٹے سے ایک عظیم الشان قوم پیدا ہوگی پیدائش ۲۱ - ۱۸ ۔

# ید بیضا ہیں لمعات رسول مدنی

## تورات مقدس میں مثیل موسیٰ کی پیشگوئی

قل ارءیتم ان کان من عند اللہ وکفرتم بہ وشھد شاھدٌ من بنی اسرائیل علیٰ مثلہ فاٰمن واستکبرتم ان اللہ لایھدی القوم الظلمین (۴۶ : ۱۰)

"کہو کیا تم نے اس کے انجام پر غور کیا اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور تم اس کا انکار کرتے ہو حالانکہ بنی اسرائیل میں سے ایک عظیم الشان شاہد نے اپنی مثل ایک نبی کے آنے کی گواہی دی ہے وہ تو ایمان لایا مگر تم تکبر کرتے ہو اور اللہ ظالم قوم کو کبھی کامیاب نہیں کرتا

قرآن کریم کی اس آیت میں نہایت صفائی کے ساتھ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مثیل کے آنے کی پیشگوئی کی تھی شارع بنی اسرائیل کی یہ پیشگوئی نہایت معرکۃ الآراء پیشگوئی ہے مسلمان اور عیسائی علماء نے اس پر بقدر بھر خامہ فرسائی کی ہے اس سے بیشتر جتنی پیشگوئیاں ہم نے پیش کی ہیں غالباً مسلمانوں نے انہیں کبھی پیش نہیں کیا۔

موسے علیہ السلام کی عظمت یہود میں جناب عزرا کے ان الفاظ سے ثابت ہے جو انہوں نے آپکے وصال کے نو سو سال بعد لکھے۔

"اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں اٹھا جس سے خدا رو برو آشنائی کرتا" استثنا ۳۴:۱۰

حضرت موسے کے بعد بیسیوں انبیاء بنی اسرائیل میں ہوئے تاہم عزرا نبی جو بنی اسرائیل میں خود ایک بلند پایہ نبی ہے انہیں اقرار ہے کہ اس ایک ہزار سال کی طویل مدت میں موسے جیسا کوئی نبی بنی اسرائیل میں نہیں ہوا یا مثیل موسیٰ کی پیشگوئی ابھی پوری نہیں ہوئی۔

تورات موسوی کی پانچویں کتاب میں یہ بشارت نہایت بلیغ الفاظ میں موجود ہے جس کے عبری الفاظ باوجود تحریف کے یہ ہیں۔

نابی مقرِبخا ماحیخا کا مونی یاقیم لیخا یھوہ ایلوھیخا الاوُ تِشماعون ویؤمر یھوہ ایلای ہیطیبوُ اشر دبیرو نابی اقیم لاھم مقرب احیھم کاموخا ونتتی دیبارائے بفیو ودبر الیھم ات کل اشر اصوّنو (استثنار ۱۸: ۵، و ۱۷ و ۱۸)

تشریح الفاظ یوں ہے

نابی: نبی۔

مقرِبخا۔ لفظ قیرب اور قارب عبری زبان میں درمیان کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں بعض اوقات بائیبل میں عربی لفظ قلب کے مترادف بھی ہوتے ہیں لیکن یہی لفظ جہاں کسی چیز کے اندرونی حصہ کے لئے استعمال ہوتا ہے وہاں پیٹ اور رحم کے معنوں میں بھی آتا ہے چنانچہ خروج ۲۹: ۱۳ و ۲۲۔ احبار ۱: ۱۳ و ۹: ۱۴ میں قربانیوں کے ایسے ہی اندرونی حصوں کے لئے استعمال ہوا ہے پیدائش ۲۵: ۲۲ میں بالخصوص رحم کے لئے استعمال ہوا ہے اس لئے اس لفظ کے معنی ہوں گے "تیرے درمیان سے یا تیرے رحمی رشتہ سے۔

ماحیخا: اح عبری اخ عربی معنی بھائی اس لفظ کا ترجمہ دو طرح پر کیا جا سکتا ہے ایک بصیغہ جمع اور دوسرے بصیغہ واحد۔ ماحیخا کے حرف یا کو اگر علامت اضافت سمجھیں تو اس کا ترجمہ ہوگا تیرے بھائی سے یعنی اے بنی اسرائیل وہ مجھ سا نبی تیرے بھائی بنی اسمٰعیل میں سے ہوگا اور اگر حرف یا کو علامت جمع سمجھیں تو اس کا ترجمہ ہوگا "تیرے بھائیوں میں سے ہوگا"۔

کاموِنی: میری مثل میری مانند اس سے دو مطلب مراد ہو سکتے ہیں وہ "جسے میں پسند کرتا ہوں" یا یہ کہ وہ میرا مظہر ہوگا اس جملہ کا مقصد یہ ہے کہ نبی موعود اگرچہ مثیل موسیٰ ہوگا مگر اپنی کامیابی اور نصرت کے لحاظ سے موسیٰ سے بہت بڑھ کر ہوگا اس کے ہر کام میں اللہ تعالےٰ کا دست قدرت ظاہر ہوگا۔

یاقیم: مبعوث کرے گا برپا کرے گا قائم یقوم سے۔

لخا: تیرے لئے اس نبی کی بعثت بنی اسرائیل کے فائدہ کے لئے ہوگی،

یھووہ: خدا

ایلوھیخا: تیرا معبود

الاؤ: اس کو یا اس کی طرف

تشماعون: قبول کیجیو۔ مانیو۔ کان دھرنا (شمع سننا)

و: اور۔

یوٗمر: کہا

یھووہ: خدانے۔

ایلاہی: مجھے۔

ھیطیبو: انہوں نے جی چاہا۔

اُشر: جو۔

دِبّرو: انہوں نے کہا۔

نابی: نبی

اقیمو: میں مبعوث کروں گا۔

لاھم: ان کے لئے

مِقرِب: درمیان سے

احیھم: ان کے بھائیوں سے

کاموخا: تیری مثل

و: اور

نتتی: (نتن یا نتن عطا کرنا۔ دینا) دوں گا عطا کروں گا۔

دیبارات: اپنا کلام (دبرۂ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ۔ دبرہ شہد کی مکھی الفاظ کو ترتیب وار یا موزوں رکھنا)

**بفیو:** (فاہ۔ دِیہ پھونکنا سانس لینا) اس کے منہ میں۔

**و:** اور۔

**دِبر:** کہے گا۔

**الیہم:** ان کو۔

**اشر:** جو۔

**اث کل:** وہ سب کچھ۔

**اصوِنو:** میں اسے حکم دوں گا۔

مطلب: "خداوند تیرا معبود ایک نبی تیرے درمیان یا (نجی رشتہ سے تیرے بھائی (یا بھائیوں) میں سے ایسا شخص جیسا کہ میں خود ہوں تیرے۔ لئے مبعوث کروں گا اس کو ماننو اور کہا خدا نے مجھے انہوں نے (بنی اسرائیل نے) جو بھی چاہا مجھے کہا ایک نبی میں مبعوث کروں گا ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تیری مثل اور دوں گا اپنی وحی اس کے منہ میں اور کہے گا ان کو وہ سب کچھ جو میں اسے حکم دوں گا۔"

مندرجہ بالا ترجمہ سے تین باتیں ظاہر ہیں:۔

۱ - **یہ ایک پیشگوئی ہے** | آیت کے عبری الفاظ "یاقیم" (مبعوث کرے گا) "تشماعون" (اسے مانیو قبول کیجیو) "اقیم" (میں مبعوث کروں گا) "نتنی" (دوں گا میں) "دِبر" (کہے گا) "اصوِنو" (میں اسے حکم دوں گا) سے ثابت ہے کہ یہ ایک پیشگوئی ہے۔

۲ - **پیشگوئی نبی کے متعلق ہے** | الفاظ "نابی" (نبی) "نتتی دیباری بفیو" (اس کے منہ میں اپنا کلام دوں گا) وغیرہ سے ظاہر ہے کہ یہ بشارت ایک نبی کے متعلق ہے۔

۳ - **وہ نبی بنی اسماعیل میں سے ہوگا** | آیت میں بنی اسرائیل بحیثیت قوم مخاطب ہیں اور ان کو کہا گیا "مقربیخا" (تیرے درمیان یا تیرے رشتہ داروں سے "ماحیخا" (تیرے بھائیوں میں سے) "احیہم" (ان کے بھائیوں سے) ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی موعود نبی اسرائیل کے بھائیوں بنی اسماعیل سے ہوگا۔

عذرِ نامعقول کے طور پر مسیحی حضرات نے اس بشارت کے متعلق دو باتیں پیش کی ہیں :-

اول: مسیح کی مماثلت موسیٰ - دونوں کی پیدائش کے وقت بچوں کا قتل - دونوں کا چالیس روزے رکھنا معجزات دکھانا اور شریعت روحانی دینے میں ہے لہٰذا مسیح اسرائیلی ہے اور مصداق مثیل موسیٰ ہے۔

دوم: موعود نبی کا بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسرائیل سے ہی ہونا ضروری ہے الفاظ "تجھ سے" یا "تیرے درمیان سے" کا مطلب یہی ہے کہ وہ بنی اسرائیلی ہوگا (پادری عماد الدین لاہز)

اس کے جواب میں ہماری گذارشات حسب ذیل ہیں :-

## مسیح مثیل موسیٰ کیوں نہیں؟

مسیح نے کہیں یہ دعوےٰ نہیں کیا کہ وہ اس پیشگوئی کے مصداق ہیں اور نہ حواریوں نے مسیح کو مثیل موسیٰ قرار دیا بلکہ انجیل سے اس کے خلاف شہادت ملتی ہے اور جب ہم زیادہ غور سے اس پیشگوئی کو دیکھتے ہیں تو عیسائی صاحبان کے مسیح کی نبوت بھی خطرے میں نظر آتی ہے۔ کیونکہ اس پیشگوئی میں آخر یہ الفاظ بھی ہیں "اگر وہ نبی خدا کے حکم کے سوا کچھ اور کہے گا تو وہ قتل کیا جائے گا۔"

اور حسب عقیدہ پادری صاحبان مسیح قتل ہوا۔ پھر اسی کتاب استثنار ۱۳:۱میں اس کو زیادہ وضاحت سے لکھا ہے۔

"اگر کوئی نبی یا خواب میں نشان یا معجزہ دکھائے اور بات واقعہ کے مطابق ہو پھر معجزہ دکھانے والا نبی اگر ایسے معبودوں کی طرف بلائے جنہیں تم نے نہیں جانا تو اس کے کہنے پر کان مت دھرو کیونکہ وہ آزمایش ہے اور ایسا نبی قتل کیا جائے گا۔"

ان ہر دو آیات کا ماحصل تین باتیں ہیں۔

الف: کاذب اور جھوٹے نبی معجزات دکھا سکتے ہیں۔

ب: بنی اسرائیل جن معبودوں کو نہیں جانتے اگر ان کی طرف کوئی بلائے تو وہ جھوٹا نبی ہے۔

ج- جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا۔

۱- خدا- باپ- بیٹا روح القدس بنی اسرائیل کا جانا ہوا خدا نہیں اور یہ غیر معبود ہیں جن کی طرف

عقیدہ پادریاں مسیح نے لوگوں کو بلایا خدا کا مجسم ہونا یہ بھی بنی اسرائیل کا جانا ہوا خدا نہیں۔ خدا ہو کر مارا جیتا گیا اس قسم کا خدا بھی اسرائیل کو معلوم نہ تھا۔

## نتیجہ

مسیح از روئے مسلمات یہود و نصاریٰ قتل ہوا پس ان کا معجزات دکھانا اور نشان بتانا کسی کام نہ دیا کیونکہ توراۃ کی آیت کہتی ہے کہ یہ تو جھوٹے نبی بھی دکھا سکتے ہیں اور ایسے نبی قتل ہوتے ہیں ایسی صورت میں جناب مسیح کی مماثلت بہ موسےٰ تو کجا ان کی نبوت بھی حسب مسلمات مسیحی خطرہ میں پڑ جاتی ہے

اسماعیلی اسرائیلیوں کے بھائی ہیں،

عبرانی کا لفظ ماجیخا' اح عبرانی اخ عربی سے ہے اور عبری میں اح (بھائی) چھ لحاظ سے استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ حقیقی بھائی کے لیے ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہو یا صرف ایک جانب سے۔

۲۔ قریبی رشتہ دار کے لیے بائبل کی عبری لغت میں لکھا ہے۔ پیدائش ۴۲ : ۱۳

Is a personification of a group of tribes who were regarded as a near kin smen of the Israelites.

دیکھو کتاب پیدائش ۱۳ : ۸۔

۳۔ مماثلت کے لحاظ سے Brother of resemblance.

۴۔ طبعی اور وطنی بھائی By community nature or habitation

دیکھو پیدائش ۱۹ : ۷ By regeneration and a profession of the

۵۔ نسل اور پیشہ کے اعتبار سے نامہ فلیمون ۱: ۲. same faith and religeon col 1:2.

۶۔ ایک بھائی منہ بولے بھی ہوتے ہیں دیکھو یوحنا ۲۰ : ۱۷ By adoption.

پس یہ کہنا کہ عبرانی اح صرف حقیقی بھائیوں کے لیے استعمال ہوتا ہے غلط محض ہے اور اس سے مراد صرف بنی اسرائیل لینا بھی لغت کے مندرجہ بالا حوالجات کے خلاف ہے۔

جناب ابراہیمؑ اور اسحاقؑ دونوں غیر قوموں میں شادی کرنے کے خلاف تھے مگر حضرت یعقوب کے بھائی عیسو نے حضرت اسماعیل کی بیٹی سے شادی کی پیدایش ۲۸ : ۹ اور ۳۶ : ۳ جس سے یہ ظاہر ہے کہ وہ ان کو اپنے بھائی سمجھتے تھے اور جناب داؤد کی بھتیجی سے ایک اسمٰعیلی نے شادی کی تواریخ اول ۲ : ۱۷ کتاب مقدس میں بعض اوقات اسماعیلیوں کو اسرائیلیوں کے دشمن بھی لکھا ہے مگر اس کے متعلق بیڈیا ببلیکا میں لکھا ہے کہ اس قسم کے فقرات مصنف کے ذاتی عناد کا نتیجہ ہے۔

پس بائبل کے ان حوالجات کی بنا پر یہ کوئی ضروری امر نہیں کہ اسرائیل کے بھائیوں سے مراد صرف اسرائیلی ہوں بلکہ اسرائیلیوں کا اسماعیلیوں میں شادی بیاہ کرنا ثابت کرتا ہے کہ وہ ان کے قریبی بھائی تھے۔

## مسیحی حضرات کے دعویٰ کی تردید

مسیحی حضرات کا یہ دعویٰ کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسرائیل ہی ہیں اور کہیں یہ محاورہ دوسری قوموں کے لئے استعمال نہیں ہوا غلط ہے اول تو اس میں بلحاظ کلام کے نقص ہوگا کہ یہاں اضافت الی نفسہٖ ماننی پڑے گی حالانکہ مضاف ہمیشہ مضاف الیہ کا غیر ہوتا ہے پس بنی اسرائیل اور ان کے بھائی دو الگ قومیں ہوں گی اور بائبل میں خود دونوں قوموں میں یہی رشتہ اخوت بنایا گیا ہے چنانچہ استثنا ۲۳ : ۸ اور ۲ : ۲۸ اور عبدیاہ ۱ : ۱۰ میں بنی عیسائو پر بھائیوں کا لفظ بولا گیا ہے۔

مگر ہم بطور اتمام حجت خود بائبل سے ہی دکھاتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے بھائی کون ہیں؟ جناب ہاجرہ کو خدا کا فرشتہ خطاب کر کے کہتا ہے۔

"میں تیری اولاد کو بہت بڑھاؤں گا کہ وہ کثرت سے گنی نہ جائے اور خداوند کے فرشتے نے اسے کہا کہ تو حاملہ ہے اور ایک بیٹا جنے گی اس کا نام اسماعیل رکھنا کہ خداوند نے تیرا دکھ سن لیا اور وہ بادیہ نشین (عرب) ہوگا اس کا ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اس کے برخلاف ہوں گے اور وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بود و باش کرے گا۔ پیدائش ۱۶ : ۱۲

اسی طرح ایک اور جگہ لکھا ہے

"یہ اسماعیل کے بیٹے ہیں اور ان کے نام ان کی بستیوں اور قلعوں میں یہ ہیں اور یہ اپنی امتوں کے

بارہ رئیس تھے اور اسمٰعیل کی حیات کے برس ۱۳۷ تھے اور وہ جاں بحق تسلیم ہوا اور مرگیا اور اپنے لوگوں میں جا ملا اور حویلہ سے شور تک مصر کے سامنے اس راہ میں ہے جس سے اشور کو جاتے ہیں بستے تھے ان کا قطعہ زمین سب بھائیوں کے سامنے پڑا تھا۔ پیدائش ۲۵: ۱۸۔

پس حسب منطوق حوالجات مذکورہ بالا بنی اسمٰعیل بنی اسرائیل کے بھائی ہیں۔

## اس بشارات کا مصداق سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور کوئی نبی نہیں

کتاب مقدس کی گم شدگی کے بعد جناب عزرا نے لوگوں کی روایات کو لے کر دوبارہ اسے تالیف کیا اور بطور خود اس میں یہ شہادت بھی دی کہ

"اب تک بنی اسرائیل میں موسےٰ کی مانند کوئی نبی نہیں اٹھا" استثنا ۳۴: ۱۰

گویا حضرت موسےٰ سے ایک ہزار سال بعد تک مثیل موسےٰ مبعوث نہیں ہوا اس کے بعد جناب مسیح کے زمانہ میں یوحنا (یحییٰ علیہ السلام) سے سوال ہوا تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں تب انہوں نے اس سے پوچھا تو اور کون ہے؟ کیا تو الیاس ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں پس آیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں (یوحنا ۱: ۲۱)

اس سوال وجواب سے ظاہر ہے کہ جناب موسےٰ سے ۱۴۰۰ سال بعد یہود کو تین شخصوں کا انتظار تھا ایک مسیح دوسرے الیاس اور تیسرے وہ نبی گویا جناب مسیح کے وقت وہ موعود ایک مسیح خود اور دوسرے الیاس (یوحنا) آچکے کیونکہ مسیح نے یوحنا کو الیاس قرار دیا لیکن وہ نبی ابھی تک نہیں آیا تھا۔

### مسیح کے بعد آنحضرت یا وہ نبی کا انتظار

جناب مسیح کی وفات کے بعد وہ نبی کا انتظار حواریان مسیح میں بھی موجود رہا پطرس جناب مسیح کے ۳۳ سال بعد عیسائیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

"پس توبہ کرو اور متوجہ ہو کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں تاکہ خداوند کے حضور سے تازگی بخش ایام آویں اور یسوع مسیح کو پھر بھیجے جس کی منادی تم لوگوں کے درمیان آگے سے ہوئی ضرور ہے کہ آسمان اسے لئے رہے اس وقت تک کہ سب چیزیں جن کا ذکر خدا نے اپنے سب نبیوں کی زبانی شروع

سے کیا اپنی حالت پر آویں کیونکہ موسےٰ نے باپ دادوں سے کہا خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اُٹھاوے گا جو کچھ وہ تمہیں کہے اس کی سب سنو اور ایسا ہوگا کہ ہر نفس جو اس نبی کی نہ سنے وہ قوم میں سے نیست کیا جائے گا بلکہ سب نبیوں نے سموئیل سے لے کے پچھلوں تک جتنوں نے کلام کیا ان دنوں کی خبر دی ہے (اعمال ۳: ۱۹ تا ۲۴)

پطرس کے اس وعظ کی رو سے جناب مسیح کے دوبارہ آنے سے پہلے اس موعود نبی کا آنا ضروری ہے مسیح کو آسمان اس وقت تک لئے رہے گا کہ وہ نبی آجائے اور ہر نفس جو اس نبی کی نہ سنے گا وہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد اور نجات یافتہ قوم سے کٹ جائے گا۔

اب ہر ایک انصاف پسند یہودی اور مسیحی سے ہماری التماس ہے کہ وہ اس پر غور کریں جب مثیل موسےٰ عزرا کی شہادت سے عزرا نبی تک مبعوث نہیں ہوا اور انجیل کی شہادت سے مسیح تک بھی نہیں آیا۔ اور پطرس کی شہادت سے مسیح سے ۳۳ سال بعد تک اس کی بعثت نہیں ہوئی تو پھر وہ مثیل موسےٰ کب آیا؟ اور کون ہے؟

سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اب تک کوئی نبی وہ نبی (آنحضرتؐ That prophet) نہیں کہلایا۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موسیٰ علیہ السلام سے مماثلت

اب صرف ایک ہی سوال کا جواب باقی رہ گیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور موسےٰ علیہ السلام میں وجوہات مماثلت کیا ہیں یہ کہنا کہ مسیح نے بھی چالیس روزے رکھے اور موسےٰ نے بھی اور مسیح نے بھی معجزات دکھائے اور موسےٰ نے بھی اس قسم کی ادنےٰ مماثلت جو خود محتاج ثبوت ہے مماثلت نہیں کہلا سکتی اس علم و سائنس کے زمانہ میں معجزات مسیح کا عیسائی نام ہی نہ لیں تو بہتر ہے اور اگر مقابلہ ہی کرنا ہی تو یسعیاہ نبی کے معجزات مسیح کے معجزات سے بدرجہا بڑھ کر ہیں مگر تم سن چکے ہو کہ کتاب استثناء ۱۳: ۱ کی بنا پر جھوٹے نبی بھی معجزات دکھا سکتے ہیں اس لئے مماثلت فی الحقیقت انہی باتوں میں کھانا سب سے پہلے ضروری ہے جن کا ذکر خود پیشگوئی کے اندر موجود ہے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں باتیں مماثلت

کی دونوں انبیاء ہیں ہوا کریں وہ تائیدات ضرور کہلا سکتی ہیں مگر بشارت دینے والے نے جو نشانات اپنے مثیل کے بتائے ہیں ان کا ثبوت دینا سب سے مقدم ہے پیشگوئی کے اندر ترتیب وار تو ایسی صفات کا ذکر ہے جو مثیل ہونے میں پائی جانی اشد ضروری ہیں۔

"امر اول۔ دونوں کا ایک ہی باپ ہونے کی وجہ سے بھائی بھائی ہونا۔ بنی اسمٰعیل بنی اسرائیل کے بھائی اور قریبی رشتہ دار ہیں یہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں قرآن شریف نے خود یہ دعویٰ پیش کیا ہے فرمایا وجاهدوا فی اللّٰہ حق جہادہ ھو اجتباکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج ملۃ ابیکم ابراھیم حنیفا ھو سمّٰکم المسلمین من قبل وفی ھذا۔ اللہ کی راہ میں کوشش کرو جو کوشش کا حق ہے اس نے تمہیں چن لیا ہے اور دین کے معاملے میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی تمہارے باپ ابراہیم کا مذہب ہے اس نے تمہارا نام پہلے سے اور اس قرآن میں بھی مسلم رکھا" ۲۲: ۷۸

اس آیت میں ایک امر تو یہ بتایا کہ ابراہیم تمہارا باپ ہے ایک ہی باپ ہونے کے لحاظ سے بنی اسمٰعیل اور بنی اسرائیل بھائی بھائی ہیں مگر یہ مماثلت ایک ادنیٰ مماثلت ہے حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم کے مذہب پر ہونے کے لحاظ سے جو توحید کا مذہب تھا توحید پرست بنی اسرائیل اور موحد اسمٰعیل بھائی بھائی ہیں حضرت ابراہیم مسلم تھے یعقوبؑ مسلم تھے یوسفؑ اور موسیٰؑ نے مسلم ہونے کا دعویٰ کیا ہے ان سب کو مسلمین توحید ہونے کی بنا پر خدا نے چن لیا۔ اس لئے وہ صرف نسل اور ذات کے اعتبار سے ہی بھائی بھائی نہیں رہے بلکہ خدائی انتخاب کی بنا پر بھی بھائی بھائی ہو گئے ایک دوسری جگہ اس حقیقت کو اور بھی واضح کیا فرمایا ان اولی الناس بابراھیم الذین اتبعوہ وھذا النبی والذین اٰمنوا (۳: ۶۷) بیشک ابراہیم سے قریب تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کی پیروی کی (خواہ اسمٰعیلی تھے یا اسرائیلی) اور یہ نبی اور وہ جو ایمان لائے (بہ لحاظ مسلم اور موحد ہونے کے اس کے بہت زیادہ قریبی ہیں) "مسیحؑ نے اگر تثلیث باپ بیٹا روح القدس (تین خداؤں) کی تعلیم دی تو وہ موحد نہ رہا اس لئے موسیٰ علیہ السلام سے اس کی مماثلت نہ رہی اور نہ وہ حقیقی معنوں میں بھائی کہلانے کا مستحق رہا کیونکہ مماثلت درحقیقت روح اور عقیدہ کے لحاظ سے ہوتی ہے نہ صرف جسم کے اعتبار سے۔

## مماثلت امر دوم موسےٰ سا نبی،

موسےٰ علیہ السلام فرماتے ہیں مجھ سا نبی ہوگا حضرت موسےٰ علیہ السلام نبی تھے پس مثیل موسےٰ کا نبی ہونا ضروری ہے خدا کا بیٹا مثیل موسےٰ نہیں ہو سکتا حضرت موسےٰ علیہ السلام کے اندر توحید الٰہی کے لئے غیرت موجود تھی اس سے بڑھ کر آپ کے مثیل محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں توحید کے لئے غیرت تھی چنانچہ فرمایا تکاد السمٰوات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدًّا ان دعوا للرحمٰن ولدًا (۱۹: ۹۰ و ۹۱) "قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں کہ وہ رحمٰن کے لئے بیٹے کا ادعیٰ کرتے ہیں"۔ حضرت موسےٰ نے فرعون کے دربار میں نہایت جرأت سے توحید کا وعظ کہا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فراعنہ عرب کے سامنے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر توحید کا وعظ کیا اسی لئے قرآن شریف نے فرمایا انا ارسلنا الیکم رسولًا کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولًا (۷۳: ۱۵) "ہم نے تمہاری طرف رسول کو بھیجا جیسے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا" اس میں سرکشان عرب کو فرعون سے اور رسول عربی کو موسےٰ سے مشابہت دی ہے۔ وجہ تشبیہ جبابرہ ارض کے سامنے بے دھڑک توحید کا وعظ کہنا ہے جو مسیح کو کبھی میسر نہیں آیا۔

## امر سوم خدا کا کلام اس کے منہ میں ہوگا

جناب موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا تفصیلی مکالمہ ہوا جو ایک بہت بڑی شریعت کی کتاب کہلایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی فرمایا گیا وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (۵۳: ۳ و ۴) "یہ نبی اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا بلکہ اس کے منہ میں اللہ تعالیٰ کے ڈالے ہوئے الفاظ ہیں" مسیح اگر خدا تھا تو اس کے منہ میں اپنے الفاظ ہوں گے نہ کہ خدا کے ورنہ بغیر صفت تکلم کے وہ خدا کیسا؟

## امر چہارم جو کچھ خدا اسے فرمائے گا وہ سب کہے گا

جس طرح موسےٰ نے خود اپنی وحی کو الواح پر لکھ کر بنی اسرائیل کے سپرد کر دیا اور اپنی زندگی کے آخری دنوں میں بنی اسرائیل کو کہا "اپنے فرقوں کے سارے بزرگوں اور منصبداروں کو مجھ پاس جمع کرو تاکہ میں یہ باتیں ان کے کانوں تک پہنچاؤں اور آسمان اور زمین کو گواہ لا کے ان پر گواہ کروں کیونکہ

میں جانتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد تم اپنے تئیں خراب کرو گے اور اس راہ سے جس کی بابت میں نے تمہیں حکم دیا ہے پھر جاؤ گے۔" (استثنا ۳۱: ۲۸ و ۲۹) اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا "یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (۵: ۶۷) اے رسول تیرے رب کی طرف سے جو کچھ تیری طرف اتارا جاتا ہے وہ سب لوگوں کو پہنچا دے" اس ارشاد کی تعمیل میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کل کا کل قرآن شریف لکھوایا بھی اور لوگوں کو پہنچایا بھی بلکہ اپنی زندگی میں سینکڑوں حافظوں کو حفظ کرا دیا اور لوگوں سے اس تبلیغ رسالت کا اقرار بھی لے لیا چنانچہ حجۃ الوداع کے دن کل لوگوں کو مخاطب کر کے پوچھا ھل بلغت کیا میں نے تمہیں قرآن پہنچا دیا؟ فقال الناس اللّٰھم نعم۔ لوگوں نے کہا بیشک آپ نے پہنچا دیا چونکہ یہ پیغام موسےٰ کے پیغام کی نسبت کامل اور دائمی تھا اس لئے حضور نے اس کے پہنچانے میں بھی کمال کر دیا مسیح کا کلام نہ خود مسیح نے محفوظ کیا نہ اس کے حواریوں نے نہ اس کی زندگی میں لکھا اور لکھوایا گیا بلکہ آپ کی وفات کے ایک عرصہ بعد لوگوں کی روایات مختلفہ سے ترتیب پا گیا

## امر نہم مخالفوں کا سزایاب ہونا

"جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکے کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا آیت ۱۹ استثنا ۱۸ -

فعصیٰ فرعون الرسول فاخذنٰہ اخذا وبیلا (۷۳: ۱۶) تو فرعون نے رسول کی نافرمانی کی سو ہم نے اسے ہلاکت آفرین گرفت سے پکڑا" چنانچہ فرعون اور اس کے لشکر پانی میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے ادھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ آتشی شریعت لائے تھے اس لئے آپ کے دشمن آتش جنگ کی نذر ہوئے "ان شانئک ھوالابتر" آپ کے دشمنوں کی جڑ کاٹ دی گئی (۱۰۸: ۳) مسیح بیچارے تو خود ہی دشمنوں سے مغلوب ہو گئے (اناجیل کے آخری ابواب)

## امر دہم اگر وہ نبی بدون حکم خدا کچھ کہے گا تو وہ مارا جائے گا (آیت ۲۰)

اس کی تائید میں قرآن شریف نے فرمایا ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین (۶۹: ۴۴-۴۷) "اور اگر وہ ہم پر بعض

بائیں افتراء کے طور پر بنا لیتا تو ہم ضرور اسے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر اس کی رگ جاں کاٹ دیتے تو تم میں سے کوئی بھی اس سے روکنے والا نہ ہوتا"۔ پیشگوئی کے اس حصہ کی بنا پر انجیلی مسیح کے متعلق (جو مارا گیا) کیا فتویٰ لگایا جائے یہ قابل غور بات ہے۔

## امر ہفتم وہ نبی توحید کا واعظ ہوگا (آیت ۲۰)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسےٰ دونوں توحید کے لئے غیور تھے بت پرستی اور غیر معبودوں کی پوجا سے بیزار تھے جناب موسےٰ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہووے تو اپنے لئے تراشی ہوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین پر یا پانی میں ہے مت بنا تو انہیں سجدہ نہ کر نہ ان کی بندگی کر کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں (استثناء ۵:۷۔۹)

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتریٰ اثما عظیماً۔ اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اللہ اس امر کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے بہت ہی بڑا گناہ افترا کیا۔ اس کے خلاف انجیلی مسیح توحید کا واعظ نہ تھا۔

## امر ہشتم اس کی پیشگوئیاں پوری ہونگی

"جب نبی خدا کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خدا نے نہیں کہی"۔ (آیت ۲۱ و ۲۲)

قرآن شریف میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا فقد کذبوا بالحق لما جاءھم فسوف یأتیھم انباء ما کانوا بہ یستھزؤن (۶:۵)

حق جب ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے جھٹلایا اب اس امر کی خبر ان کے پاس آئے گی جس کے ساتھ وہ ہنسی کرتے تھے"۔ اسی دنیا میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہ پیشگوئی کس صفائی سے پوری ہوئی۔ قرآن شریف کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں جو پوری نہ ہوئی ہو یہ مضمون بذات خود بہت طویل ہے۔

## ام ہنم سچے نبی کے دشمنوں کو اس سے ڈرنا چاہیئے (آیت ۲۲)

قرآن شریف میں ہے "وَقَذَفَ فِی قُلُوبِہِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُونَ بُیُوتَہُم بِاَیْدِیہِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِینَ فَاعْتَبِرُوا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ" (۵۹: ۲)

"اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے خراب کرتے تھے اور مومنوں کے ہاتھوں سے بھی سو اے بصیرت والو عبرت حاصل کرو"

مخالفین رسول کریم جس طرح ہلاک ہوئے اس سے ثابت ہے کہ آپ رسول برحق تھے اور تورات کی آیت بالا میں حکم تھا کہ وہ سچے نبی سے ڈریں مگر یہود نے کفار مکہ کی طرح مخالفت کی جس کا نتیجہ بنی نضیر (قوم یہود) کی تباہی ہوئی اسی سے قرآن شریف نے عبرت دلائی ہے۔

### مثیل موسیٰ پر موسیٰ سے بڑھ کر

جناب موسےؑ کی پیشگوئی میں الفاظ ہیں کا موخا" تیری مانند" یعنی جو حالات ہمہ موسےؑ کو پیش آئے وہی مثیل موسےؑ کو بھی پیش آئیں گے مگر اس کے ساتھ ہی" کا مونی" میری مانند" بھی ہیں یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وہ میری مانند ہوگا وہ موعود کامل مظہر خدا ہوگا جو امور ہمہ دونوں کو پیش آئیں گے ان میں میابی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی وہ قدرت نظر آئے گی کہ گویا خدا خود آگیا بعض ایسے امور درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت موسےؑ اور آنحضرت صلعم دونوں کو دشمنوں کے خوف سے ہجرت کرنی پڑی اس دور ان ہجرت میں دونوں کے رفیق ان کے سسر تھے حضرت موسےؑ کو ان کے سسر نے تسلی دی مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خطرناک دشمنوں کی سر پر موجودگی کے باوجود اپنے رفیق غار سسر کو تسلی دی کہ اللہ کی معیت ان دونوں کے ساتھ ہے۔

۲۔ حضرت موسےؑ علیہ السلام کی ہجرت یثرب میں ہوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت بھی یثرب (مدینہ) میں ہوئی جس شخص کا نام بائبل نے یثرو بتایا ہے وہی بانی شہر یثرب تھا موسیٰؑ کے سسر کے نام پر اس کا نام یثرب ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی وجہ سے اس کا نام مدینۃ النبی ہوا موسےؑ کی ہجرت ان کی تعلیم و تربیت کے لئے مفید ہوئی یعنی ان کے سسر نے

ان کی اکثر معاملات میں رہنمائی کی مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت ان کی منیظر فتحمندیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب مفصل دی گئی مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اکمل شریعت دیئے جانے کے علاوہ اس کو بقاء دوام بھی بخشا گیا۔

۴۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو استبداد فرعون سے نجات دلائی مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فراعنہ عرب کو دست بدست جنگ میں شکست دی ان کی اولاد کو مسلمان بنایا۔

۵۔ "خداوند نے زمین مصر میں موسےٰ اور ہارون کو کہا کہ یہ مہینا تمہارے لئے مہینوں کا شروع ہوگا اور یہ تمہارے سال کا پہلا سال ہوگا" خروج ۱۲: ا جس طرح آنحضرت صلعم اور اُمت مسلمہ کی ہجرت کا مہینہ مہینوں کا شروع اور سال پہلا سال ہوا اسی طرح موسیٰ اور اُمت موسوی کا بھی ہوا اگر حضرت موسےٰ اور مسیح دونوں کا سنہ مشتبہ ہے مسیحی سنہ میں ۶ سال کی غلطی ہے اور اسی طرح یہودی سنہ بھی درست نہیں توراۃ موسوی کے مسودہ اور یونانی نسخہ میں سنوں کا اختلاف ہے لیکن سنہ ہجری بالکل درست ہے

۶۔ حضرت موسےٰ نے کافروں کے ساتھ جہاد کا حکم دیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی جہاد کا حکم دیا گیا جناب موسےٰ کا جہاد سختی اور خونریزی کا تھا مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جہاد صرف آزادی مذہب کے حصول تک تھا۔

۷۔ حضرت موسےٰ کا مقصد جنگ کنعان کی سرزمین حاصل کرنے کے لئے تھا جو آپ کے خلیفہ کے ہاتھوں آپ کی وفات کے بعد انجام کو پہنچا آنحضرت صلعم کا مقصد جنگ حصول حکومت نہ تھا تاہم آپ کو اپنے وطن میں حکومت حاصل ہوئی ملک کنعان بھی آپ کے خلیفہ کے ہاتھوں فتح ہوا

۸۔ حضرت موسیٰ اپنی قوم کے مقدمات کے فیصلے کرتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے نصفت شعار جج تھے علاوہ ازیں قوم یہود نے بھی اپنا حکم آپ کو تسلیم کیا۔

۹۔ حضرت موسیٰ دس سال تک یثرب میں متمکن رہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اتنا ہی عرصہ یثرب میں متمکن رہے۔

۱۰۔ حضرت موسٰے علیہ السلام ایک ہی وقت میں قوم کے سپہ سالار رہبر اور مقنن تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہی وقت میں فاتح جرنیل۔ ہادی کامل اور مقنن قانون غیر منسوخ تھے

۱۱۔ حضرت موسیٰؑ کو فرعونیوں کے قریب پہنچ جانے پر پانی کی زبردست لہر نے بچایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دشمن پہنچ جانے پر تار عنکبوت نے فولادی قلعہ کا کام دیا۔

۱۲۔ حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں نے دشمن کو قریب دیکھ کر کھلے میدان میں "انا لمدرکون" کہا تو موسٰےؑ نے کہا "کلا ان معی ربی سیہدین" ایسا نہ ہوگا میرے ساتھ میرا رب ہے وہ مجھے کامیاب کرے گا۔ (۲۶: ۶۱-۶۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غار حرا میں محصور اس سے زیادہ نازک موقعہ پر فرمایا "لا تحزن ان اللہ معنا" اے میرے رفیق غگین مت ہو اللہ ہم دونو کے ساتھ ہے (۹: ۴۰) موسٰےؑ کے الفاظ میں امید ہے مگر حضور کے الفاظ میں کامل یقین موجود ہے

۱۳۔ خروج کے وقت حضرت موسیٰؑ پر از روئے بائبل یہ الزام ثابت ہے کہ ان کے حکم سے بلکہ خود خدا کے حکم سے بنی اسرائیل نے مصریوں سے جھوٹ بول کر سونے چاندی کے زیور اور برتن جشن منانے کو عاریتاً لئے اور ان کو غصب کر کے بھاگ گئے (انہی زیورات سے آگے پہنچ کر سامری نے معبود (بچھڑا بنایا) دیکھو خروج ۱۲: ۳۵ و ۳۶ یہ ایک الزام ہے جو موسٰے پر بعد کے یہود نے دشمنوں کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرنے کے لئے لگایا ورنہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ مصری ان کے دشمن بھی ہوں ان کے اخراج کے درپے بھی ہوں اور پھر اپنے سونے چاندی کے زیور ان کو عاریتاً دیدیں اور موسٰےؑ جیسا عظیم الشان نبی یہ خفیف حرکت کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعینہ ایسے موقعہ پر اپنے عمل سے یہ بتایا کہ لوگوں کا مال چرانا تو کجا نبی لوگوں کی امانتیں بھی غصب کر کے نہیں بھاگتا بلکہ اپنی جان کے خطرہ کے باوجود جب تک امانتوں کی ادائی کا انتظام نہیں کر لیتے مکہ معظمہ نہیں چھوڑتے

حضرت موسٰے علیہ السّلام کا یثرب (مدینہ) میں آنا

گزشتہ اوراق میں کسی جگہ ہم یہ اشارہ کر چکے ہیں کہ حضرت موسٰے علیہ السلام مدینہ شریف یا یثرب

میں ایک عرصہ تک رہے ہیں اور یہ ان کی ہجرت بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل مماثلت رکھتی ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن شریف اور بائیبل دونوں میں جناب موسےٰ علیہ السلام کی ہجرت مدین میں بتائی گئی ہے اگرچہ اس نام کے متعلق بائیبل کے نسخوں میں اختلاف ہے لفظ مدیان جو مروجہ بائیبل نے اختیار کیا ہے سامری نسخہ توراۃ اور نسخہ سبعینیہ میں اس کا تلفظ مدین ہے اور اعمال ۷: ۲۹ میں بھی مدین ہے۔

مدین کہاں واقعہ تھا اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے اور خود بائیبل میں اس کا وقوع کہیں کچھ اور کہیں کچھ ہے بعض حوالجات تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جزیرہ نما سینا کے عین جنوب میں ساحل سمندر پر واقع تھا خروج ۳: ۱- اور بعض حوالجات یہ بتاتے ہیں کہ وہ اندرون ملک میں عقبہ سے جو رستہ مکہ معظمہ کو جاتا ہے اس پر واقعہ تھا چنانچہ سلاطین اول ۱۱: ۸ میں اسے ادوم اور فاران کے درمیان مصر کے راستہ میں ایک ضلع بتایا ہے یعنی جزیرہ نما سینا کے شمال مشرقی جانب۔ سائیکلو پیڈیا بیبلیکا میں مدیانی قوم کے متعلق لکھا ہے۔

*As to their geographical position which is of the comprehension of historical narratives of much impor-tance we also meet with some diversity of tradition.*

اسی سائیکلو پیڈیا میں ٹولیمی (Ptlemy) کی یہ رائے لکھی ہے کہ اس کے نزدیک مدین دو تھے ایک ساحل سمندر جزیرہ نما سینا کے جنوب میں اور ایک حقل اور مقنا کے قریب۔

لیکن بائیبل کے کسی حوالہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مدین کوئی خاص شہر تھا بلکہ ایک علاقہ کا نام معلوم ہوتا ہے جہاں مدیانی قوم آباد تھی موجودہ نقشہ میں مدین جو ایک شہر دکھایا جاتا ہے یہ بعد کا آباد شدہ ہے پہلا مدین حضرت شعیبؑ کے زمانہ میں زلزلہ سے تباہ کر دیا گیا اور اس کی تمام آبادی ہلاک ہو چکی تھی حضرت شعیبؑ نے یہاں سے ہجرت کر کے ایک اور شہر یثرب کے نام سے آباد کیا جو آج مدینہ کے نام سے معروف ہے۔

بائبل میں مدیانی قوم جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری بیوی قتورہ کے فرزند مدیان کی اولاد بتائی گئی ہے پیدائش ۲۵: ۴ تواریخ اول ۱: ۳۲ خروج ۳: ۱ میں یثرو کاہن کو مدیانی اور قاضیون ۱: ۱۶ میں اسی کو کنعانی لکھا ہے مگر انہی مدیانیوں کو کسی جگہ اسماعیلی لکھا ہے پیدائش ۳۷: ۲۵ و ۲۸۔ اور قاضیون ۸: ۲۴ پھر ان کی خانہ بدوش معاشرت کی بنا پر لکھا ہے کہ وہ عرب تھے۔

*Knowing what we know however of the way of life of Arabian tribes.*

اس کے بعد ان کی بود و باش کے متعلق لکھا ہے کہ مدیان کا بیٹا حیفا شمالی حجاز میں آباد ہوا۔

*Midianites dwelt in the northern part of the Hijaz*

سائیکلوپیڈیا ببلیکا۔

مدیان کے دوسرے بیٹے کے متعلق لکھا ہے:۔

*Another son of midian in Geneses is named Epher who is identified by knoble with the tribe of Ghifar which in the time of Mohammad had en-campments near Medina.* سائیکلوپیڈیا ببلیکا زیر عنوان مدیان۔

اس کے علاوہ یوبل کے صحیفہ میں جو اگرچہ مروجہ بائبل کے اندر نہیں باب ۲ آیت ۱۶ میں عربوں کو مدیانی لکھا ہے۔

بائبل کے ان تمام مختلف بیانات کو پڑھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ کتاب اس امر میں ہماری صحیح رہنمائی نہیں کر سکتی کہ جناب موسے علیہ السلام اپنی ہجرت کے زمانہ میں کہاں مقیم تھے البتہ ان اختلافات میں مشترک حصہ یہ ہے کہ مدین ایک علاقہ تھا جو حجاز کے شمالی حصہ میں مدینہ کے قریب واقع تھا جہاں یہ لوگ آباد تھے۔

اس کے بالمقابل عرب کی روایات بالکل واضح ہیں جن میں کوئی تضاد نہیں پایا جاتا حضرت شعیب

علیہ السلام کی مخالفت کی وجہ سے شہر مدین کو برباد کر دیا گیا اور جناب یثرو یا شعیب نے وہاں سے ہجرت کر کے ایک اور شہر اپنے نام پر آباد کیا اور اس کا نام یثرب رکھا اور مداینی لوگ اسی کے قرب وجوار میں آباد تھے قرآن شریف کے مدین کے متعلق تمام حوالجات میں بالعموم مدین سے مراد مدیانی قوم ہے سوائے ایک خاص مقام کے جہاں زلزلہ سے اس کی تباہی کا ذکر ہے۔

قرآن شریف میں "ولما ورد ماء مدین" کا واقعہ اس مدین شہر کا نہیں جہاں پانی سمندر کے قریب ہونے کی وجہ سے بکثرت تھا بلکہ یہ مدیانی قوم کے ایک ایسے کنوئیں کا واقعہ ہے جہاں پانی کی قلت تھی یہ بزرگ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے سسر اور معلم دونوں تھے انکی تعلیم و تربیت کے متعلق قرآن شریف میں لکھا ہے فلبثت سنین فی اھل مدین ثم جئت علیٰ قدر یموسیٰ (۲۰ : ۴۰) "پھر تو مدین کے لوگوں میں کئی سال رہا سو تو اے موسیٰ ایک اندازہ پر آگیا"۔

## شہر مدینہ کی وجہ تسمیہ

سائیکلوپیڈیا اوف اسلام کے مؤلف ڈاکٹر بہل نے لفظ مدینہ پر بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مدینہ عربی زبان کا لفظ نہیں یہ لفظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود سے مستعار لیا ہے پادری زویمر نے ڈاکٹر کے اس مضمون کو اپنے رسالہ مسلم ورلڈ میں شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا استدلال عجیب ہے آپ فرماتے ہیں کہ قرآن شریف میں یہ لفظ ۱۸ مرتبہ استعمال ہوا ہے ۴ مرتبہ مکی سورتوں میں اور سوائے ایک مرتبہ کے یہود اور بنی اسرائیل یا بنی اسرائیل کی تاریخ کے ضمن میں ہی اسے استعمال کیا گیا ہے۔ اور اسی سے متاثر ہو کر نبی کریم نے اپنے شہر کا نام مدینہ رکھ لیا ہے آپ کا خیال یہ بھی ہے کہ لفظ مدینہ عربی زبان کا لفظ نہیں بلکہ آرمینین زبان کا لفظ ہے۔ ڈاکٹر صاحب اور پادری صاحب دونوں سے ہماری گزارش یہ ہے کہ عبری اور عربی دونوں زبانوں میں ایک مادہ دین ہے جس کے معنی حکومت کرنا ماتحت بنا لینا اور انصاف کرنا ہیں

[illegible]

*Din future yadin to rule, to govern, to judge I same 2:1*

*zech 3:7 Gen 6:3 Ps 7:9, 9:8 50:4, 72:2, 96:10, Jo 3:13.*

بخاری میں اس کے معنی لکھے ہیں الدین الجزاء دین کے معنی جزاء و سزا کے ہیں یوم الدین انصاف کا دن The day of judgment. مدینہ The place of judgment.
انصاف کی جگہ یا عدالت اسلام سے پیشتر یہ نام شہر کا نام ہو یا نہ ہو لیکن لفظ دین کا اشتقاق ہونے کی وجہ سے عدالت اور منصفی کے معنوں میں اس کا استعمال ضرور ہو گا۔

مدینہ کا یثرب نام اس لحاظ سے ہے کہ وہ یثرو کا آباد کردہ ہے لیکن مدینہ کی وجہ تسمیہ یثرو بذات خود ایک اعلےٰ درجہ کا جج تھا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کو قوم کے جھگڑے نپٹانے اور باقاعدہ عدالت قائم کرنے کی تعلیم اسی شخص نے دی تھی دیکھو خروج ۱۸: ۱۳ تا ۲۶ یہ ظاہر ہے جو شخص موسیٰ علیہ السلام کو باقاعدہ عدالت قائم کرنے کی تعلیم دے سکتا ہے اس نے اپنے ہاں ضرور کوئی نہ کوئی عدالت قائم کی ہوگی کیونکہ وہ خود اپنی قوم کا شیخ یا کاہن تھا قرآن شریف نے اس کی بیٹیوں کے منہ سے یہ الفاظ ادا کئے ہیں وابونا شیخ کبیر اور ہمارا باپ بہت بڑا شیخ (ہائی پریسٹ) ہے اور اس زمانہ کے جج اور منصف یہی لوگ ہوتے تھے۔ یہی مقام ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مماثلت رکھنے کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی مختلف مذاہب مدینہ نے باوجود اختلاف مذہب اپنا حکم اور جج تسلیم کیا۔
بائبل نے اس شخص کے تین نام بتائے ہیں کسی جگہ اس کا نام یثرو ہے خروج ۴: ۱۸۔ اور ۳: ۱۔ ۱۸: ۱، ۵، ۹ وغیرہ اور کسی جگہ رعوایل ہے خروج ۲: ۱۸ اور ایک جگہ حوبب ہے شمار ۱۰: ۲۹ جس سے یہ ظاہر ہے کہ بائبل کے بیانات کی بنا مختلف روایات پر ہے یقینیات پر نہیں۔

## موسیٰ نام عربی زبان کا لفظ ہے

بائبل کے مروجہ نسخہ عبرانی نے موسیٰ علیہ السلام کا نام موشے بتایا ہے مگر بائبل کے دوسرے نسخہ (سبعینیہ) اور نئے عہد نامہ میں آپ کا نام "موئیسز" ہے اور اس نام کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ دختر فرعون نے چونکہ ان کو پانی میں سے نکالا اس لئے اس کا نام مو بمعنی پانی اور آس باہر لانا ہیں خروج ۲: ۱۰ جو زبان عبری کے قواعد کے لحاظ سے غلط ترجمہ ہے موشے کے معنی نجات دہندہ یا باہر لانے والا تو ہو سکتے ہیں مگر پانی سے باہر نکالا یا باہر لایا گیا نہیں ہو سکتے۔

دیکھو سموئیل دوم ۲۲: ۱۷ از بور ۱۸: ۱۷ لیکن عہدنامہ عتیق میں نجات دہندہ یا باہر لانے والا اس کے معنی کہیں نہیں لکھے۔ موٴلف بائیبل کو غلطی یہ لگی کہ انہوں نے دختر فرعون کو عبرانی زبان بولنے والی عورت سمجھ لیا حالانکہ مصریوں کی زبان عبرانی نہ تھی اور جہاں تک مصر کے متعلق معلومات مہیا ہو چکے ہیں ان میں موشی وغیرہ کوئی نام نہیں ملتا اس موجودہ زمانہ میں اس اعتراض سے گھبرا کر کہ جب دختر فرعون کی زبان عبری نہ تھی بلکہ یہ لوگ عبریوں کے سخت دشمن تھے تو وہ اس بچہ کا نام عبرانی کیسے رکھ سکتی تھی عیسائی علماء کی طرف سے ہمیں یہ یقین دلایا گیا ہے کہ یہ نام عبرانی نہیں بلکہ مصری زبان کا ہے اور اس کے معنی بچہ ہیں اس میں شبہ نہیں کہ مصری زبان میں ایک لفظ میس mes یا میسو mesu ہے جس کے معنی بچہ ہیں جو کبھی کبھی بطور مستقل نام کے اور کبھی کسی دوسرے لفظ کے ساتھ مرکب ہو کر استعمال ہوتا ہے مثلاً تھاٹ میس Thatmes اح میس Ahmes رع میس Rames وغیرہ اس بنا پر جناب موسیٰ کا "میسو" نام تجویز کیا گیا (رتیان ۱: ۱۶۰) مگر اس پر یہ اعتراض ہوا کہ یہود نے اپنے پیغمبر کا نام مصریوں کے ساتھ حد درجہ کی دشمنی کے باوجود مصری نام کیسے قبول کر لیا۔ غرض علماء یہود کے لئے دوگونہ مشکل ہے کہ وہ اپنے پیغمبر اعظم کا نام مصری یا عبری قبول کریں اگر عبری فرض کریں تو دختر فرعون کو عبری تسلیم کرنا پڑتا ہے اور اگر مصری سمجھیں تو اول تو یہ نام مصری ہے نہیں دوم دشمن کا تجویز کردہ نام انہیں قبول نہیں۔ اس بنا پر علماء نے آپ کے     اسرسف اور تستھن وغیرہ بیسیوں نام تجویز کئے ہیں۔

لیکن ہمارے خیال میں یہ نام عربی زبان کا ہے اور یہ نام اس وقت رکھا گیا ہے جب وہ حضرت یثرو بانیٔ شہر یثرب (مدینہ) کے پاس آکر ٹھہرے تھے۔ جناب موسےٰ وہاں پہنچے تو فرعون سے بہت خائف تھے انہوں نے ان کا نام بدل کر اپنے پاس پناہ دی اور کہا لا تخف نجوت من القوم الظّٰلمین ۲۸: ۲۵ عربی زبان میں اس کا اشتقاق مَاسَ یَمِیْسُ سے ہے جس کے معنی ہیں خدا کا مس کیا ہوا یا معلوم کیا ہوا خدا کا کسی کو مس کرنا بائیبل کے محاورہ کے مطابق دو معنوں میں آتا ہے کبھی دکھ اور سزا دینے کے معنوں میں جیسے خدا کے مس کرنے سے یعقوب لنگڑانے لگ گیا یا جیسے ایوب کو کہ وہ دکھوں میں مبتلا ہوئے اور کبھی گناہ سے پاک کر کے اپنا قرب عطا کرنا مراد ہوتا ہے اور یہ ایک اور وجہ مماثلت

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہونے علیہ السلام سے ہے کہ آپ کو اس قدر اذیت اور دکھ دیا گیا جو کسی
نبی کو نہیں دیا گیا مگر آپ کو قرب الٰہی بھی اس قدر نصیب ہوا جو کسی اور نبی کو نہیں ملا دنی فتدلیٰ فکان
قاب قوسین او ادنیٰ اس قدر قرب ملا کہ آپ کے دشمن کا اللہ دشمن اور آپ کے دوست کا اللہ دوست ہو گیا

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مثیل موسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا

قرآن شریف کی اس آیت انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا
(۷۳ : ۱۵) کے علاوہ خود رسول کریم نے نجاشی عیسائی بادشاہ کو جو خط لکھوایا اس میں فرمایا۔

من محمد رسول اللّٰہ صاحب موسیٰ واخیہ والمصدق لما جاء بہ موسیٰ الا ان اللّٰہ قال
قال لکم یا معشر اھل التوراۃ وانکم لتجدون ذلک فی کتابکم محمد رسول اللہ وانی انشدکم باللہ
الا اخبرونی ھل تجدون فیما انزل اللہ علیکم ان تؤمنوا بمحمد فان کنتم لا تجدون ذلک فی کتابکم
فلا اکرہ علیکم قد تبین الرشد من الغی (ابن ہشام جلد صفحہ ۱۹

"محمد رسول اللہ کی جانب سے جو موسیٰ کا ساتھی اور اس کا بھائی ہے اور تصدیق کرنے والا ہے
اس کی جو موسے لایا خبردار اللہ تمہیں بتا چکا ہے اے تورات کے ماننے والو اور ضرور تم اپنی کتاب
میں محمد رسول اللہ کی بشارت پاؤ گے میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں یہ کہ مجھے خبر دو کیا تم نے اس کتاب
میں جو اللہ نے تم پر اتاری یہ پاتے ہو کہ تم محمد پر ایمان لاؤ اگر تم اپنی کتاب میں یہ بشارت نہیں پاتے تو
میں تمہیں مجبور نہیں کرتا کیونکہ نیکی تو گمراہی سے بالکل الگ ہو چکی ہے۔

## جناب موسیٰ کی آخری وصیت میں بشارت

### آنحضرت صلعم کی دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آمد

(۹۵ : ۱-۴)

والتین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الامین لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم
انجیر اور زیتون طور سینا اور یہ امن والا شہر گواہ ہیں بے شک ہم نے انسان کو بہترین انداز پر پیدا کیا ہے
انجیر اور زیتون کتاب انبیاء اسرائیل میں روحانیت و نبوت اور بادشاہت سے تعبیر کیے گئے ہیں

انجیر سے مراد قوم اسرائیل کی روحانیت اور نبوت ہے اور زیتون اس کی بادشاہت کی طرف اشارہ کرتا ہے طور سینا وہ مقام جہاں وہ تعلیم دی گئی جس نے ان دونوں قسم کی ترقی کے معراج پر قوم اسرئیل کو پہنچایا یہ امن والا شہر (مکہ) اور جو کچھ اس میں خدا کی شریعت دی گئی یہ سب گواہ ہیں اس امر پر کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین انداز پر پیدا کیا ہے یہ تہذیب و ترقی کے بلند سے بلند مقام پر چڑھ سکتا ہے طور سینا پر جو کچھ دیا گیا اس نے ایک غلام اور ذلیل قوم کو اس کی انتہائی ذلت سے اُٹھا کر نبوت اور حکومت کے وارث بنا دیا امن والے شہر میں جو کچھ دیا اس نے ایک مفسد اور ضلال مبین میں غرق قوم کو بدل کر اقوام عالم کے روحانی اور سیاسی امن و سلامتی کا ضامن بنا دیا اسی سے متعلق حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے پہلے ایک نہایت ضروری وصیت کی اور فرمایا:-

ویُومر یھووہ مسّینائی با وزا رح مِسّعِیر لامو ھوفیَع مِہَر پاران واتا مر ببوث قودش

میمینو الیش داث لامو (استثنار ۳۳: ۲)

جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے

| | |
|---|---|
| و۔ اور | فیع۔ جلوہ گر ہوا |
| یومو۔ کہا | مہر۔ پہاڑ سے (من ھر) |
| یھووہ۔ خداوند | پاران۔ فاران کے |
| مسّینائی۔ سینا سے (من سینئی) | وِ۔ اور |
| با۔ آیا | اُتاہ آتا ہے |
| و۔ اور | مہ ببوث۔ ساتھ دس ہزار (من۔ ربوث |
| زارح۔ طلوع ہوا۔ | قودش۔ قدسیوں کے |
| مِسّعیر۔ شعیر سے (من۔ شعیر) | میمینو۔ دہنے ہاتھ پر اس کے (من یمینو) |
| لامو۔ ان کے لیے | |
| ھو۔ وہ | الیش۔ آتشی۔ |

داث۔ شریعت ہے          لامو۔ ان کے لئے۔

ترجمہ: اور کہا خداوند سینا سے آیا اور طلوع ہوا شعیر سے ان کے لئے۔ وہ جلوہ گر ہوا فاران کے پہاڑ سے اور وہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آتا ہے اس کے دہنے ہاتھ پر ان کے لئے آتشی شریعت ہے۔

## خداوند طور سینا سے آیا

طور سینا جو از روئے بائبل خداوند یہوواہ کا تخت گاہ ہے اس کا جائے وقوع مختلف فرقہ ہائے یہود کے خیالات اور حوالجات بائبل کی گوناگونی کی بنا پر مختلف ہوا کرے۔ اور موجودہ آزاد خیال علمائے مسیحی اسے اور کوہ حورب کو سورج اور چاندی کی پرستش کے مظاہر قرار دیتے رہیں (سین اور سینا۔ چاند۔ حورب چلچلاتی دھوپ یا سورج) لیکن متفقہ مذہبی نقطۂ نگاہ سے یہ امر مسلم ہے کہ وہ مقام جہاں حضرت موسےٰ علیہ السلام کو شریعت دی گئی یا قوم اسرائیل کے دینی اور دنیوی ارتقار کی بنیاد رکھی گئی طور سینا ہے انجیر سے مراد بنی اسرائیل کی روحانی ترقی اور نبوت ہے اور زیتون ان کی بادشاہت کی طرف اشارہ کرتا ہے طور سینا وہ مقام جہاں ان دونوں باتوں کی بنیاد قائم کی گئی جسے کتاب انبیا میں شریعت کے ساتھ بھی تعبیر کیا گیا ہے۔[1]

ہوشیعا نبی قوم اسرائیل کی اس حالت کو جب وہ شریعت پر پہلے پہل عامل ہوئی ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

"میں نے اسرائیل کو ان انگوروں کی مانند جو بیابان میں ہوں پایا جیسا کہ انجیر کا پہلا پکا ہوا پھل جو پہلی مرتبہ لگے ویسا تمہارے باپ دادوں کو دیکھا۔" (ہوشیعا ۹: ۱۰)

یسعیاہ نبی سماریہ والوں کی خوبصورتی کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے۔

"وہ انجیر کے پہلے پھل کی مانند ہوگا جو گرمی کے ایام سے پیشتر لگے جس پر کسی کی نگاہ پڑے اور

[1] ہندوؤں اور بدھوں میں ان دو درختوں کے بالمقابل پیپل اور برگد کے درخت ہیں دیوتا انہی کے زیر سایہ آرام کرتے ہیں اتھروید کانڈ ۵ سوکت ۴ منتر ۳۔ اور چھانگدوگیہ اپنشد ۸ ۔ ۵ ۔ ۳ کوشتکی اپنشد ۱: ۳۔

وہ اسے دیکھتے ہی اور ہاتھ میں لیتے ہی جھٹ کھا جاتا۔" (یسعیاہ ۲۸: ۴)

نیز دیکھو ہوشیع ۳: ۱۲۔ یرمیاہ ۲: ۲ سلاطین اول ۴: ۲۵ یسعیاہ ۳۴: ۴ یرمیاہ ۸: ۱۳، ۲۴:

اور ۲ و ۳ و ۸۔ ۲۹: ۱۷ زکریاہ ۳: ۱۰۔

زیتون کا درخت حکومت کا مترادف ہے زبور میں جناب داؤد فرماتے ہیں

"ولیکن میں خدا کے گھر میں زیتون کے ہرے درخت کی مانند ہوں" ۵۲: ۸

یرمیاہ نبی بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہتا ہے:۔

"خداوند نے تیرا نام ہرے زیتون کا درخت جس کا پھل خوشنما ہے رکھا یرمیاہ ۱۱: ۱۶

نیز دیکھو ہوشیع ۱۴: ۶ وغیرہ۔

غرض تین اور زیتون سے مراد بائبل میں روحانیت نبوت اور حکومت ہے ان دو نعمتوں کے دینے کا وعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معرفت جناب اسحق اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی اولاد سے کیا گیا تھا یہ دونوں قسم کا وعدہ پورا ہوا بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل دونوں سلسلوں میں حکومت و نبوت قائم ہوئی حضرت اسحاق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے حضرت یعقوب اور جناب عیسو ان دونوں کے سلسلوں میں پھر حکومت و نبوت چلی عیسو اگرچہ بڑا تھا مگر نبوت کی وراثت چھوٹے بھائی کو ملی البتہ حکومت دونوں کی اولاد کے حصہ میں آئی ایک حکومت یعقوب علیہ السلام کے منجھلے بیٹے یہودہ کے نام سے موسوم ہوئی اسی کی نسل میں انبیاء بھی ہوئے البتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت یعقوب کے ایک اور بیٹے لاوی کی اولاد میں سے تھے جن کے ساتھ طور سینا پر اللہ تعالیٰ کا مکالمہ ہوا اور ان کو ایک مفصل شریعت دی گئی جس نے بنی اسرائیل میں زندگی پیدا کی خداوند یہوہ کا سینا پر آنا اسی سے عبارت ہے

## خداوند کا کوہ شعیر پر طلوع

ہمارے بعض علماء نے خداوند کے شعیر پر طلوع سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام کو شریعت دیا جانا لیا ہے نہیں معلوم ان بزرگوں کے علم میں کتاب مقدس کا کونسا حوالہ تھا؟ مجھے افسوس ہے باوجود تلاش ایسا کوئی حوالہ نہیں ملا اس بارہ میں بائبل کی صراحت یہ ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام

کے بڑے بیٹے عیسو کا بیٹا ادوم تھا اسی کی اولاد کوہ شعیر میں آباد ہوئی ہے یہ شخص ادومی قوم کا باپ کہلاتا ہے آہستہ آہستہ ان لوگوں نے اسی کوہ شعیر میں اپنی سلطنت قائم کرلی جس کی یہودہ کی سلطنت سے ہمیشہ جنگ رہتی تھی یہ سلطنت جھیل مردار کے جانب جنوب عرابہ کی مشرقی سمت بیس میل کے فاصلہ پر واقع تھی کوہ شعیر شعر یعنی بال سے مشتق ہے روئیدگی اور سبزی کی وجہ سے اس پہاڑ کا یہ نام رکھا گیا تھا موجودہ زمانہ میں زیادہ تر حصہ پہاڑ خشک ہے اگرچہ اس کے بعض قطعات اب بھی سرسبز ہیں حسب دعا اسحاق مندرجہ پیدائش ۲۷ : ۳۹ - ۴۰ عیسو اور اس کی اولاد کو یہ نعمت ملی کہ

"دیکھ زمین کی چکنائی سے اور اوپر آسمان کی اوس سے تیرا قیام ہوگا اور تو اپنی تلوار سے زندگی بسر کرے گا اور اپنے بھائی کی خدمت کرے گا اور یوں ہوگا کہ جب تو تردد میں پڑے گا تو اس کی حکومت کا جوا اپنی گردن سے توڑ کر پھینک دے گا۔"

جناب اسحاق کی اس دعائے خیر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت کے حق میں دعائے برکت دونوں نے مل کر اس نسل ابراہیمی کی چھوٹی سی شاخ کو بھی نعمت الٰہی سے محروم نہیں رکھا کہتے ہیں حضرت ایوب علیہ السلام اسی قوم میں سے نبی ہوئے (نوحہ یرمیاہ ۴ : ۲۱) اور تہذیب و خردمندی کا بہرہ وافر اس قوم کو ملا بائبل کی کتاب عبدیاہ آیت ۸ - اور یرمیاہ ۴۹ : ۷ میں اس کا ذکر موجود ہے جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے اس سے زیادہ ہم کوہ شعیر پر طلوع خداوندی کے متعلق کچھ نہیں جانتے

## خداوند فاران کی چوٹیوں پر جلوہ گر ہوا

۱ - فاران بعض مسیحی اور یہودی علماء کے خیال میں وہ میدان ہے جو بئر شبع کی شمالی حد سے کوہ سینا تک چلا گیا ہے جس کے شمال میں کنعان جنوب میں کوہ سینا مغرب میں ملک مصر اور مشرق میں کوہ شعیر۔

۲ - بعض کے نزدیک قادیش اور فاران ایک ہے۔

۳ - کچھ علماء اسے کوہ سینا کی مغربی نشیب پر قرار دیتے ہیں۔

لیکن عرب کے قدیم جغرافیہ نویس اور بعض علماء مسیحی کی تحقیقات سے یہ ثابت ہے کہ مکہ معظمہ کے پہاڑوں کا نام فاران ہے چنانچہ توراۃ سامری کا عربی ترجمہ جسے آرکیون نے ۱۸۵۱ء میں شائع کیا

اس میں پیدائش ۲۱ : ۲۱ کے ترجمہ میں فاران کو حجاز میں بتایا ہے ترجمہ کے اصل الفاظ عربی یہ ہیں ۔

وَسَکَنَ بریّة فاران (الحجاز) واخذت لهٗ اُمّهٗ امرأة من ارض مصر (تکوین ۲۱ : ۲۱)

اسمٰعیل بیابان فاران واقعہ حجاز میں سکونت پذیر ہوا اور اس کی ماں نے اس کے لئے مصر سے ایک عورت لی "

اس ترجمہ سے ظاہر ہے کہ فاران حجاز میں ہے اور جب تک مسلمانوں نے اس پیشگوئی کو مسیحی حضرات کے سامنے پیش نہیں کیا اس وقت تک فاران حجاز میں رہا مگر جوں ہی علماء اسلام نے مسیحی دوستوں کی توجہ اس طرف دلائی وہ اس فاران کو اُٹھا کر سینا میں لے گئے تاکہ بشارت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ثابت نہ ہو مگر جس طرح پہاڑ کا اُٹھانا مشکل ہے اسی طرح فاران کا حجاز سے ہٹنا بھی ناممکن ہے اس لئے ہم اس جگہ اس پر مختصر مگر مدلل بحث کرتے ہیں ۔

## فاران مکہ معظمہ کے پہاڑ کا نام ہے

تورات کی مندرجہ بالا آیت (پیدائش ۲۱ : ۲۱) بخط عربی یوں ہے ۔

ویشب بمدبر پاران وتقّح لو اموایشه مارص مصریم (پیدائش ۲۱ : ۲۱)

"اور سکونت کی وادی غیر ذی زرع فاران میں اور اس کی ماں نے اس کے لئے ملک مصر سے ایک عورت لی "

اس آیت میں جملہ "بمدبر پاران" قابل غور ہے عبری زبان میں "مدبر" کے معنی ہیں زمین غیر ذی زرع لغت میں لکھا ہے ۔

مدبر Uninhabited tract or region untilled, a desert, a saterile and solitary region.

بطور استعارہ اس کا استعمال بانجھ عورت کے لئے بھی ہوتا ہے گویا اس میں بھی روئیدگی نہیں ہوتی ۔

دیکھو ہوسیع ۵ یرمیاہ ۲ : ۲۱ یسعیاہ ۲۷ : ۱۰ وغیرہ

دنیا جانتی ہے کہ یہ وادی غیر ذی زرع صرف مکہ کی تعریف ہے ۔

۲ - سائیکلو پیڈیا ببلیکا میں پاران کے متعلق لکھا ہے

It is not easy to understand all the OT passages relative to Paran.

یعنی بائبل کی وہ آیات جو فاران سے تعلق ہیں ان کا سمجھنا آسان نہیں ہے:
گویا بائبل کے عہد عتیق کے حوالجات میں اس قدر اختلاف ہے کہ فاران کا جاء وقوع سمجھنا آسان نہیں ایسی صورت میں جغرافیہ عرب کا اعتبار کر کے فاران مکہ معظمہ کا پہاڑ ہی سمجھنا چاہیے۔

۳ - یوسیبیس اور جیروم جو بہت پرانے زمانہ کے مورخ ہیں انہوں نے لکھا ہے۔

Pharan is a town over against Arabia southword three days journey from Aila eastward.

بائبل کے متضاد بیانات سے ظاہر ہے کہ وہ فاران کا صحیح جائے وقوع بتانے سے قاصر ہے لیکن پیدائش ۲۱: ۲۱ مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہے کہ حضرت اسمٰعیل وادیٔ فاران میں آباد ہوئے اور یہ ایک امر واقعہ ہے کہ جناب اسمٰعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے عرب کے مختلف قطعات میں آباد ہوئے پس فاران وہی جگہ ہے جہاں حضرت اسمٰعیل کی اولاد اس وقت سکونت پذیر تھی جب بائبل لکھی گئی وہ بلاشک وشبہ عرب ہے۔

۴ - اسیریا کے کتبوں سے حال ہی میں معلوم ہوا ہے کہ قیدار پسر حضرت اسمٰعیلؑ سے مراد ملک عرب ہے سائیکلو پیڈیا ببلیکا کے اصل الفاظ یہ ہیں

The Assyrian inscriptions several time mentions the kidru or Kadru once in an inscription of Asur-i-Banipal the name is used even is a synonym of Arabia.

۵ - پولوس نامہ گلاتیوں میں لکھتا ہے۔

یہ باتیں تمثیلی بھی جانی جاتی ہیں اس لئے کہ یہ دو عورتیں عہد ہیں ایک تو سینا پہاڑ پر سے جو ہوا وہ زرے غلام جنتی ہے یہ ہاجرہ ہے کیونکہ ہاجرہ عرب کا کوہ سینا ہے لہ اور اب کے یروشلم کا جواب ہے اور یہی اپنے لڑکوں کے ساتھ غلامی میں ہے پر اوپر کا یروشلم آزاد ہے سو ہی ہم سب کی ماں ہے

(۴: ۲۴-۲۶)

پولوس اس جگہ دو کوہِ سینا قرار دیتا ہے ایک سارہ کا کوہ سینا اور دوسرا ہاجرہ کا کوہِ سینا سارہ شریعت سے آزاد بچے جنتی ہے اور ہاجرہ شریعت کے پابند اسی طرح یروشلم بھی دو ہیں ایک نیا اور دوسرا دُور کا اور پرانا ہے مگر ہاجرہ کا یروشلم نیا ہے اس حوالہ کا مطلب یہ ہے کہ سینا فاران اور یروشلم وغیرہ الفاظ بطور مجاز و استعارہ بھی استعمال ہوتے ہیں اور اس سے مراد دو قومیں ہیں ایک حضرت اسحاق اور سارہ کی اولاد اور دوسری حضرت اسمٰعیل اور ہاجرہ کی اولاد۔

پس خداوند کا کوہ سینا پر آنا دو طرح پر ہے ایک سارہ کی اولاد سے موسیٰ علیہ السلام کو طور سینا پر شریعت کا دیا جانا اور دوسرے ہاجرہ کی اولاد میں مثیل موسیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کامل شریعت کا دیا جانا یہی عرب کا کوہ سینا ہے جس پر خدا اُترا ہے اسی طرح ایک فاران شاید وہ بھی ہو جس پر بنی اسرائیل کے کوچ کے وقت بدلی جا ٹھہری تھی اور ایک فاران وہ ہے جس پر ایک عظیم الشان روحانی بارش کی بدلیاں اُمنڈ آئیں اور یہی خداوند کا فاران پر جلوہ گر ہونا ہے

۶۔ وہ لوگ جو فاران کو بیابان سینا وغیرہ میں قرار دیتے ہیں وہ ان امور پر غور کریں۔

الف کتاب شمار ۱۰: ۱۲ کی بنا پر بیابان سینا اور بیابان فاران الگ الگ دو بیابان ہیں ایک سے چلتے اور دوسرے میں پہنچتے ہیں۔

ب : کتاب پیدائش ۱۴: ۶ کی بنا پر کوہ شعیر اور فاران دو جدا جدا پہاڑ ہیں۔

ج : کتاب شمار ۱۲: ۱۶ و ۱۳: ۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام حصیروت سے آگے بڑھ کر فاران ملتا ہے

د : کتاب شمار ۱۳: ۲۵ و ۲۶ سے ظاہر ہے کہ کنعان سے واپسی پر پہلے فاران پڑتا ہے اور پھر قادس

لہ بنیغلے وغیرہ شارحین بائبل نے اس کی شرح یونانی میں یوں کی ہے "اب یہ ہاجرہ کوہ سینا ہے عرب میں"

گویا قادیش شمالی سرحد فاران پر واقع ہے

ہ : کتاب اول سلاطین ۱۱: ۱۸ سے معلوم ہوتا ہے مدین اور مصر کے رستہ میں فاران پڑتا ہے اور مدین حجاز میں واقع تھا۔ صفحہ ۱۶۲-۱۶۳

و : جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ فاران اور قادیش ایک ہیں وہ مندرجہ ذیل حوالجات پر غور کریں پیدائش ۱۴: ۶ و ۷ سے قادیش اور فاران کا علیحدہ علیحدہ ہونا ثابت ہے۔

ز : وہ مسیحی دوست جن کا خیال ہے کہ فاران کوہ سینا کے مغربی نشیب میں واقع تھا یہ اس لئے غلط ہے کہ اولاد اسمٰعیل وہاں آبادہی نہیں ہوئی۔

ح : بائبل میں ہاجیریوں سے مراد اولاد ہاجرہ ہے جن کے ساتھ بنی اسرائیل کی جنگ ہوئی تواریخ اول ۵: ۱۰ و ۲۰۔ اس کے بعد کے زمانہ میں یہی نام مسیحیوں کی طرف سے مسلمانوں کو دیا گیا اور اسی لفظ ہاجرے اسیریا والوں نے اخگریا ل اگمر ع فعل بنا کر مسلمان ہونے کے لئے استعمال کیا اور اسی زبان میں مسلم کو مگر ع ا یا کہتے ہیں اور یونانیوں نے مگریتھس۔ مگریوس۔ مگرزین مسلمانوں کے لئے الفاظ بنائے کتاب باروق جو تورات کے نسخہ سبعینیہ میں ایک صحیفہ ہے اس کے ۳: ۲۳ میں ہاجرین کا ذکر اہل تیما کے ساتھ آیا ہے اور اس سے مراد وہ لوگ لئے ہیں جو حکمت اور دانائی کے جویاہوں۔ مختلف زبانوں کی اس شہادت سے ثابت ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام عرب میں آباد ہوئے اور ہاجرہ کی اولاد کا نام مسلمان خود مسیحیوں سے رکھا جانا بھی اسی امر کی تصدیق کرتا ہے۔

۸ : حبقوق نبی نے اسی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا خدا جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا حبقوق ۳: ۳۔ یہاں صاف طور پر فاران کا جنوب میں ہونا بیان کیا گیا ہے اور حجاز شام کے جنوب میں ہے۔

## دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آمد

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس مخصوص اور روشن نشان کے متعلق ہم جناب حنوک یا ادریس علیہ السلام کی پیشگوئی میں بحث کر چکے ہیں اور وہاں ہم یہ بھی دکھا چکے ہیں کہ اس بشارت کا انتظار ابتدا

ل Ahgar ل Ethhaggar ع Mahgaraya. ط

عالم سے کل انبیاء کو تھا) ہندو کتب کی بشارات کے سلسلہ میں ہم اس پیشگوئی کو ویدوں سے بھی نکال کر پیش کر چکے ہیں) یہاں تک کہ جناب مسیح کے ۳۲ سال بعد بھی یہوداہ نے اپنے خط میں اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی تمنا ظاہر کی ہے پس جناب مسیحؑ کے بعد صرف ایک ہی نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے حق میں یہ بشارت عظمٰے پوری ہوئی ایک عرصہ دراز سے بائبل کے ترجمہ میں دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ خداوند کے آنے کا ذکر موجود ہے مگر اب کچھ عرصہ سے نئے ترجموں میں اس پیشگوئی کو مبہم بنانے کے لئے اس کا ترجمہ "لاکھوں قدوسیوں کے ساتھ" کیا جانے لگا ہے اس لئے اصل عبری الفاظ پر مختصر سی بحث کی ضرورت ہے دراصل دس ہزار قدوسیوں کی معیت نہ صرف فاران کے جائے وقوع کے متعلق فیصلہ کر دیتی ہے بلکہ پیشگوئی کے اصل مصداق کی ناقابل تردید شہادت دیتی ہے۔ کیونکہ صرف انبیاء بنی اسرائیل کی تاریخ میں نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ میں دس ہزار قدوسیوں کا قدوس ساتھی صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ثابت ہوتے ہیں جناب موسے نے دو ہزار سال پیشتر موعود کل ادیان کا یہ نشان بتایا ایسا نہیں بلکہ جناب آدم کی صرف ساتویں پشت میں حضرت ادریس علیہ السلام یہی نشان بیان فرماتے ہیں اور اگر ہندوؤں کے دعاوی پر اعتبار کر لیا جائے تو ہزاروں نہیں لاکھوں برس پیشتر ویدوں کے رشیوں نے موعود کا یہی نشان بتایا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا واقعہ دنیا کی تاریخ میں صرف ایک ہی ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک ہی رہے گا دس ہزار قدوسی بنانا تو ایک بے نظیر قدوس کا ہی کام ہو سکتا ہے انبیاء عالم میں سے تو کوئی نہ ہوا جس نے اپنی زندگی بھر اس قدر شدید مخالفت کے باوجود دس ہزار انسان اپنے ساتھ جمع کر لئے ہوں۔

## عبرانی کے اصل الفاظ پر بحث

آیت زیر بحث کے عبری الفاظ میں ایک لفظ ربوث ہے جس کے معنی ہم نے دس ہزار کئے ہیں یہ لفظ کئی جگہ کتب انبیاء میں استعمال ہوا ہے اس کا مادہ ربب ہے اور معنی دس ہزار دیکھو نحمیاہ ۷: ۷۱ اور ولیم جیسنیس کی عبری انگریزی لغت میں ربوث کے معنی لکھے ہیں۔

(ربوث) A MYRAID TEN THOUSANDS

(شیتی ربوث) Twice TEN THOUSAND

کبھی کبھی ربوث کا آخری ثا گرا کر بھی انہی معنوں میں استعمال کرتے ہیں جیسے تواریخ اول ۲۹ : ۷ عزرا ۲ : ۶۴ نحمیاہ ۷ : ۶۶ زبور ۶۸ : ۱۸

پس مسیحیوں کا نیا ترجمہ لاکھوں ملائکہ محض پیشگوئی کو مبہم بنانے کے لئے ہے۔ دوسرا لفظ قودش ہے جس کا ترجمہ اب ملائکہ کر دیا ہے یہ مطلق پاکیزہ اور پاک کے معنی رکھتا ہے اور ہر ایک پاک اور مقدس شے قوم اور جگہ کے لئے استعمال ہوا ہے مثلاً

"آدمہ قودش" خروج ۳ : ۵ = مقدس سرزمین۔

مقوم ہقودیش احبار ۱۰ : ۱۷ و ۱۴ : ۱۳ = مقدس جگہ

ہر قادیشی زبور ۲ : ۶ = میرا مقدس پہاڑ۔

عم قودیش دانیال ۱۲ : ۷ مقدس لوگ

پس جملہ "مربوث قودش" کے معنی از روئے لغت و محاورات بائبل" دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ" ہیں

## اس کے دہنے ہاتھ پر آتش شریعت ہے

یہ آیت زیر بحث کا آخری حصہ ہے۔ عبری اور عربی دونوں زبانوں میں یمین (دہنے ہاتھ) کا محاورہ برکت بندگی، حکومت اور طاقت کا اظہار کرتا ہے اس کے دہنے ہاتھ میں شریعت کی آگ ہے یعنی اسے مذہبی جنگ کرنے پڑیں گے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مسیحیت کا سب سے بڑا اعتراض جہاد اور مذہبی جنگ کرنے کا ہے اس اعتراض کو انبیاء کے صحف نے کبھی یوں رد کیا ہے کہ اس (نبی موعود) کی کمان بدلی سے باہر نہ ہوگی یعنی اس کی جنگ رحمت کی بدلی میں یا رحم مجسم ہوگی (دیکھو بشارت نوح) اور کبھی یوں جواب دیا کہ وہ جب دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آئے گا تو اپنا ہتھیار رکھ دے گا (وید) یعنی اس کی فتح خونریزی سے نہ ہوگی بلکہ امن و صلح سے ہوگی اور کبھی اس رنگ میں جہاد کے اعتراض کی تردید کی کہ اس کا آنا خود خدا کا آنا ہوگا یعنی اس وقت انصاف و عدل کامل ہوگا کسی پر ظلم نہ ہوگا (حضرت موسےٰ کی پیشگوئی)

## یہ پیشگوئی جناب مسیح کے متعلق نہیں

جناب مسیح کے متعلق یہود اور مسیحی دونوں کے دلوں میں تمنا تھی کہ وہ ان کے دشمنوں کو سزا

دے گا مگر نہ تو مسیح یہود کے خیال کے مطابق آیا اور نہ صدر اولیٰ کے مسیحیوں کی آرزو پوری ہوئی گو اسی خیال سے جناب مسیح نے خود فرمایا کہ میں آگ لگانے آیا ہوں مگر اس آتش زنی میں ان کو زندگی بھر کچھ کامیابی نہ ہوئی اور مسیحیوں نے بھی مایوس ہو کر دردمند دل کو یوں تسلی دی کہ وہ آسمان پر خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھ کر لوگوں کی عدالت کرے یہ پیشگوئی چونکہ مسیح کے حق میں نہ تھی اس لئے شریعت کی آگ مسیح کے دہنے ہاتھ میں نہ دی گئی بلکہ مسلمات مسیحی اور خیالات یہود کی رو سے شریعت کی آگ اس کے بائیں ہاتھ میں دی گئی کیونکہ مجرم کو اس کا فتویٰ بائیں ہاتھ میں دیا جاتا ہے دہنے ہاتھ میں آتش شریعت صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئی اس لئے کہ الیاس نبی نے مسیح فرمایا تھا "میں تو تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں پر میرے بعد جو آتا ہے وہ تمہیں آگ سے بپتسمہ دے گا (متی ۳: ۱۲) مسیح تو الیاس کے زمانہ میں موجود تھا نیز اس نے بھی پانی سے بپتسمہ دیا لیکن آگ کا بپتسمہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیا جو لوگ حق کی خاطر آتش جنگ میں کودے وہی مسلم کہلائے اور یہی آگ کا بپتسمہ تھا جو مسلمانوں کو دیا گیا پس یہ پیشگوئی ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جو اپنے تمام اجزاء کے لحاظ سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پوری ہوئی۔ اور جہاد کرنے والا نبی ہونے کی وجہ سے مماثلت موسیٰ کو بھی پوری کر گئی۔

## حضرت ایوبؑ کی بشارت

### قتل دجال کی پیشگوئی

ولا تطع کل حلاف مھین ۵ ھماز مشآء بنمیم ۵ مناع للخیر معتد اثیم ۵ عتل بعد ذٰلک زنیم ۵ ان کان ذا مال وبنین ۵ اذا تتلیٰ علیہ اٰیٰتنا قال اساطیر الاولین ۵ سنسمہ علی الخرطوم ۵

تو کسی قسمیں کھا کر عہد کرنے والے ذلیل کی بات نہ مان جو عیب لگانے والا چغلیاں لئے پھرنے والا ہے۔ بھلائی سے روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار سخت جھگڑالو علاوہ ازیں شرارت میں مشہور ہے اس لئے کہ وہ مال اور بیٹوں والا ہے جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں کہتا ہے پہلوں کی کہانیاں ہیں ہم اس کی لمبی ناک پر داغ لگائیں گے (۶۸: ۱۱-۱۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد قوم اسرائیل میں چھوٹے چھوٹے بادشاہ اور انبیاء ہوتے رہے لیکن ایک بہت ہی بزرگ نبی حضرت ایوب علیہ السلام ہوئے ہیں جو صبر و رضاء الٰہی کا ایک قابل ذکر اسوہ ہوئے ہیں آپ کی بشارت کا ذکر اس لحاظ سے ضروری ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں کی ایک چھوٹی سی شاخ بنی عیسو یا ادومی بھی ہوئے ہیں کہتے ہیں یہ قوم علم و حکمت میں ایک ممتاز قوم تھی ان میں جناب ایوبؑ صرف ایک ہی نبی مبعوث ہوئے ہیں ان کی کتاب بلا شبہ علم و حکمت کا ایک بےنظیر صحیفہ ہے اور صبر و رضاء خداوندی کا ایک بصیرت افروز درس ہے۔

ایوب نام میں ایک نکتہ عجیب آپ کا اسم مبارک ایوب ایک صفاتی نام ہے جسے عبرانی صحیفہ میں اِیوب الف کے کسرہ کے ساتھ تلفظ کیا گیا ہے عبری لغت میں اس پر ایک بحث موجود ہے کہ اس لفظ کا مادہ کیا ہے اور صحیح معنی کیا ہیں بعض عبری علماء نے اسے آیاب سے مشتق قرار دیا ہے اس اشتقاق کے لحاظ سے اس کے معنی ماخوذ کیا ہوا "گرفتار کیا ہوا" کئے ہیں پھر اس پر اختلاف ہوا ہے کہ وہ خدا کے گرفتار کئے ہوئے ہیں یا شیطان کے' قرآن شریف نے اس مکروہ الزام کی جو ایک نبی کی شان کے خلاف ہے (کہ وہ شیطان سے گرفتار کیا ہوا ہو یا خدا کا مغضوب ہو) یوں اصلاح کی ہے کہ آپ کا نام اِیوب کی بجائے اَیُّوب بتایا ہے جو اَوّاب سے مشتق ہے اور جس کے معنی خدا کی طرف بار بار لوٹنے والا ہیں چنانچہ فرمایا انا وجدناہ صابراً نعم العبد انہ اواب (۳۸ : ۴۴) "ہم نے اسے (ایوب کو) صبر کرنے والا بندہ نیک' اللہ کی طرف بار بار لوٹنے والا پایا"

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ سے مماثلت

حضرت ایوب علیہ السلام ایک مالدار اور اچھے اہل و عیال والے شخص تھے دشمنوں نے ان کے مال و دولت کے متعلق روزانہ جھوٹی خبریں اڑا کر آہستہ آہستہ سب مال غصب کر لیا ان کے بیوی بچوں کو چھپا کر ان کے مرنے کی اطلاع دے دی لیکن ایوب علیہ السلام اس فراخی کے زمانہ میں بھی اواب (خدا کی طرف رجوع کرنے والے) رہے اور اس تنگی اور فقر کے زمانہ میں بھی آپ کی خدا پرستی میں کوئی فرق نہ آیا دشمنوں نے اسی پر بس نہیں کیا جسمانی طور پر بھی آپ کو دکھ دیا ایسی حالت میں بھی آپ کو دکھ دیا

ایسی حالت میں بھی آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور ہی فریاد کی انی مسنی الشیطن بنصب وعذاب ۳۸: ۴۱
مجھے دشمن نے تکان اور تکلیف پہنچائی ہے بائیبل نے جو شکوہ الہٰی کا قصہ ان کی طرف منسوب کیا ہے وہ الحاقی ہے اور صبر و شکر کے ایک اعلے کیرکٹر کے خلاف ہے جو اس تذکرہ کی اصل غرض ہے انہی امور میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ سے مشابہت ہے حضور کو جس قدر دکھ اور تکلیف دشمنوں نے پہنچائی اس قدر دکھ کسی اور نبی کو نہیں دیا گیا اس انتہائی دکھ اور تکلیف میں جو صبر کا نمونہ حضور نے دکھایا وہ بھی بے نظیر ہے اور پھر خدا کی طرف رجوع کا یہ عالم کہ اپنی تکالیف کا کوئی شکوہ نہ کیا اور ہر دکھ کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے لئے کھڑے ہو گئے۔

## آپ نے خروج دجال کی پیشگوئی کیوں کی؟

کتاب ایوب کے آخری دو بابوں میں ایک پیشگوئی ہے جسے بعض مسیحی مفسرین نے محض اس بنا پر الحاقی قرار دیا ہے کہ بظاہر اس کا کوئی تعلق باقی کتاب ایوب کے ساتھ نظر نہیں آتا لیکن جناب ایوب کے تذکرہ اور دجال کی پیشگوئی میں تعلق اور نسبت معلوم کرنے کے لئے غور و فکر کی ضرورت ہے جناب ایوب علیہ السلام کے متعلق ہم نے بتایا کہ وہ کامل رضا الہٰی اور صبر و شکر کا ایک اعلیٰ کیرکٹر ہے اس کے بالمقابل یا اسی کی ضد ایک اور ہستی بھی ظاہر ہونے والی ہے جو اسلام کی اصطلاح میں دجال اور یاجوج و ماجوج کہلاتی ہے اور جناب ایوب نے اس کا نام بہیموت اور لوتیان بتایا ہے جس کے پاس مال و دولت طاقت اور کثرت اولاد تو بدرجہا بڑھ کر ہے مگر خدا کی ان نعمتوں پر وہ شاکر نہیں بلکہ ظالم اور جابر ہے نہ تو کثرت مال و طاقت اسے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے اور نہ دکھ اور مصیبت بلکہ ان دونوں حالات سے وہ خدا کے نہ ہونے پر استدلال کرتا ہے اسی مناسبت سے اس کا ذکر کتاب ایوب میں کرنا مناسب تھا بہیموت اور لوتیان اس کی دو صفات کے لحاظ سے اس کو دو نام دیئے گئے ہیں کثرت شہوت پرستی، تعیش اور دنیوی مال و طاقت جمع کرنے پر حریص ہونے کے لحاظ سے وہ بہیموت بہت بڑا بہیمہ یا پیٹو جانور ہے۔ مادیت، دہریت کا داعی اور بڑا پالیسی باز مکار ہونے کے لحاظ سے وہ لوتیان یا اژدہا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام ان دونوں قسم کے اندرونی جذبات اور بیرونی دشمنوں پر بالآخر غالب آ ئے لیکن اس دجال اکبر کا قتل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے اللہ تعالیٰ نے اس بہیموت اور لوتیان کی شان و شوکت کو حضور صلعم پر رویا میں ظاہر فرمایا آپ اس کے مکر و فریب میں کمال کو دیکھ کر اور ان کی دنیوی ترقی اور شکوہ کو ملاحظہ فرما کر بہت غمگین ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لعلک باخع نفسک الا یکونو مومنین اے نبی کیا تو اپنی جان کو ہلاک کر دے گا اس غم سے کہ اس شان و شوکت کی قوم مسلمان کیوں نہیں ہوتیں اسی پیشگوئی کا ذکر حضرت ایوبؑ نے فرمایا ہے اور دجال کے شمشیر اسلام سے قتل کی بشارت دی ہے بائبل کے الفاظ یہ ہیں:-

"بہیموت کو دیکھ جسے میں نے تیرے بالمقابل بنایا ہے وہ بیل کی مانند گھاس کھاتا ہے دیکھ اس کی قوت اس کی کمر میں ہے اور اس کے پیٹ کی ناف میں اس کا زور ہے وہ اپنی دم کو سرو کے درخت کی مانند ہلاتا ہے اس کے بیضوں کی نسیں پیچ در پیچ ہیں اس کی ہڈیاں تانبے کی مضبوط نلیوں کی مانند ہیں اس کی ہڈیاں لوہے کے شہتیروں کی مانند ہیں خدا کی خلقت میں (بلحاظ فتنہ انگیزی) یہی کا درجہ اول ہے وہ جس نے اس کو بنایا اپنی تلوار اس پر چلا سکتا ہے یقیناً اس کے لئے کوہستان میں دانہ چارہ اُگتا ہے جہاں سارے دشتی حیوانات کلول کرتے ہیں وہ سایہ دار درختوں کے تلے اور نیستان کے جھنڈ میں اور بیلے میں لوٹا کرتا ہے سایہ دار درخت اپنے سایہ میں اسے چھپا لیتے ہیں نہروں کی بیدیں اس کے آس پاس ہیں۔ دیکھ وہ دریا کو پی جاتا ہے اور گھبراتا نہیں وہ اعتماد رکھتا ہے کہ وہ دریا یردن کو اپنے مُنہ میں رکھ سکتا ہے کون اسے دیکھتے ہوئے اسے پکڑ سکتا ہے یا اس کی ناک کو چھید سکتا ہے

کیا تو لوتیان (اژدہا) کو آنکڑے کے ساتھ باہر کھینچ سکتا ہے یا اس کی زبان کو سوت کے ساتھ باندھ کر دبا سکتا ہے کیا تو اس کی ناک میں ایک بنسی ڈال سکتا ہے یا اس کا جبڑا کانٹے سے چھید سکتا ہے کیا وہ تیری بہت سی منتیں کرے گا یا تجھ سے میٹھی باتیں کہے گا کیا وہ تجھ سے قول و قرار کرے گا......

اس کے شکار کی اُمید عبث ہے جو کسی کی نگاہ اس پر پڑے وہ گر پڑتا ہے" ایوب ۴۰: ۱۵ تا ۲۴، ۴۱: ۱ تا ۴ و ۹ و ۱۰

## عبرانی کے الفاظ بہیموت اور لوتیان کے متعلق تحقیق

عبری زبان میں لفظ بہیموت جمع کا صیغہ ہے اور یہ جمع ایک جنس کے لحاظ سے ہے یا معنوں میں شدت اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے ہے یعنی وہ ایک بہت بڑا بہیمہ یا چارپایہ ہے اسی بنا پر کبھی اس کا ترجمہ ہاتھی کبھی گینڈا کبھی کوئی وحشی جانور کیا جاتا ہے بعض علماء نے بہیموت کو تہیموت پڑھ کر عربی لفظ طِمساح سے اس کو مشتق قرار دے کر اس کے معنی مگرمچھ کیئے ہیں مسلمانوں کی اصطلاح میں اس کو خر دجال کہتے ہیں۔

دوسرا لفظ لوتیان یا لویتھان ہے جس کے معنی کنڈل مارے ہوئے سانپ کے ہیں اسے سمندر کے تمام جانوروں کا بادشاہ سمجھا گیا ہے اور بہیموت خشکی کے جانوروں کا بادشاہ قرار دیا گیا ہے۔

## غیر مذاہب کے فسانوں کا اس بشارت سے تعلق

یورپ کی تنقید عالی نے محض اس بنا پر کہ حضرت ایوب کی اس پیشگوئی سے ملتا جلتا ایک خاکہ بابلی الواح میں ملتا ہے اس کو بابل کی مثنوی کی محرفہ نقل بتایا ہے بابلی الواح کا قصہ حسب ذیل ہے

"ابتدا میں زمین آسمان سے پہلے پانی تھا اس پانی میں نر اور مادہ کے دو جوہر تھے اپسو نر اور تیامت جوہر مادہ کا نام تھا یہ دونوں آپس میں مل گئے اور ان سے دیوتا پیدا ہوئے تیامت جو دیوتا کی ماں ہے وہ بعض اشیاء کی پیدائش پر ناراض ہوگئی چنانچہ روشنی سے خفا ہو کر اس نے دیوتاؤں کے خلاف بغاوت کردی اور کچھ دیوتا اپنے حلیف بنائے اور اس نے مگرمچھ پیدا کر کے اپنے مددگار بنائے یہ امر دیوتاؤں کے لئے ناراضگی کا باعث ہوا مگر اس کے مقابلہ کی قوت کسی میں موجود نہ تھی مردک نے اپنے آپ کو پیش کیا مگر اس شرط پر کہ تیامت پر فتح کے بعد زمین و آسمان پر اسی کی حکومت ہوگی دیوتاؤں کی جماعتی مجلس میں اس کو یہ یقین دلا دیا گیا اور جب وہ تیامت کے مقابلہ کے لئے رتھ پر سوار ہوا مردک فتحمند ہوا اس نے تیامت کو قتل کیا اور اس نے مددگاروں کو زنجیروں میں جکڑ دیا اس کے بعد مردک نے تیامت کی لاش کے دو ٹکڑے کر کے زمین و آسمان بنایا اور اس نے آسمانوں کے آگے سلاخیں لگا کر پہرہ دار مقرر کر دیئے کہ اوپر کے پانی نیچے نہ اتر پڑیں۔"

(ماخوذ از الواح بابل)

اس قصہ میں ایک لفظ تیاست ہے جو قابل تشریح ہے تیاست کے معنی اژدہا کے ہیں یہ لفظ ایک بہت بڑا تاریخی لفظ ہے بائبل میں اسی کو لوتیان کہا ہے جو کنڈل مارے ہوئے سانپ کا نام ہے اتھروویدمیں دو مرتبہ لفظ تیمات ایک خاص قسم کے سانپ کے لئے استعمال ہوا ہے وید میں یہ لفظ بابل باہر سے آیا ہوا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس لفظ کی کوئی تشریح لغت سنسکرت میں موجود نہیں اسی سے متعلق ایک منتر بہت ہی قابل غور ہے۔

یقیناً وہ شخص حکومت کو دور کر دیتا ہے روشنی اور جلال کو مٹا دیتا ہے آتش بداماں شخص کی طرح سب کو جلا دیتا ہے جو برہمن کو اپنی خوراک سمجھتا ہے وہ تیمات کے زہر کو پیتا ہے (اتھروید کانڈہ سوکت ۸ منتر ۲)

اس منتر کی معقول توضیح یہ ہو سکتی ہے کہ جو شخص دیندار عالم آدمی کو تباہ کرتا ہے گویا وہ اژدہا کا زہر پیتا ہے یعنی دہریت کا شکار ہو جاتا ہے اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ تیمات (اژدہا) وید میں بھی دہریت کا مترادف ہے

مصری الہیات میں دو نگرمچھ یا اژدہا سیت یا شیطان کے مظہر ہیں بائبل کے بکثرت نوشتوں میں شیطان کو سانپ سے تشبیہ دی گئی ہے بابلی سکے جو کھنڈرات میں سے ملے ہیں ان پر مردوک کو خنجر لے کر بھاگتے ہوئے اژدہا کے پیچھے دوڑتا ہوا دکھایا گیا ہے مختلف زبانوں مختلف مذاہب کی اس مجموعی شہادت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیندہ آنے والے کسی بہت بڑے اژدہا سے تمام قوموں کو ڈرایا گیا ہے

## الواح بابل میں خاتم النبیین کی پیشگوئی،

بابل کا قصہ بظاہر ہمارے خیال کی تائید نہیں کرتا اور یہی قصہ سب سے پرانا اور وید و بائبل کے قصہ کی اصل بتایا گیا ہے اگر غور کیا جائے تو بائبل کی الواح کا تذکرہ شروع دنیا میں خلقت کائنات کا قصہ نہیں بلکہ شروع دنیا سے ظلمت و نور کی باہمی جنگ کا تذکرہ ہے تیمات شب تار اور مردوک سورج ہے جو اس تیماتہ کو قتل کر کے زمین اور آسمان کو ظاہر کر دیتا ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ مذہبی کتابوں کو دنیا کے ظاہری اور طبعی امور کو بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں مگر اس صورت میں کہ اس نظارہ سے کسی روحانی یا مذہبی صداقت پر استدلال کیا جائے رات اور دن کی روزانہ جنگ ابتدائے دنیا سے جاری ہے اور ہر شخص اسے جانتا ہے لیکن مذہبی استعارات میں نور و ظلمت کی جنگ سے مراد کفر و ایمان کی جنگ

ہے پس ہم بابل کے قصہ کی یوں تعبیر کرتے ہیں کہ رات اور دن کی باہمی جنگ کی طرح کفر و ایمان کی جنگ جاری ہے جب مذہبی دنیا پر کامل تاریکی چھا جاتی ہے تو ایک روحانی روشنی آسمان پر طلوع ہو کر اس تاریکی کو دور کر دیتی ہے یا اس تیمات کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے پانی سے مراد الہامی بارش ہے جو دنیا کے ہر گوشہ میں ہوتی رہی ہے لیکن بابل کی لوح ہمیں بتاتی ہے کہ مردک نے جب تیمات کو جو ظلمت و کفر کا مظہر اعلیٰ یا دجال ہے قتل کر دیا تو اس کے بعد زمین و آسمان بنا کر یعنی دین و مذہب کو کامل کر کے آسمانوں کے آگے سلاخیں لگا دیں اور پہرے دار مقرر کر دیے کہ آسمان کے پانی نیچے نہ گریں" ان الفاظ میں حضور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کا صریح تذکرہ ہے یعنی دجال کو دلائل کے ذریعہ سے کامل شکست دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وحی شریعت پر پہرہ لگا دیا گیا اور اس کو زمین پر اترنے سے روک دیا گیا۔ جناب مسیح علیہ السلام نے جس شیطان کے سر کچلے جانے کا ذکر کیا وہ یہی بالو تیان ہے اور اس کا قاتل فارقلیط (فارق لیط) جناب مسیح نے بتایا ہے کہ وہ ان کے بعد آنے والا ہے جس کے معنی ہیں شیطان یا اژدھا کا سر کچلنے والا۔ پس الواح بابل کا مردک بائیبل کا فارقلیط و بدونکا اندر قاتل آہی آنحضرت صلعم ہیں

## بائیبل کی پیشگوئی کا مصداق

حضرت ایوبؑ کو خداوند یہوواہ فرماتا ہے بہیموت کو دیکھ جسے میں نے تیرا بالمقابل[1] بنایا ہے (تو جو صبر و شکر کا اعلیٰ نمونہ ہے اور وہ بہیمیت کا مجسمہ ہے اس لئے) وہ بیل کی مانند گھاس کھاتا ہے دیکھ اس کی قوت اس کی کمر میں ہے (نہایت طاقتور ہے) اور اس کے پیٹ کی ناف میں اس کا زور ہے (مرکز مضبوط ہے) وہ اپنی دم کو سرو کے درخت کی مانند ہلاتا ہے (دم سے مراد اصطلاح بائیبل میں شیطانی وسوسہ اور پالیسی ہیں) سرو کا درخت ہمیشہ سبز نظر آتا ہے مگر پھل بے مصرف ہونے کی وجہ سے بے پھل کہلاتا ہے

[1] عبرانی میں اصل عیمخ ہے جس کے عام معنی مع یا ساتھ ہوتے ہیں لیکن یہ عیت کتاب بائیبل کے محاورات کے مطابق مقابل اور ضد کے لئے بھی آتی ہے اور کبھی کسی مشابہت کو ظاہر کرنے کے لئے بھی اس صورت میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے اسے تیرا بالمقابل بنایا یعنی تجھ کو بھی بنایا ہے اور اسے بھی بنایا ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہونے میں دونوں یکساں ہیں قرآن شریف میں ہے ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا۔ وہ صبور رضا الٰہی کی وجہ سے ایک غار میں پناہ گزین لوگ اور وہ عمر وقت ہی نیا پرست تاجر ہماری عجیب نشانیوں میں سے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ اس کی پالیسی سبز نظر آتی ہے مگر اس کے اندر پھل بے مصرف ہوتا ہے اسکے پٹھوں کی نسیں پیچ در پیچ ہیں، اس کی طاقت کے راز پر پیچ ہیں اس کی ہڈیاں تانبے کی مضبوط نلیوں کی مانند ہیں اس کی ہڈیاں لوہے کے شہتیروں کی مانند ہیں یعنی ارکان حکومت مضبوط ہیں خدا کی مخلوق میں یہی کا درجہ اول ہے، حدیث میں آتا ہے مابین خلق آدم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال (مشکوٰۃ) آدم سے لے کر قیامت تک دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہے، وہ جس نے اسے بنایا اپنی تلوار اس پر چلا سکتا ہے

خدا کی تلوار لوہے کی تلوار نہیں بلکہ وہ دلائل و براہین کی تلوار ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ اس کے بعد اس دجال کی تعیش پسندی اور طاقت کا اظہار ہے اور آخری باب میں اسی دجال کو اژدہا قرار دے کر لکھا ہے جب وہ چھینکتا ہے ایک شعلہ چمک جاتا ہے اور اس کی آنکھیں صبح کی پلکوں کی مانند چمکتی ہیں اس کے منہ سے جلتی مشعلیں نکلتی ہیں اور آگ کی چنگاریاں اچھل پڑتی ہیں اس کے نتھنوں سے بھاپ اٹھتا ہے اس دیگ یا اس ہانڈی کی مانند جو آگ پر جل رہی ہو اس کے دم سے کوئلے سلگ جاتے ہیں اور اس کے منہ سے شعلہ نکلتا ہے زور اس کی گردن میں رہتا ہے . . . . وہ لوہے کو سوکھی گھاس جانتا اور پیتل کو سڑی لکڑی بوجھتا ہے . . . . زمین پر اس کی نظیر نہیں جو اس کی مانند بےخوف چلتا ہو وہ ساری اونچی چیزوں کو دیکھتا ہے اور وہ سارے اہل غرور کا بادشاہ ہے (آج تک جتنے فرعون ہوئے وہ سب کا سرتاج ہے) (ایوب ۴۱)

اسی اژدہا کے متعلق یسعیاہ ۲۷ : ۱ میں فرمایا۔

"اس دن خداوند اپنی سخت اور بڑی اور مضبوط تلوار سے لوتیان اس تیز رو سانپ کو اور لوتیان اس پیچیدہ سانپ کو سزا دے گا اور دریائی اژدہے کو قتل کرے گا۔"

جس سے پتا لگتا ہے کہ وہ کوئی رینگنے والا حیوان نہیں بلکہ کوئی انتہا درجے کا مکار اور گمراہ شخص یا قوم ہے جو آئندہ زمانہ میں ہوگی اور قتل کی جائے گی یا دلائل و براہین سے ذبح کی جائے گی۔ چنانچہ داؤد علیہ السلام نے اس کی وضاحت یوں کی ہے فرمایا :۔

"اے خدا دشمن کب تک ملامت کرے گا کیا دشمن ابد تک تیرے نام پر کفر بکے گا تو نے کیوں اپنا ہاتھ اپنا داہنا ہاتھ کھینچ رکھا ہے اسے اپنی بغل سے نکال اور انہیں تمام کر خدا میرا قدیم بادشاہ ہے

جوزمین میں نجات کے کام کرتا ہے تو نے اپنی قدرت سے سمندر کو چیرا تو نے پانیوں میں مگروں کے سر کچلے تو نے لویاتان کے سروں کے ٹکڑے کئے تو نے اس سے صحرا کے رہنے والوں کو خورش بنایا..... اے خداوند اسے یاد رکھ کہ دشمن ملامت کرتا ہے اور جاہل قوم تیرے نام پر کفر بکتی ہے"۔ زبور ۷۴: ۱۰-۱۹

اس حوالہ میں نہایت صفائی سے بتایا کہ وہ ایک قوم ہے کوئی خاص فرد نہیں۔ دانیال نبی نے اسے ایک طاقتور سلطنت قرار دیا ہے۔ (دانیال ۷: ۱۵-۲۸)

یہاں تک ہم نے یہ بتایا ہے کہ اسرائیل کے بھائیوں کے ایک چھوٹے سے گھرانے کو بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے اللہ تعالیٰ نے محروم نہیں رکھا حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ حضور کو صبر وشکر میں کمال کی وجہ سے مماثلت ہے۔ فقر وغنا حکومت و بادشاہت دونوں حالتوں میں حضور نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی کبھی شکوہ نہ کیا حضرت ایوب علیہ السلام نے دجال کے متعلق پیشگوئی کی اس پیشگوئی کے اشارات بابل ومصر اور ہندوستان کی کتب میں بھی ملتے ہیں قتل دجال کی پیشگوئی آپ کے زمانہ سے مخصوص نہ تھی بلکہ آپ کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام یسعیاہ نبی بلکہ دانیال نبی نے بھی اس کو مکرر اپنی امتوں تک پہنچایا۔ اب ہم نے صرف یہ دیکھنا ہے کہ یہ پیشگوئی جناب مسیح کی رخصت کے بعد بھی اپنے پورا کرنے والے کی منتظر تھی مکاشفات یوحنا میں یوحنا مسیح علیہ السلام کے ۹۶ سال بعد ایک مکاشفہ دیکھتا ہے اور اس میں وہی اژدہا نظر آتا ہے مگر اس کے متعلق لکھا ہے کہ "وہ اژدہا پرانا ابلیس بڑے غصے سے تم پر اترا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے لئے تھوڑی مہلت باقی ہے"۔ مکاشفات یوحنا ۱۲: ۱۲ (یوحنا مسیحیوں کو ڈراتا ہے اور اس کے "تم پر اترا" کے الفاظ بتاتے ہیں کہ یہ گمراہ نصاریٰ میں سے ہوگا یعنی جناب مسیح اس اژدہے کے قتل کرنے والے نہیں بلکہ آپ کے ۹۰ سال بعد ابھی اس کے قتل میں تھوڑی مہلت باقی ہے کیونکہ فارقلیط (فارق۔لیط) اس ملعون کو قتل کرنے کے لئے آنے والا ہے دیکھو جناب مسیح کی بشارت فارقلیط یوحنا ۱۴: ۱۵ جس کے مصداق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ الواح بابل کے استعارات میں یہ بھی موجود ہے کہ درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (مردوک کے معنی سراجاً منیرا یعنی حضور کا قرآن شریف میں نام ہے اور الواح بابل میں مردوک) یا قاتل دجال خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی دنیا میں نہ آئے گا کیونکہ اس صورت میں پیشگوئی میں رخنہ اور ابہام واقع ہو جائے گا۔

# آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں حضرت داؤد کے زبور

وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیہم فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون بالبینت والزبر و انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم ولعلہم یتفکرون - ۱۶: ۴۳ و ۴۴ -

اور تجھ سے پیشتر ہم نے آدمی ہی رسول بنا کر بھیجے ان کی طرف ہم نے وحی کی سوال ذکر سے دریافت کر لو اگر تم نہیں جانتے ان کو دلائل اور پیشگوئیوں کے ساتھ (بھیجا) اور تیری طرف ہم نے ذکر کو اتارا تاکہ تو لوگوں کے لئے بیان کرے وہ جو ان کی طرف نازل کیا گیا کہ وہ غور کریں۔

حضرت داؤد علیہ السلام جن کا نام عبری بائبل میں داوید اور انگریزی میں ڈیوڈ David ہے یہ عربی مادہ وُدّ (بمعنی دوست) سے مشتق ہے اور داؤد کے معنی دوست یا محبوب کے ہیں مگر ایسا دوست اور محبوب جو باپ کا بھائی ہو چنانچہ ولیم جیسینیس کی عبری لغت میں اس لفظ کے نیچے لکھا ہے

1 Love. 2. Object of love, one belovd. A lover, friend.

3. A friend specially an uncle, the fathers brother.

اسی لفظ کے آخر پر تائے تانیث لگا کر دودہ چچی اور باپ کی بہن دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے

دیکھو خرقیل ۲۰:۶ - احبار ۱۸: ۱۴ - اور ۲۰: ۲۰

پہلی بشارت داؤد کا نام

ازروئے محاورات بائبل پیشگوئیوں میں باپ سے مراد حقیقی باپ کا ہونا ضروری نہیں بلکہ بہت سی پشتوں کے درمیان میں ہونے کے باوجود مسیح کو ابن داؤد کہا گیا اور لکھا گیا اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کو ابن ابراہام بتایا گیا حالانکہ درمیان میں کئی پشتیں موجود ہیں (دیکھو انجیل متی کی آیت ۱) مسیح ابن داؤد کیوں کہلایا؟ اور متی انجیل نویس نے سب سے پہلی آیت میں اس کا ذکر کیوں کیا؟ حالانکہ ازروئے عقاید نصاریٰ مسیح بن باپ ہے جس شخص کا باپ نہیں اس کے شجرہ نسب میں تا بہ حضرت آدم کوئی بھی نہیں۔ اگر مسیح کا باپ تھا تو وہ ابن داؤد کہلا سکتا ہے اور اگر اس کا باپ نہیں تھا تو مسیح ابن

داؤد ہرگز نہیں کہلا سکتا مریم کا محض شوہر یوسف ہونے کی وجہ سے مسیح ابن یوسف نہیں کہلا سکتا اور نہ ابن داؤد کہلا سکتا ہے بالخصوص اس لحاظ سے کہ اس کی خصوصی صفت کنواری کا بیٹا ہونا بھی ہو بات دراصل یہ ہے کہ ہم حضرت یوسف علیہ السلام کی پیشگوئی میں دکھا چکے ہیں کہ مسیح کا نسب نامہ اس پیشگوئی کو مدنظر رکھ کر ترتیب دیا گیا ہے جو آنے والے یوسف کے متعلق یہود میں زبانزد تھی۔

یوسف ابن یعقوب کی نسل میں سے یہود کا خیال تھا کہ ایک یوسف پیدا ہوگا انجیل نویسوں نے اسی خیال کی بنا پر مقدس کنواری کا شوہر یوسف پسر یعقوب تجویز کر کے جناب مسیح کو پیش گوئی کا مصداق قرار دیدیا یسعیاہ نبی کی ایک پیشگوئی کا غلط مفہوم سمجھنے کی وجہ سے موعود کے لئے کنواری کا بیٹا ہونا ضروری تھا اب اس کا علاج اور کیا ہو سکتا تھا کہ ایک طرف تو مسیح کو کنواری کا بیٹا کہا جائے اور دوسری طرف ابن یوسف۔ مقدس مریم کنواری کی کنواری رہیں اور ان کا ایک شوہر بھی ہو جس کے نام پر مسیح ابن یوسف کہلائے غرض یہ منشا و عقائد اور خیالات کہ "شوہر والی ہے" "بیٹے والی ہے" "مگر کنواری ہے" اور ہمیشہ کے لئے کنواری ہے یہ سب کچھ یہود اور عوام کو یقین دلانے کے لئے تھا کہ مسیح موعود انبیاء ہے ورنہ تاریخ سے نہ یہ امر ثابت ہے کہ وہ کنواری کا بیٹا ہے ورنہ یہ کہ وہ ابن داؤد اور ابن ابراہیم ہے (کنواری کا بیٹا نہ ہونے پر بحث ہم یسعیاہ نبی کی پیشگوئی میں کریں گے)

اس وقت ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ از روئے کتب انبیاء جس طرح ایک یوسف (شیلون) کے آنے کی پیشگوئی تھی (دیکھو زیر عنوان "حسن یوسف میں نور محمدی") اسی طرح ایک داؤد کے آنے کی بھی پیشگوئی تھی پیشگوئی میں یہ نام صفاتی ہے جس کے معنی محبوب چچا کے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام ابن ابراہیم کہلاتے ہیں اس رشتہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل کے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے محبوب چچا ہیں بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل کے اس رشتہ کے تعلق کے علاوہ داؤد موعود میں جن صفات کے پائے جانے کا ذکر پیشگویوں میں موجود ہے وہ سب خوبیاں صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہیں جس کی تفصیل ذیل میں موجود ہے۔

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی اسرائیل پر احسانات

یٰداؤد انا جعلناک خلیفۃً فی الارض فاحکم بین الناس بالحق (۳۸ : ۲۶)

اے داؤد (موعود) ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس لوگوں کے درمیان راستی سے فیصلہ کر۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کے قریبًا چار سو سال بعد داؤد موعود کے متعلق جس سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں حزقیل نبی کی معرفت یوں بشارت دی گئی۔

"خداوند یہوواہ کہتا ہے کہ دیکھ میں ہاں میں موٹے اور دُبلے مواشی کے بیچ انصاف کروں گا از بسکہ تم نے پہلو اور کندھے سے دھکیلا ہے اور سارے بیماروں کو اپنے سینگوں سے ریلا ہے یہاں تک کہ وے تتر بتر ہوئے اس لئے میں اپنے گلہ کو بچاؤں گا وے پھر کبھی شکار نہ ہوں گے اور میں مواشی اور مواشی کے درمیان امتیاز کروں گا اور میں ان کے لئے ایک چوپان مقرر کروں گا اور وہ ان کو چراوے گا اور وہی ان کا چوپان ہوگا اور میرا بندہ داؤد ان کے درمیان سردار ہوگا مجھ خداوند نے یوں کہا ہے اور میں ان کے ساتھ صلح کا عہد باندھوں گا" حزقیل ۳۴: ۲۰ تا ۲۵

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے صدیوں پیشتر بنی اسرائیل میں پراگندگی اور انتشار پیدا ہو چکا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل رحبعام بن سلیمان علیہ السلام سے منحرف ہو چکے تھے اور آپس میں خانہ جنگی شروع ہو گئی تھی یعنی طاقتور دُبلے فرقوں کو دھکیلتے اور اپنی سرزمین سے نکال دیتے تھے یہاں تک کہ بارہ قبائل میں سے دس قبائل تتر بتر ہو گئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری کے وقت یہود کے کئی ایک فرقے موجود تھے جو اکثر آپس میں لڑتے رہتے تھے یہودی قانون موٹے کے حق میں ہوتا تھا دُبلے اور کمزور ظلم سہتے سہتے تنگ آگئے اور ان کی طاقت کم ہو گئی بالآخر مجبوراً انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا حکم مان لیا اور باوجود اختلاف عقاید کے وہ حضور کے فیصلہ پر راضی ہو جاتے اس کا ذکر قرآن کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے وکیف یحکمونک وعندھم التوراۃ (۵: ۴۳)۔

تجھے کس طرح وہ اپنا حکم بناتے ہیں حالانکہ ان کے پاس توراۃ ہے۔ اپنی کتاب کی موجودگی

اور اس پر ایمان کے باوجود یہود کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا سردار اور حاکم تسلیم کرنا اور اپنے مذہبی فیصلہ جات آپ سے کرانا یہ درحقیقت ایک عظیم الشان پیشگوئی کی تصدیق تھی جو حزقیل نبی کی معرفت ان کو بتا دی گئی تھی۔

## آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بنی اسرائیل کے تفرقہ کو مٹا دیا

وانہٗ لفی زبر الاولین میں (قرآن کریم کی قوت قدسی اور تزکیہ کا) ذکر پہلے لوگوں کی پیشگوئیوں میں بھی ہے ۲۶ : ۱۹۶۔

صحیفہ حزقیل میں بنی اسرائیل کی موت اور زندگی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت حزقیل اللہ تعالےٰ کا الہام نقل کرتے ہیں۔

"دیکھ میں اسرائیل کو غیر قوموں کے درمیان سے جہاں جہاں وہ گئے لوں گا اور ہر طرف سے انہیں فراہم کروں گا اور انہیں ان کی مملکت میں اسرائیل کے پہاڑوں پر ایک قوم کروں گا اور ایک بادشاہ ان سبھوں کا بادشاہ ہوگا اور وے آگے کو دو قومیں نہ ہوں گی اور وے کبھی اپنے آپ کو اپنے بتوں سے اور اپنی نفرت انگیز چیزوں سے اور اپنی خطاکاری سے ناپاک نہ کریں گے انہیں ان کے سارے مکانوں سے جہاں انہوں نے گناہ کیا ہے چھڑاؤں گا اور انہیں پاک کروں گا سو وے میرے لوگ ہوں گے اور میں ان کا خدا ہوں گا اور میرا بندہ داؤد ان کا بادشاہ ہوگا اور ان سب کا ایک ہی چرواہا ہوگا اور وے میرے حکموں پر چلیں گے اور میری شرعوں کو حفظ کریں گے اور ان پر عمل کریں گے اور وے اس سرزمین میں جسے میں نے تیرے بندے یعقوب کو دیا ہے جہاں تمہارے باپ دادے بستے تھے بسیں گے اور وے ہاں وے اور ان کی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد ہمیشہ کو اس میں سکونت کریں گے اور میرا بندہ داؤد ہمیشہ کے لئے ان کا سردار ہوگا اور میں ان کے ساتھ سلامتی کا عہد باندھوں گا سو وہ ان کے ساتھ ابدی عہد ہوگا۔ حزقیل ۳۷ : ۲۱۔ ۲۷

بنی اسرائیل کے جو قبائل شمال مغرب میں آباد تھے وہ سب کے سب مسلمان ہوگئے اور بنی اسرائیل کے گم شدہ قبیلے افغان اور کشمیری سب کے سب اسلام میں اکٹھے کر دیئے گئے اور ان سب نے اپنا ایک بادشاہ

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تسلیم کر لیا اسلام میں آکر وہ دو قومیں چھوٹے اور بڑے بن یمینی اور یہودی نہ رہے بلکہ سب ایک ہو گئے اس لئے کہ مساوات نسل انسانی کا داعی صرف اسلام ہے بت پرستی ان سے دور کر دی گئی اور بدی کا طوفان ختم گیا داؤد موعود (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) ان کے بادشاہ قرار پائے مسلمانوں نے اللہ تعالے کی شرعوں کو حفظ کیا اور یعقوب کی سرزمین شام پر وہ قابض ہوئے اور ہمیشہ کے لئے ایک ہی بادشاہ داؤد موعود ان کا سردار ہو گیا اب آپ کے بعد نبوت ختم ہے اور یہ عہد نبوت محمدیہ سلامتی کا اور ہمیشہ کا عہد ہے کتنے صاف اور بین نشانات ہیں جن کا پورا کرنا صرف اللہ تعالے کی قدرت اور زبردست ہاتھ کا کام ہے یہ سب پورے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ سب غالب آیا ہے حضرت داؤد موعود کے متعلق جناب یرمیاہ نبی فرماتے ہیں۔

"دیکھ وہ دن آتے ہیں خداوند کہتا ہے کہ میں داؤد کے لئے صداقت کی ایک شاخ نکالونگا اور ایک بادشاہ بادشاہی کریگا اور اقبالمند ہوگا اور عدالت و صداقت زمین پر کرے گا۔

ان کے دنوں میں یہوداہ نجات پاوے گا اور اسرائیل سلامتی سے حکومت کرے گا اور اس کا یہ نام رکھا جائے گا "یہوواہ صدقینو"۔ یرمیاہ ۲۳ : ۵۔۷

پھر ایک مرتبہ فرمایا

(بنی اسرائیل) وے خداوند اپنے خدا کی اور اپنے بادشاہ داؤد کی جسے میں ان کے لئے برپا کروں گا خدمت کریں گے یرمیاہ ۳۰ : ۹

یرمیاہ نبی کی ان پیشگوئیوں سے شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ اس سے مراد وہ غالب حصہ قبائل بنی اسرائیل کا نہیں جو مسلمان ہوئے بلکہ وہ قلیل حصہ ہے جو یہود اور نصاریٰ کے دین پر رہا اس لئے اس کی وضاحت ضروری تھی چنانچہ یسعیاہ نبی نے یہود کے کان کھولنے کے لئے زیادہ واضح الفاظ میں فرمایا۔

کان جھکاؤ اور مجھ پاس آؤ سنو تاکہ تمہاری جان زندہ رہے میں تم سے ابدی عہد باندھوں گا اور داؤد کی سچی نصیحتیں تمہیں دوں گا دیکھو میں نے اسے قوموں کے لئے گواہ مقرر کیا بلکہ لوگوں کا ایک پیشوا اور ایک فرمانروا دیکھ تو ایک امت جسے تو نہیں جانتا بلاوے گا اور ایک گروہ جو تجھے نہیں پہچانتی خداوند

ترے خدا اور اسرائیل کے قدوس کے لیے جس نے تجھے جلال بخشا تیرے پاس دوڑتی آوے گی یسعیاہ ۵۵:۵

یہ بشارۃ بغیر کسی قسم کی تاویل اور کھینچ تان کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور امت مسلمہ کے حق میں بالکل ایک کھلی ہوئی بشارت ہے

بنی اسرائیل کی زندگی اس ابدی عہد کے ساتھ وابستہ ہے جسے داؤد کی سچی نعمتیں نبوۃ اور بادشاہت اور ارض مقدس کی حکومت اور فرمانروائی دی گئی وہ داؤد موعود نہ صرف بنی اسرائیل بلکہ دنیا کی ساری قوموں کے لئے گواہ ہے اور اکیلا فرمانروا ہے ایک امت جسے بنی اسرائیل نہیں جانتے اور نہیں پہچانتے وہ خداوند خدا اسرائیل کے قدوس خدا کے لئے دوڑتی ہوئی آئیگی یعنی اس کا مقصد ملک گیری نہ ہوگا بلکہ اس کی ساری کوشش اور دوڑ دھوپ محض خالصۃً للہ ہوگی اس پیشگوئی کو قرآن شریف نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے کذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیداً۔ اے امت مسلمہ ہم نے تم کو ایک اعلیٰ درجہ کی امت بنایا ہے تاکہ لوگوں پر گواہ ہو اور محمد رسول اللہ تم پر گواہ ہو۔

اس پیشگوئی کے متعلق حضرت داؤد خود اللہ تعالےٰ کا الہام یوں نقل فرماتے ہیں :-

میں نے اپنے برگزیدہ سے عہد کیا ہے میں نے اپنے بندے داؤد سے قسم کھائی ہے میں تیری (روحانی) نسل کو ابد تک قائم رکھوں گا اور تیرے تخت کو پشت در پشت قرار بخشوں گا ابنار اللہ میں خداوند کی مانند کون ہے خدا قدوسوں کی مجلس میں نہایت بارعب ہے اور ان سب کی جو اس کے صحابہ میں تعظیم کے لائق ہے ..... تب تو نے رویا میں اپنے مقدس کو فرمایا اور کہا میں نے ایک زبردست کو کمک کے لئے برپا کیا میں نے قوم میں سے ایک برگزیدہ کو بلند کیا میں نے اپنے بندہ داؤد کو پایا" زبور باب ۸۹: ۳-۲۰

اس سارے زبور میں حضرت داؤد نے اس رویار کا ذکر کیا ہے جو انہیں آئندہ کے متعلق دکھایا گیا تھا اسی باب کی آیات ۳۵ تا ۵۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رویا ان کی زندگی میں پورا نہیں ہوا اس لئے حضرت داؤد اللہ تعالےٰ سے شکایت کرتے ہیں کہ یہ وعدے کیوں پورے نہیں ہوئے درحقیقت داؤد علیہ السلام کی یہ ایک اجتہادی غلطی تھی۔ چنانچہ بعد کے انبیاء یسعیاہ اور یرمیاہ وغیرہ نے اس وعدہ کے

پورا ہونے کا وقت داؤد علیہ السلام کی بعثت ثانی یا داؤد موعود کا وقت قرار دیا جیسا کہ مندرجہ بالا حوالجات سے ثابت ہے آخری زمانہ کے ایک نبی ہوشیعانے بھی اس بشارت کی یہی توضیح کی ہے کہ یہ پیشگوئی داؤد موعود کے لئے ہے چنانچہ فرمایا۔

"بنی اسرائیل بہت دن تک بغیر بادشاہ اور بغیر حاکم اور بغیر قربانی اور بغیر ستون بغیر افود یا ترافیم[1] رہیں گے اس کے بعد بنی اسرائیل رجوع کریں اور خداوند اپنے خدا کو اور داؤد اپنے بادشاہ کو ڈھونڈیں گے اور آخری دنوں میں وے ڈرتے ہوئے خداوندی اور اس کی رحمت کی پناہ لیں گے ہوشیع ۳ : ۵۔ قرآن شریف نے اسی کے متعلق فرمایا۔" وقلنا من بعدہ لبنی اسرائیل اسکنوا الارض فاذا جاء وعد الآخرۃ جئنا بکم لفیفا (۱۷: ۱۰۴) اور آخر پر ہم نے بنی اسرائیل کو کہا زمین پر بسر کرو جب آخری وعدے کے پورا ہونے کا وقت آئے گا ہم تم کو اکٹھا کر لائیں گے"۔ انبیاء عظام کی یہ پیشگوئیاں اس قدر واضح اور مبین ہیں کہ ایک معمولی عقل اور سمجھ کا آدمی بھی فوراً معلوم کر سکتا ہے کہ ان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ اور امت مسلمہ کے متعلق کھلے کھلے بیان موجود ہیں بنی اسرائیل کس طرح اپنے عروج سے مسیح کے بعد گرے حکومت تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ہی قریباً ختم ہو چکی تھی مگر مسیح یہودی قوم کی روحانی موت کا ایک نشان تھے اس لئے نبوت کا سلسلہ بھی ان سے جاتا رہا جب خدا کی طرف کے بدیوں سے ڈرانے والا بھی کوئی نہ آیا تو یہ سلسلہ کب تک قائم رہ سکتا تھا مشیت الٰہی نے ان کو ایک اور داؤد (صلے اللہ علیہ وسلم) دیا اور اس پر ایمان لانے والے بنی اسرائیل کو اپنی رحمت کی پناہ میں لے لیا داؤد موعود سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو کامل طور پر داؤد علیہ السلام کی نبوۃ اور بادشاہت دونوں کے وارث ہیں اور ان پیشگوئیوں کے کامل مصداق ہیں داؤد موعود کے متعلق جو پیشگوئیاں اوپر نقل کی گئیں ان سب کا ملخص یہ ہے:۔

(الف) بنی اسرائیل کے کمزور فرقوں پر دستور فرقوں نے ظلم کیا داؤد بادشاہ کے آنے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر ان پر ظلم نہ ہوگا بلکہ وہ اس کے ماتحت صلح اور سلامتی سے رہیں گے۔

(ب) بنی اسرائیل کی تمام تتر بتر شدہ قومیں جمع ہوں گی۔ افغان اور کشمیری جو بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑیں

---

[1] ایک قسم کے بت یا تماثیل

ہیں سب اسلام میں جمع ہوئیں۔

(ج) بت پرستی وغیرہ نفرتی باتیں ان میں سے دور ہوئیں ان سب قوموں کا ایک ہی بادشاہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے یہی لوگ ہیں جو عہد کی سرزمین اور یعقوب کی مملکت پر قابض ہوئے اور اس میں بستے ہیں۔

د: یہ لوگ اللہ تعالےٰ کی شرع کو حفظ کرتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

ہ: یرمیاہ نبی نے بتایا کہ آنے والا داؤد بادشاہ ہوگا اور صداقت وعدالت سے حکومت کرے گا یہودیوں کو جس قدر دکھ عیسائی حکومتوں میں دیئے جاتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تعلیم کے مطابق صحابہ نے ہمیشہ ان کو پناہ دی اور سلامتی بخشی۔

و: یرمیاہ نبی کی معرفت آپ کا اسم گرامی۔

"یہووہ صدقینو"

یعنی" خداوند ہماری صداقت" ہے۔ قرآن کریم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حق فرمایا گیا ہے دوسرے معنی اس کے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ انبیاء بنی اسرائیل کی تصدیق کرے گا اور ان کے متعلق وصداقت کا فیصلہ دے گا چنانچہ قرآن کریم نے بار بار ان الفاظ کو دہرایا ہے" ومصدق لما معکم" وہ تصدیق کرتا ہے اس کی جو تمہارے پاس ہے۔

ز: اس کا تمام قوموں کے لئے گواہ مقرر ہونا اور قوموں کا اس کے پاس جمع ہو جانا یہ سب نشانات سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی اسرائیلی بادشاہ کے حق میں پورے نہ ہوئے۔

ح: خدا قدوسوں کی مجلس میں نہایت بارعب ہے۔ فتح مکہ کے وقت حضور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ ایک بارعب جرنیل اور بادشاہ کی حیثیت سے موجود تھے۔

## حضرت داؤد علیہ السلام کی دوسری بشارت

(۱۷:۵۵)

وربک اعلم بمن فی السموات والارض ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض واتینا داؤد زبورا

اور تیرا رب خوب جانتا ہے ان کو جو آسمان اور زمین میں ہیں اور ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت

دی ہے اور داؤد کو ہم نے ہمیش گویاں دی ہیں۔

حضرت داؤد کے زبور میں جگہ جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خداوند کہا گیا ہے اور آپ کی تعریف کی گئی ہے اس لفظ خداوند کی تصریح کے لئے ایک جگہ فرمایا

"ابناء اللہ میں خدا کی مانند کون ہے" زبور ۸۹:۷ (گویا خداوند تمام ابناء اللہ (انسانوں اور فرشتوں) سے افضل ہے۔ ایک جگہ فرمایا "مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے" زبور ۱۱۸:۲۶)

## حضرت داؤدؑ کی تیسری بشارت

"خداوند ابد تک تخت نشین ہے (یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں جو آپ کی نبوت کو منسوخ کر دے۔ بلکہ آپ کی نبوت ہمیشہ ابدالآباد تک قائم رہے گی) اس نے عدالت کے لئے اپنی مسند تیار کی ہے اور وہ صداقت سے جہان کا انصاف کرے گا اور راستی سے قوموں کی عدالت کرے گا خداوند مظلوموں کے لئے محکم مکان ہے اور مصیبت کے وقت میں پناہ گاہ وے جو تیرا نام جانتے ہیں تیرا بھروسہ رکھیں گے کہ تو نے ان کو جو اے خداوند تیری تلاش میں ہیں ترک نہیں کیا ہے ...... غیر قومیں اس کنوئیں میں جو انہوں نے کھودا تھا گری ہیں اس دام میں جو انہوں نے چھپایا تھا انہیں کے پاؤں پھنسے" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے راستی سے "قوموں کی عدالت کی" یعنی دنیا کی ہر ایک قوم کو مساوات کا حق عطا کیا اور جن کو نیچ سمجھ کر ان پر ظلم ہوتا تھا اس سے ان کو نجات دی۔ غیر قومیں جو اسرائیلی نہیں یعنی عرب کے لوگ ہیں جو حضور کی مخالفت پر تلے بیٹھے تھے وہ اس ہلاکت کے کنوئیں میں گرے جو انہوں نے مسلمانوں کے لئے کھودا تھا۔ زبور ۹:۷ تا ۱۱ و ۱۵

بشارت چہارم "خداوند مشہور ہوا کہ اس نے عدالت کی ہے شریر اپنے ہاتھوں کے کام کے پھندے میں پھنسا ہے غور کرو شریر پلٹائے جا کے جہنم میں ڈالے جائیں گے وے ساری قومیں جو خدا کو بھول جاتی ہیں کہ مسکین ہمیشہ فراموش نہیں کیا جائے گا عاجزوں کی امید سدا توڑی نہ جائے گی اٹھ اے خداوند کہ انسان غالب نہ ہووے قوموں کی عدالت تیرے حضور میں کی جاوے اے خداوند ان کو ڈرا تاکہ قومیں اپنے آپ کو بشری جانیں زبور ۹:۷ تا ۱۱ و ۱۵ تا ۲۰۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسکینوں اور

یتامیٰ کی خبر گیری کی تعلیم دی بیکسوں اور عاجزوں کی دستگیری کی مساوات نسل انسانی اور توحید کی تعلیم دے کر لوگوں کو یہ باور کرا دیا کہ وہ بشر ہی ہیں۔

بشارت پنجم "مسکین آپ کو تیرے سپرد کرتا ہے یتیم کا مددگار تو ہے شریر اور برے کا بازو توڑ یہاں تک کہ اس کی شرارت پھر ڈھونڈی نہ پائی جائے خداوند ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بادشاہ ہے بیگانی قومیں اس کی زمین پر سے فنا ہوئیں۔ زبور ۱۰: ۱۴-۱۸

کس قدر صاف اور مبین کلام ہے مسکینوں اور یتیموں کی کفالت کے علاوہ کہ شریروں اور غیر قوموں کو عرب سے ایسا خارج کیا گیا کہ ۱۳۵۰ سال تک وہ اپنی زبردست قوت کے باوجود اس میں داخل نہیں ہو سکے۔

چھٹی بشارت خداوند کا کلام خالص کلام ہے جیسے چاندی مٹی کی کٹھالی میں تاؤ دی گئی اور سات مرتبہ صاف کی گئی تو ہی اے خداوند ان کا حافظ ہے تو انہیں اس زمانہ کے لوگوں سے ابد تک بچا رکھے گا شریر لوگ ہر طرف اکڑتے پھرتے ہیں پر ان کی جتنی سرفرازی ہے بنی آدم کی اتنی ہی پستی ہے۔ زبور ۱۲: ۶-۸

قرآن شریف دنیا بھر کی مذہبی کتابوں میں صرف ایک ہی خالص اور محفوظ کلام ہے جو متعدد مرتبہ جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآت کر کے پاک اور صاف رکھا گیا شریروں کی اکڑبازی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حلم اور فروتنی دونوں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔

ساتویں بشارت "تو وے سب گمراہ ہوئے وے ایک ساتھ بگڑ گئے کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں کیا ان سب بدکاروں کو سمجھ نہیں جو میرے بندوں کو یوں کھا جاتے ہیں جیسے روٹی کھاتے ہیں وے خداوند کا نام نہیں لیتے وے وہاں بڑے خوف میں ہوئے کیونکہ خدا صادقوں کی ذریت کے درمیان ہے تم مسکین کی اصلاح کی تحقیر کرتے ہو اس لئے کہ خدا اس کی پناہ ہے کاش کہ اسرائیل کی نجات صیہون میں سے ہوتی جب خداوند اپنی قوم کے قیدیوں کو پھیر لائے گا تو یعقوب شاد ہوگا اور اسرائیل خوش"۔ زبور ۱۴: ۳تا۷ اور ۵۳: ۶

ظہر الفساد فی البر والبحر (قرآن) کے ماتحت حضور کی بعثت کے وقت تمام دنیا میں فساد تھا نیکی مفقود تھی مسکین اور یتیم کو دھتکار دیا جاتا تھا اس فساد کی اصلاح صیہون (بیت المقدس) سے مقدر نہ تھی بلکہ اس کے لیئے مکہ معظمہ مقرر تھا بنی اسرائیل جو افغانستان اور کشمیر وغیرہ میں آکر شرک اور بت پرستی میں گرفتار ہو چکے

تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کیا اور اسرائیل کے گھرانے کی لٹی ہوئی دولت (توحید) ان کو واپس دلائی۔

**آٹھویں بشارت** "اے خداوند تیرے خیمہ (حرم) میں کون رہے گا تیرے کوہ مقدس پر کون حکومت کرے گا وہ جو صراط مستقیم پر چلتا ہے اور صداقت کے کام کرتا ہے اور اپنے دل سے سچ بولتا ہے وہ جو اپنی زبان سے چغلی نہیں کھاتا اور اپنے ہمسایہ سے بدی نہیں کرتا اور اپنے پڑوسی پر عیب نہیں لگاتا۔ وہ جس کی نظر میں نکما آدمی خوار ہے پر وہ انہیں جو خداوند سے ڈرتے ہیں عزت دیتا ہے اور وہ جو اپنے ضرر پر قسم کھاتا ہے اور بدلتا نہیں وہ جو سود کے لئے قرض نہیں دیتا اور بیگناہوں کو ستانے کے لئے رشوت نہیں لیتا وہ جو یہ کرتا ہے کبھی نہ ٹلے گا"۔ زبور۔ ۱۵

ان آیات میں ایک مسلمان کی ان صفات خصوصی کا ذکر ہے جو قرآن کریم میں مذکور ہیں اپنا نقصان بھی ہوتا ہو تو عہد سے نہ پھرنا اور سود پر قرض نہ دینا یہ صرف اسلام کی تعلیم ہے ورنہ یہود اور نصاریٰ کی ساری قومیت اپنے نفع اور سود پر قائم ہے۔

**بشارت نہم** بدکار کاٹ ڈالے جائیں گے لیکن وے جو خداوند کے منتظر ہیں زمین کو میراث میں لیں گے کہ ایک تھوڑی سی مدت ہے کہ شریر نہ ہوگا تو غور کرے اس کا مکان ڈھونڈے گا اور وہ نہ ہوگا لیکن وے جو حلیم ہیں زمین کے وارث ہوں گے اور بہت سی راحت پا کے خوش دل ہوں گے شریر صادق کے خلاف بندشیں باندھتا ہے اور اس پر دانت کچکچاتا ہے خداوند اس پر ہنستا ہے کیونکہ دیکھتا ہے کہ اس کا دن آتا ہے...... شریروں کی نسل کاٹی جائے گی صادق زمین کے وارث ہوں گے اور ابد تک اس میں بسیں گے صادق کا منہ دانائی کی بات کہتا ہے اس کی زبان سے عدالت کا کلمہ نکلتا ہے اس کے خدا کی شریعت اس کے دل میں ہے اس کا پاؤں کبھی نہ پھسلے گا۔ زبور ۳۷ : ۹ تا ۱۳ و ۲۹ تا ۳۱

قرآن شریف نے اس بشارت کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصلحون وان فی ھذا لبلاغاً لقوم عابدین ۲۱ : ۱۰۵۔ اس پیشگوئی کی بنا پر مسلمان ارض مقدس کے وارث ہوئے اور وہ جو مخالفین اسلام تھے ایک قلیل مدت یعنی صرف

۲۳ سال کے عرصہ میں کاٹ ڈالے گئے ان تمام شریروں کا جو اسلام کو مٹانا چاہتے تھے نام و نشان تک مٹ گیا دنیا میں اس کی نظیر ملنا مشکل ہے کہ اس قدر قلیل عرصہ میں ایک ملک اور قوم کی کایا پلٹ ہو گئی ہو کہ سارے ملک اور قوم میں ایک متنفس بھی مخالف اسلام نہ رہا۔

بشارت داؤد ہم | وہ قوم کے مسکینوں کا انصاف کرے گا اور محتاجوں کے فرزندوں کو بچا دے گا اور ظالم کو ٹکڑے ٹکڑے کرے گا جب تک کہ سورج اور چاند باقی رہیں گے ساری پشتوں کے لوگ تجھ سے ڈرا کریں گے وہ بارش کی مانند جو کاٹی ہوئی گھاس پر پڑے نازل ہوگا اور موسلا دھار مینہ کی طرح جو زمین کو سیراب کرتی ہے اس کے عصر میں جب تک کہ چاند رہے گا صادق پھلیں گے اور سلامتی فراواں ہو گی۔۔۔۔ ساری گروہیں اس کی تعظیم کریں گی کیونکہ وہ دہائی دینے والے محتاج کو اور مسکین کو اور ان کو جن کا کوئی مددگار نہ ہو چھڑا دے گا۔۔۔۔ ان کا خون اس کی نظر میں بیش قیمت ہو گا وہ جیتا رہے گا اور سبا کا سونا اسے دیا جائے گا اس کے حق میں سدا دعا ہو گی ہر روز اس کی مبارکباد کہی جائے گی۔۔۔۔۔۔ اس کا نام ابد تک باقی رہے گا جب تک کہ آفتاب رہے گا اس کے نام کا رواج رہیگا لوگ اس کے باعث اپنے تئیں مبارک کہیں گے ساری قومیں اسے مبارک دیں گی خداوند خدا اسرائیل کا خدا جو اکیلا ہے عجائب کام کرتا ہے۔" زبور ۷۲: ۴ تا ۵، ۱۰ تا ۱۹

اس پیشگوئی میں حضرت داؤد علیہ السلام بتاتے ہیں کہ وہ موعود آخری نبی ہے کیونکہ اس کا زمانہ محدود نہیں کہ اس کے بعد کوئی اور نبی آئے وہ یتیموں اور مسکینوں کا ملجا و ماوا ہے۔ شریروں کو وہ کاٹ کر پھینک دے گا مگر نیکوں کے لئے وہ ایک زوردار بارش ہو گا اور سلامتی فراواں ہو گی یعنی اسلام سب میں پھیل جائے گا وہ جیتا رہے گا یا اس کی نبوت ختم نہ ہو گی سبا کے تحائف حضور کی خدمت میں بطور تحفہ پہنچے "اس کے حق میں سدا دعا ہو گی" ہر روز ایک مسلمان نہیں معلوم کتنی مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں دعا و درود بھیجتا ہے اور ہر روز آپ کے لئے اللّٰھم بارک علیٰ محمد پڑھا جاتا ہے گویا ہر روز آپ کی مبارکباد کہی جارہی ہے اور اس کے ساتھ ہی بارک علےٰ آل محمد میں اپنے آپکو مبارک دے رہے ہیں اور پھر دنیا کی تمام قوموں میں سے لوگ مسلمان ہوئے ہیں۔ اور یہ مبارکباد پڑھتے

ہیں اور یہ محض اللہ تعالٰے کے عجائب کاموں میں سے ہے۔

بشارت نمبر ۱۰ | یہ پچھلی پشت کے لیے لکھا جائے گا اور لوگ جو پیدا ہوں گے خداوند کی حمد کریں گے" زبور ۱۰۲: ۱۸

یہ پچھلی اور آخری پشت صرف اسلام ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی حمد دنیا میں اس کثرت سے کی ہے کہ اس کی مثال کہیں دوسرے مذاہب میں ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملتی روزانہ پانچ نمازوں میں اسی کی حمد کی ہوتی ہے

## بارھویں بشارت ختم نبوت پر ایک اور فیصلہ کن پیشگوئی

جناب داؤد علیہ السلام کی بشارات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بہت کثرت سے موجود ہیں سب کا درج کرنا بہت مشکل ہے صرف ایک پیشگوئی نقل کر کے اسے ختم کر دیا جاتا ہے فرمایا:-

"میں تیری حمد و ثنا کروں گا تو نے میری سن لی اور میری نجات ہوا وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا وہی کونے کا پتھر ہو گیا یہ خداوند سے ہوا جو ہماری نظروں میں عجیب ہے۔..... مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے" زبور ۱۱۸: ۲۲ تا ۲۴ و ۲۶

حضرت داؤد علیہ السلام پر بائبل اور یہود نے جو عیب لگائے وہ اس قدر مکروہ ہیں کہ ان کی موجودگی میں آپ کی کوئی وقعت نظر نہیں آتی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ان گناہوں اور الزامات سے نجات دی اور آپ کی تقدیس کی پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کے مستحق ہیں کہ داؤد علیہ السلام ان کی حمد و ثنا کریں

حضور اور حضور کی قوم ہی وہ پتھر ہے جسے بنی اسرائیل کے معماروں نے رد کیا اور کہا بنی اسمٰعیل میں کوئی خوبی نہیں مگر یہی رد شدہ قوم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے جنہوں نے بحیثیت چوٹی کا پتھر ہونے کے قصر نبوت کی تکمیل کی اگر یہ چوٹی کا پتھر نہ ہوتا تو نبوت کی ساری عمارت بیکار تھی چوٹی کا پتھر جسے عبری بائبل کے اس حوالہ میں "روش پناہ" کہا گیا ہے گنبد کا چوٹی کا پتھر ہوتا ہے یا وہ عمارت جو دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لیے بنائی جاتی ہے اس کے برج کا آخری پتھر "روش پناہ" کہلاتا ہے پناہ کے معنی حفاظت کا برج ہیں دیکھو ۲ تواریخ ۲۶: ۱۵ اور ۳: ۱۶ اور صفنیاہ ۱: ۱۶

قصر نبوت کی چوٹی کا یہ پتھر سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور کوئی نہیں آپ کی ذات بابرکات پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہو گیا بنی اسرائیل میں کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے یہ دعویٰ کیا ہو یا خدا نے اس کے متعلق کہا ہو کہ وہ خاتم النبیین ہے۔

---

ل بائبل کے بعض ترجموں میں اس کا ترجمہ "کونے کا سرا" کیا گیا ہے جو غلط ہے اس جگہ صحیح ترجمہ چوٹی کا پتھر ہے البتہ دوسرے حوالوں میں کونے کا سرا بھی موجود ہے جس پر بحث کسی دوسری جگہ کریں گے۔

## بشارت حضرت آدمؑ

(شیطان کا سر کچلنے والا فارقلیط)

וְאֵיבָה ׀ אָשִׁית
בֵּינְךָ וּבֵין הָאִשָּׁה וּבֵין זַרְעֲךָ וּבֵין זַרְעָהּ הוּא יְשׁוּפְךָ רֹאשׁ
וְאַתָּה תְּשׁוּפֶנּוּ עָקֵב׃ کتاب پیدائش ۳: ۵

## جناب حنوکؑ کی پیشگوئی

(دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آنے والا خداوند)

וְגַם־חֲנוֹךְ הַשְּׁבִיעִי לְאָדָם נִבָּא
עֲלֵיהֶם לֵאמֹר הִנֵּה יְהוָה בָּא בְּרִבְבוֹת קְדֹשָׁיו׃

(نامہ یہوداہ ۱: ۱۴)

## حضرت نوحؑ کی بشارت

(مذاہب کے طوفان میں ایک مقدس کشتی بان)

וְהָיָה בְּעַנְנִי עָנָן עַל־הָאָרֶץ וְנִרְאֲתָה
הַקֶּשֶׁת בֶּעָנָן׃ (پیدائش ۹: ۱۴)

## حضرت ابراہیمؑ کی بشارت

(دنیا کی ساری قوموں کے لئے مبارک نبی)

וְאֶעֶשְׂךָ לְגוֹי גָּדוֹל וַאֲבָרֶכְךָ וַאֲגַדְּלָה שְׁמֶךָ וֶהְיֵה ׃ בְּרָכָה׃

(پیدائش ۱۲: ۲)

## بشارات حضرت یعقوبؑ

(حسن یوسف میں نور محمدی)

וַיְבָרֶךְ אֶת־יוֹסֵף וַיֹּאמַר הָאֱלֹהִים אֲשֶׁר
הִתְהַלְּכוּ אֲבֹתַי לְפָנָיו אַבְרָהָם וְיִצְחָק הָאֱלֹהִים הָרֹעֶה
אֹתִי מֵעוֹדִי עַד־הַיּוֹם הַזֶּה׃

לֹא־יָסוּר שֵׁבֶט מִיהוּדָה וּמְחֹקֵק
מִבֵּין רַגְלָיו עַד כִּי־יָבֹא שִׁילֹה וְלוֹ יִקְּהַת עַמִּים׃

(پیدائش ۴۸: ۱۵، ۴۹: ۱۰، ۲۲)

## بشارات موسوی

### (مثیل موسےٰ کی پیشگوئی)

נָבִיא מִקִּרְבְּךָ מֵאַחֶיךָ
כָּמֹנִי יָקִים לְךָ יְהוָה אֱלֹהֶיךָ אֵלָיו תִּשְׁמָעוּן׃ כְּכֹל אֲשֶׁר־
שָׁאַלְתָּ מֵעִם יְהוָה אֱלֹהֶיךָ בְּחֹרֵב בְּיוֹם הַקָּהָל לֵאמֹר
לֹא אֹסֵף לִשְׁמֹעַ אֶת־קוֹל יְהוָה אֱלֹהָי וְאֶת־הָאֵשׁ הַגְּדֹלָה
הַזֹּאת לֹא־אֶרְאֶה עוֹד וְלֹא אָמוּת׃ וַיֹּאמֶר יְהוָה אֵלָי
הֵיטִיבוּ אֲשֶׁר דִּבֵּרוּ׃ נָבִיא אָקִים לָהֶם מִקֶּרֶב אֲחֵיהֶם
כָּמוֹךָ וְנָתַתִּי דְבָרַי בְּפִיו וְדִבֶּר אֲלֵיהֶם אֵת כָּל־אֲשֶׁר
אֲצַוֶּנּוּ׃ (استثناء ۱۸: ۱۵-۱۸)

### دس ہزار قدوسیوں اور آتشی شریعت والا نبی

וַיֹּאמַר יְהוָה מִסִּינַי בָּא וְזָרַח מִשֵּׂעִיר
לָמוֹ הוֹפִיעַ מֵהַר פָּארָן וְאָתָה מֵרִבְבֹת קֹדֶשׁ מִימִינוֹ אֵשְׁדָּת
לָמוֹ׃ (استثناء ۳۳: ۲)

### داؤد موعود کے متعلق یسعیاہ نبیؑ کی بشارت

הַטּוּ אָזְנְכֶם וּלְכוּ אֵלַי שִׁמְעוּ וּתְחִי נַפְשְׁכֶם וְאֶכְרְתָה
לָכֶם בְּרִית עוֹלָם חַסְדֵי דָוִד הַנֶּאֱמָנִים׃ הֵן עֵד לְאוּמִּים
נְתַתִּיו נָגִיד וּמְצַוֵּה לְאֻמִּים׃ הֵן גּוֹי לֹא־תֵדַע תִּקְרָא וְגוֹי
לֹא־יְדָעוּךָ אֵלֶיךָ יָרוּצוּ לְמַעַן יְהוָה אֱלֹהֶיךָ וְלִקְדוֹשׁ יִשְׂרָאֵל
כִּי פֵאֲרָךְ׃ (یسعیاہ ۵۵: ۳-۵)

### داؤد موعود

### (بشارت یرمیاہ نبیؑ)

הִנֵּה יָמִים בָּאִים נְאֻם־יְהוָה וַהֲקִמֹתִי
לְדָוִד צֶמַח צַדִּיק וּמָלַךְ מֶלֶךְ וְהִשְׂכִּיל וְעָשָׂה מִשְׁפָּט
וּצְדָקָה בָּאָרֶץ׃ בְּיָמָיו תִּוָּשַׁע יְהוּדָה וְיִשְׂרָאֵל יִשְׁכֹּן לָבֶטַח
וְזֶה־שְּׁמוֹ אֲשֶׁר־יִקְרְאוֹ יְהוָה ׀ צִדְקֵנוּ׃

(یرمیاہ ۲۳: ۵-۶)

## داؤد کو عود
(حزقیل نبی کی بشارت)

לכן כה אמר אדני יהוה אליהם הנני
אני ושפטתי בין־שה בריה ובין שה רזה: יען בצד
ובכתף תהדפו ובקרניכם תנגחו כל־הנחלות עד אשר
הפיצותם אותנה אל־החוצה: והושעתי לצאני ולא־
תהיינה עוד לבז ושפטתי בין שה לשה: והקמתי עליהם
רעה אחד ורעה אתהן את עבדי דויד הוא ירעה אותם
והוא יהיה להן לרעה: ואני יהוה אהיה להם לאלהים
ועבדי דוד נשיא בתוכם אני יהוה דברתי: (حزقیل ۳۴: ۲۰-۲۵)

## داؤد کو عود

ודבר
אליהם כה־אמר אדני יהוה הנה אני לקח את־בני
ישראל מבין הגוים אשר הלכו־שם וקבצתי אתם
מסביב והבאתי אותם אל־אדמתם: ועשיתי אתם לגוי
אחד בארץ בהרי ישראל ומלך אחד יהיה לכלם למלך
ולא יהיו־עוד לשני גוים ולא יחצו עוד לשתי ממלכות
עוד: ולא יטמאו עוד בגלוליהם ובשקוציהם ובכל
פשעיהם והושעתי אתם מכל מושבתיהם אשר חטאו
בהם וטהרתי אותם והיו־לי לעם ואני אהיה להם
לאלהים: ועבדי דוד מלך עליהם ורועה אחד יהיה
לכלם ובמשפטי ילכו וחקתי ישמרו ועשו אותם: וישבו
על־הארץ אשר נתתי לעבדי ליעקב אשר ישבו־בה
אבותיכם וישבו עליה המה ובניהם ובני בניהם עד־
עולם ודוד עבדי נשיא להם לעולם: (حزقیل ۳۷: ۲۱-۲۵)

## داؤد کو عود
(بشارت ہوشیعا نبی)

אחר ישבו
בני ישראל ובקשו את־יהוה אלהיהם ואת דויד מלכם
ופחדו אל־יהוה ואל־טובו באחרית הימים:
(ہوشیعا ۳: ۵)

## داؤد موعود

קומה יהוה באפך
הנשא בעברות צוררי ועורה אלי משפט צוית: ועדת
לאמים תסובבך ועליה למרום שובה: יהוה ידין עמים
שפטני יהוה כצדקי וכתמי עלי: יגמר־נא רע רשעים
ותכונן צדיק ובחן לבות וכליות אלהים צדיק:
הנה יחבל־און והרה עמל וילד שקר:

תביט לתת בידך עליך
יעזב חלכה יתום אתה היית עוזר: שבר זרוע רשע
ורע תדרוש־רשעו בל־תמצא: יהוה מלך עולם ועד
אבדו גוים מארצו: תאות ענוים שמעת יהוה תכין לבם
תקשיב אזנך: לשפט יתום ודך בל־יוסיף עוד לערץ
אנוש מן־הארץ:

(زبور ۷: ۶-۱۱، ۱۰: ۱۴-۱۸)

## حضرت داؤد کی بشارات

הבל
סר יחדו נאלחו אין עשה־טוב אין גם אחד: הלא ידעו
כל־פעלי און אכלי עמי אכלו לחם יהוה לא קראו: שם
פחדו פחד כי־אלהים בדור צדיק: עצת־עני תבישו כי
יהוה מחסהו: מי־יתן מציון ישועת ישראל בשוב יהוה
שבות עמו יגל יעקב ישמח ישראל:

אמרות יהוה אמרות טהרות כסף צרוף
בעליל לארץ מזקק שבעתים: אתה יהוה תשמרם תצרנו
מן־הדור זו לעולם: סביב רשעים יתהלכון כרם זלת
לבני אדם:

יהוה מי־יגור באהלך מי־ישכן בהר קדשך:
הולך תמים ופעל צדק ודבר אמת בלבבו: לא־רגל
על־לשנו לא־עשה לרעהו רעה וחרפה לא־נשא על־
קרבו: נבזה בעיניו נמאס ואת־יראי יהוה יכבד נשבע
להרע ולא ימר: כספו לא־נתן בנשך ושחד על־נקי לא־
לקח עשה אלה לא ימוט לעולם:

(زبور ۱۴: ۳-۷، ۱۲: ۶-۸، ۱۵: ۱-۵)

## حضرت داؤدؑ کی پیشگوئی

כִּֽי־מְרֵעִים יִכָּרֵתוּן וְקֹוֵי יְהוָה הֵמָּה יִירְשׁוּ
אָרֶץ: וְעוֹד מְעַט וְאֵין רָשָׁע וְהִתְבּוֹנַנְתָּ עַל־מְקוֹמוֹ וְאֵינֶנּוּ:
וַעֲנָוִים יִירְשׁוּ־אָרֶץ וְהִתְעַנְּגוּ עַל־רֹב שָׁלוֹם: זֹמֵם רָשָׁע
לַצַּדִּיק וְחֹרֵק עָלָיו שִׁנָּיו:

צַדִּיקִים
יִירְשׁוּ־אָרֶץ וְיִשְׁכְּנוּ לָעַד עָלֶיהָ: פִּי־צַדִּיק יֶהְגֶּה חָכְמָה
וּלְשׁוֹנוֹ תְּדַבֵּר מִשְׁפָּט: תּוֹרַת אֱלֹהָיו בְּלִבּוֹ לֹא תִמְעַד
אֲשֻׁרָיו: (زبور ۳۷: ۹–۳، ۲۹–۳۱)

## حضرت داؤدؑ کی بشارت

יִשְׁפֹּט ׀ עֲנִיֵּי־עָם יוֹשִׁיעַ לִבְנֵי אֶבְיוֹן
וִידַכֵּא עוֹשֵׁק: יִירָאוּךָ עִם־שָׁמֶשׁ וְלִפְנֵי יָרֵחַ דּוֹר דּוֹרִים:
יֵרֵד כְּמָטָר עַל־גֵּז כִּרְבִיבִים זַרְזִיף אָרֶץ: יִפְרַח־בְּיָמָיו
צַדִּיק וְרֹב שָׁלוֹם עַד־בְּלִי יָרֵחַ:
מַלְכֵי תַרְשִׁישׁ וְאִיִּים מִנְחָה יָשִׁיבוּ מַלְכֵי שְׁבָא וּסְבָא
אֶשְׁכָּר יַקְרִיבוּ:

וּבָרוּךְ ׀ שֵׁם כְּבוֹדוֹ
לְעוֹלָם וְיִמָּלֵא כְבוֹדוֹ אֶת־כֹּל הָאָרֶץ אָמֵן ׀ וְאָמֵן:
(زبور ۷۲: ۴–۷، ۱۰، ۱۹)

## بشارت داؤد علیہ السلام

כָּרַתִּי בְרִית לִבְחִירִי נִשְׁבַּעְתִּי
לְדָוִד עַבְדִּי: עַד־עוֹלָם אָכִין זַרְעֶךָ וּבָנִיתִי לְדֹר־וָדוֹר
כִּסְאֲךָ סֶלָה: וְיוֹדוּ שָׁמַיִם פִּלְאֲךָ יְהוָה אַף־אֱמוּנָתְךָ
בִּקְהַל קְדֹשִׁים: (زبور ۸۹: ۳–۷)

## بشارت حضرت داؤدؑ

תִּכָּתֶב זֹאת לְדוֹר אַחֲרוֹן וְעַם נִבְרָא יְהַלֶּל־יָהּ:

(زبور ۱۰۲: ۱۹)

## حضرت داؤدؑ کا خداوند

אֶבֶן מָאֲסוּ הַבּוֹנִים הָיְתָה לְרֹאשׁ פִּנָּה׃ מֵאֵת יְהוָה הָיְתָה זֹּאת הִיא נִפְלָאת בְּעֵינֵינוּ׃ זֶה־הַיּוֹם עָשָׂה יְהוָה נָגִילָה וְנִשְׂמְחָה בוֹ׃ אָנָּא יְהוָה הוֹשִׁיעָה נָּא אָנָּא יְהוָה הַצְלִיחָה נָּא׃ בָּרוּךְ הַבָּא בְּשֵׁם יְהוָה בֵּרַכְנוּכֶם מִבֵּית יְהוָה׃

(زبور ۱۱۸: ۲۲–۲۶)

## حضرت ایوبؑ کی پیشگوئی

(آنے والا فارقلیط)

הִנֵּה־נָא בְהֵמוֹת אֲשֶׁר־עָשִׂיתִי עִמָּךְ חָצִיר כַּבָּקָר יֹאכֵל׃ הִנֵּה־נָא כֹחוֹ בְמָתְנָיו וְאֹנוֹ בִּשְׁרִירֵי בִטְנוֹ׃ יַחְפֹּץ זְנָבוֹ כְמוֹ־אָרֶז גִּידֵי פַחֲדָו יְשֹׂרָגוּ׃ עֲצָמָיו אֲפִיקֵי נְחוּשָׁה גְּרָמָיו כִּמְטִיל בַּרְזֶל׃ הוּא רֵאשִׁית דַּרְכֵי־אֵל הָעֹשׂוֹ יַגֵּשׁ חַרְבּוֹ׃ כִּי־בוּל הָרִים יִשְׂאוּ־לוֹ וְכָל־חַיַּת הַשָּׂדֶה יְשַׂחֲקוּ־שָׁם׃ תַּחַת־צֶאֱלִים יִשְׁכָּב בְּסֵתֶר קָנֶה וּבִצָּה׃ יְסֻכֻּהוּ צֶאֱלִים צִלֲלוֹ יְסֻבּוּהוּ עַרְבֵי־נָחַל׃ הֵן יַעֲשֹׁק נָהָר לֹא יַחְפּוֹז יִבְטַח כִּי־יָגִיחַ יַרְדֵּן אֶל־פִּיהוּ׃

הֵן־תֹּחַלְתּוֹ נִכְזָבָה הֲגַם אֶל־מַרְאָיו יֻטָל׃ לֹא־אַכְזָר כִּי יְעוּרֶנּוּ וּמִי הוּא לְפָנַי יִתְיַצָּב׃ מִי הִקְדִּימַנִי וַאֲשַׁלֵּם תַּחַת כָּל־הַשָּׁמַיִם לִי־הוּא׃ לֹא־אַחֲרִישׁ בַּדָּיו וּדְבַר־גְּבוּרוֹת וְחִין עֶרְכּוֹ׃ מִי־גִלָּה פְּנֵי לְבוּשׁוֹ בְּכֶפֶל רִסְנוֹ מִי יָבוֹא׃ דַּלְתֵי פָנָיו מִי פִתֵּחַ סְבִיבוֹת שִׁנָּיו אֵימָה׃ גַּאֲוָה אֲפִיקֵי מָגִנִּים סָגוּר חוֹתָם צָר׃ אֶחָד בְּאֶחָד יִגַּשׁוּ וְרוּחַ לֹא־יָבֹא בֵינֵיהֶם׃ אִישׁ־בְּאָחִיהוּ יְדֻבָּקוּ יִתְלַכְּדוּ וְלֹא יִתְפָּרָדוּ׃ עֲטִישֹׁתָיו תָּהֶל אוֹר וְעֵינָיו כְּעַפְעַפֵּי־שָׁחַר׃ (ایوب ۴۰: ۱۵–۲۴، ۴۱: ۱–۱۰)

## حضرت سلیمانؑ کا محمدیم

דּוֹדִי צַח וְאָדוֹם דָּגוּל מֵרְבָבָה׃

מְיֻסָּדִים עַל־אַדְנֵי־פָז מַרְאֵהוּ כַּלְּבָנוֹן בָּחוּר כָּאֲרָזִים׃ חִכּוֹ מַמְתַקִּים וְכֻלּוֹ מַחֲמַדִּים זֶה דוֹדִי וְזֶה רֵעִי בְּנוֹת יְרוּשָׁלִָם׃

(غزل الغزلات ۵: ۱۰–۱۶)

# یسعیاہ نبی کی بشارت

הָעָם הַהֹלְכִים בַּחֹשֶׁךְ רָאוּ אוֹר גָּדוֹל יֹשְׁבֵי בְּאֶרֶץ צַלְמָוֶת
אוֹר נָגַהּ עֲלֵיהֶם׃ הִרְבִּיתָ הַגּוֹי לֹא הִגְדַּלְתָּ הַשִּׂמְחָה
שָׂמְחוּ לְפָנֶיךָ כְּשִׂמְחַת בַּקָּצִיר כַּאֲשֶׁר יָגִילוּ בְּחַלְּקָם שָׁלָל׃
כִּי ׀ אֶת־עֹל סֻבֳּלוֹ וְאֵת מַטֵּה שִׁכְמוֹ שֵׁבֶט הַנֹּגֵשׂ בּוֹ הַחִתֹּתָ
כְּיוֹם מִדְיָן׃ כִּי כָל־סְאוֹן סֹאֵן בְּרַעַשׁ וְשִׂמְלָה מְגוֹלָלָה
בְדָמִים וְהָיְתָה לִשְׂרֵפָה מַאֲכֹלֶת אֵשׁ׃ כִּי־יֶלֶד יֻלַּד־לָנוּ
בֵּן נִתַּן־לָנוּ וַתְּהִי הַמִּשְׂרָה עַל־שִׁכְמוֹ וַיִּקְרָא שְׁמוֹ פֶּלֶא
יוֹעֵץ אֵל גִּבּוֹר אֲבִי־עַד שַׂר־שָׁלוֹם׃ לְמַרְבֵּה הַמִּשְׂרָה
וּלְשָׁלוֹם אֵין־קֵץ עַל־כִּסֵּא דָוִד וְעַל־מַמְלַכְתּוֹ לְהָכִין אֹתָהּ
וּלְסַעֲדָהּ בְּמִשְׁפָּט וּבִצְדָקָה מֵעַתָּה וְעַד־עוֹלָם קִנְאַת יְהוָה
צְבָאוֹת תַּעֲשֶׂה־זֹּאת׃ דָּבָר שָׁלַח אֲדֹנָי בְּיַעֲקֹב
וְנָפַל בְּיִשְׂרָאֵל׃ (یسعیاہ ۹: ۱–۷)

וְהָיָה בַּיּוֹם הַהוּא
שֹׁרֶשׁ יִשַׁי אֲשֶׁר עֹמֵד לְנֵס עַמִּים אֵלָיו גּוֹיִם יִדְרֹשׁוּ וְהָיְתָה
מְנֻחָתוֹ כָּבוֹד׃ וְהָיָה ׀ בַּיּוֹם הַהוּא יוֹסִיף אֲדֹנָי ׀
שֵׁנִית יָדוֹ לִקְנוֹת אֶת־שְׁאָר עַמּוֹ אֲשֶׁר יִשָּׁאֵר מֵאַשּׁוּר
וּמִמִּצְרַיִם וּמִפַּתְרוֹס וּמִכּוּשׁ וּמֵעֵילָם וּמִשִּׁנְעָר וּמֵחֲמָת
וּמֵאִיֵּי הַיָּם׃ וְנָשָׂא נֵס לַגּוֹיִם וְאָסַף נִדְחֵי יִשְׂרָאֵל וּנְפֻצוֹת
יְהוּדָה יְקַבֵּץ מֵאַרְבַּע כַּנְפוֹת הָאָרֶץ׃ (۱۱: ۹–۷)

מַשָּׂא בַּעְרָב בַּיַּעַר בַּעְרַב תָּלִינוּ
אֹרְחוֹת דְּדָנִים׃ לִקְרַאת צָמֵא הֵתָיוּ מָיִם יֹשְׁבֵי אֶרֶץ תֵּימָא
בְּלַחְמוֹ קִדְּמוּ נֹדֵד׃ כִּי־מִפְּנֵי חֲרָבוֹת נָדָדוּ מִפְּנֵי ׀ חֶרֶב
נְטוּשָׁה וּמִפְּנֵי קֶשֶׁת דְּרוּכָה וּמִפְּנֵי כֹּבֶד מִלְחָמָה׃
כִּי־כֹה אָמַר אֲדֹנָי אֵלָי בְּעוֹד שָׁנָה כִּשְׁנֵי שָׂכִיר וְכָלָה כָּל־
כְּבוֹד קֵדָר׃ וּשְׁאָר מִסְפַּר־קֶשֶׁת גִּבּוֹרֵי בְנֵי־קֵדָר יִמְעָטוּ
כִּי יְהוָה אֱלֹהֵי־יִשְׂרָאֵל דִּבֵּר׃ (۲۱: ۱۳–۱۷)

אֶת־מִי יוֹרֶה דֵעָה וְאֶת־מִי יָבִין שְׁמוּעָה
גְּמוּלֵי מֵחָלָב עַתִּיקֵי מִשָּׁדָיִם׃ כִּי בְּלַעֲגֵי שָׂפָה וּבְלָשׁוֹן
אַחֶרֶת יְדַבֵּר אֶל־הָעָם הַזֶּה׃ אֲשֶׁר ׀ אָמַר אֲלֵיהֶם זֹאת
הַמְּנוּחָה הָנִיחוּ לֶעָיֵף וְזֹאת הַמַּרְגֵּעָה וְלֹא אָבוּא שְׁמוֹעַ׃

לכן כה אמר אדני יהוה הנני יסד בציון אבן אבן
בחן פנת יקרת מוסד מוסד המאמין לא יחיש: ושמתי
משפט לקו וצדקה למשקלת ויעה ברד מחסה כזב
וסתר מים ישטפו: (۲۸: ۹-۱۲، ۱۶-۱۷)

ותהי לכם חזות הכל כדברי הספר
החתום אשר־יתנו אתו אל־יודע הספר לאמר קרא־נא
זה ואמר לא אוכל כי חתום הוא: ונתן הספר על אשר
לא־ידע ספר לאמר קרא־נא זה ואמר לא ידעתי ספר:
ויאמר אדני יען כי נגש העם הזה בפיו ובשפתיו
כבדוני ולבו רחק ממני ותהי יראתם אתי מצות אנשים
מלמדה: (۲۹: ۱۱-۱۳)

קול קורא במדבר
פנו דרך יהוה ישרו בערבה מסלה לאלהינו: כל־גיא
ינשא וכל־הר וגבעה ישפלו והיה העקב למישור
והרכסים לבקעה: (یسعیاہ ۴۰: ۳-۵)

## یرمیاہ نبی کی بشارت

לכן עד אריב אתכם נאם־יהוה ואת־בני
בניכם אריב: כי עברו איי כתיים וראו וקדר שלחו
והתבוננו מאד וראו הן היתה כזאת: ההימיר גוי אלהים
והמה לא אלהים ועמי המיר כבודו בלוא יועיל:

(یرمیاہ ۲: ۹-۱۱)

בת־עמי חגרי־שק והתפלשי באפר
אבל יחיד עשי־לך מספד תמרורים כי פתאם יבא
השדד עלינו: בחון נתתיך בעמי מבצר ותדע ובחנת
את־דרכם: כלם סרי סוררים הלכי רכיל נחשת וברזל
כלם משחיתים המה: נחר מפח מאשתם עפרת לשוא
צרף צרוף ורעים לא נתקו: כסף נמאס קראו להם כי־
מאס יהוה בהם:
(یرمیاہ ۶: ۲۶-۳۰)

# حضرت سلیمان علیہ السلام کا محمدیم

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک عظیم الشان بشارت،

دیگر انبیاء عالم کی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی کی۔ اور آپ کے عشق میں کئی ایک نعتیہ غزلیں لکھیں۔ اور یہاں تک واضح الفاظ میں پیشگوئی فرمائی کہ اس سے زیادہ وضاحت ممکن نہ تھی یعنی ایک غزل میں آپ کا اسم مبارک محمدیم بھی بیان فرما دیا۔ بائیبل حوادث زمانہ سے ہمیشہ معرض تحریف رہی ہے اور یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں عبری خط کا وجود بھی نہیں تھا عبری کے اس موجودہ رسم الخط میں بائبل جناب موسٰیؑ سے صدیوں بعد لکھی گئی اور اس کے مولف حضرت عزرا تھے جنہوں نے اصل کتب یہود کے گم ہو جانے کے بعد زبانی روایات سے اسے جمع کیا تھا اس کی غلطیاں ان کثیر اختلافات عبارات سے ظاہر ہیں جو اس کے نسخوں میں پائی جاتی ہیں عبری الفاظ یہوہ Jehova ابراھام اور یروشلیم Jerusalem وغیرہ وغیرہ سینکڑوں الفاظ ہیں جو باوجود معروف ہونے کے بھی بلحاظ قواعد زبان ناقابل تشریح ہیں۔ تاہم سرورِ عالم کے متعلق بشارتیں یا پیشگوئیاں انہی محرف اور مبدل کتابوں میں نہایت واضح الفاظ میں موجود ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے اصل کتاب کی تباہی کے باوجود پیشگوئیوں کو محفوظ رکھا تا وہ ہستی جو انبیاء عالم کی مصدق ہو انبیاء عالم کی گواہی بھی اس کے حق میں موجود رہے اس وقت مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک پیشگوئی پر جس میں اسم مبارک محمدیم موجود ہے کچھ لکھنا ہے کیونکہ مسیحی حضرات نے اس پیشگوئی کے متعلق حال ہی میں کلکتہ کے اخبار اپی فینی میں کچھ نکتہ چینی کی ہے جس کا ماحصل تین باتیں ہیں

الف: غزل الغزلات سلیمان کی اس آیت میں کوئی پیشگوئی نہیں بلکہ یہ ایک عام عشقیہ کلام ہے۔

ب: لفظ محمدیم بائیبل میں اور بھی کئی جگہ آیا ہے اور اس کے معنی محبوب و مطلوب اشیاء کے ہیں حوالجات کے لئے دیکھو عبری بائیبل کتاب حزقیل ۲۴: ۱۶- اور سلاطین اول ۲۰: ۶۔

ج: آیت زیر بحث میں لفظ محمدیم نکرہ (Common noun) کی معرفہ (Proper noun) نہیں

مسیحی حضرات ہمارے جواب میں جو روش اختیار کرتے ہیں وہ اس سے بالکل برعکس ہوتی ہے جو بائبل کی تفسیر میں وہ خود اپنے لئے اختیار کرتے ہیں۔ ایپی فینی کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ غزل الغزلات سلیمان میں کوئی پیشگوئی نہیں مگر آکسفورڈ کی مطبوعہ ریفرنس بائبل میں اسی غزل الغزلات کی زیر بحث آیت کے باب کا خلاصہ ان الفاظ میں دیا ہے

I Christ awaketh the Church with his calling

II Chruch having a taste of Christ's love is sick

III A description of Christ by his graces.

سلیمان کی غزل الغزلات میں اگر کوئی پیشگوئی نہیں تو اس میں مسیح اور کلیسا کا عشق کہاں سے آگھسا؟ تعجب ہے کہ مسیحیت کا پروپیگنڈا کرنے کے لئے تو یہی آیات پیشگوئی بن جاتی ہیں جب ہم اسے بطور پیشگوئی پیش کرتے ہیں تو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اس میں کوئی پیش گوئی نہیں پیشگوئی تو اسے آباءِ یسوعین بھی مانتے ہیں البتہ یہ پیشگوئی مسیح کے بارہ میں ہے یا محمدیم کے بارہ میں۔ اس میں مسیح کی عظمت کا اظہار ہے یا محمد کی شان کا تذکرہ صرف یہ امر ہمارے اور مسیحی حضرات کے درمیان متنازعہ فیہ ہے۔

نامہ نگار ایپی فینی کا دوسرا اعتراض فریب محض ہے۔ لفظ محمدیم آیت زیر بحث کے علاوہ ساری بائبل میں کہیں موجود نہیں حزقیل ۲۴: ۱۶ اور سلاطین اول ۲۰: ۶ میں تو لفظ محمد ہے محمدیم نہیں معلوم نہیں مسیحی نامہ نگار نے یہ صریح غلط بیانی کیوں کی؟

اعتراض نمبر ۳ بھی اس لئے غلط ہے کہ اگر اس پیشگوئی میں کسی شخص کا ذکر نہیں آیا تو آبائے یسوعین نے اس کو مسیح پر کیسے چسپاں کر دیا آیت کی ترتیب سے یہ ظاہر ہے کہ لفظ محمدیم یہاں موصوف ہے۔ جس کے معنی انگریزی ترجمہ میں وہ سراپا عشق انگیز ہے کئے گئے ہیں ہم اس کا ترجمہ کرتے ہیں وہ سراپا محمد ہے۔

ای پی فیپی کے ان شبہات کا ازالہ کرنے کے بعد اب ہم کسی قدر تفصیل سے اس پیشگوئی کے عبری الفاظ پر بحث کرتے ہیں آیت کے عبری الفاظ بخط عربی حسب ذیل ہیں:

باب ۵ آیت ۱۶
حِکو مَمتَقیم وی کل محمدیم زہ دودی وی زہ رعی بینوت یروشلایم (غزل الغزلات)

آیت کا پہلا لفظ حِکّو ہے جس کا مادہ حخ یا حَنِخ ہے جس کے لغوی معنی ۱۔ منہ کا اندرونی حصہ ۲۔ تالو (منہ کا زیریں حصہ) ۳۔ جبڑے دیکھو کتاب ایوب باب ۳۳ آیت ۲ باب ۲۰ آیت ۱۳۔ ۴۔ ذائقہ کی حس ایوب ۱۲ : ۱۱۔ ۵۔ زبان یا کلام ایوب ۶ : ۳۰۔ ان تمام حوالجات میں لفظ حِنخ کے مشتقات استعمال ہوئے ہیں زبان عبرانی اور بائبل میں ایسے موقعہ پر منہ' تالو اور زبان سے مراد کلام ہوتا ہے مثلاً "میرا منہ سچ کہتا ہے" امثال ۸ : ۷ "میں نے اپنے منہ کو ہرگز اجازت نہ دی" ایوب ۳۱ : ۳۰ بائبل کے عام محاورہ میں مطلق منہ کا لفظ بھی اکثر کلام کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے دیکھو ایوب ۱۹ : ۱۶ زبور ۳ : ۷ یسعیا ۴۹ : ۲ پس اس آیت زیر بحث میں لفظ حِکو کے معنی اس کا کلام ہیں۔

آیت میں دوسرا لفظ مَمتَقیم ہے جس کا مادہ مَتَاق ہے اور معنی شیریں چیز کا کھانا، شیرینی یا شہد ہیں دیکھو ایوب ۲۴ : ۱۰ کتاب شمار میں مِتقہ ایک مقام اور چشمہ کا نام ہے جو عرب میں واقع ہے۔ اور اس جگہ بنی اسرائیل نے اپنے خروج کے دوران میں قیام کیا تھا کتاب شمار ۳۳ : ۲۸ زبان عرب میں متاق پانی سے بھرے ہوئے برتن یا چشمہ کو کہتے ہیں پس عبرانی لغت کی بنا پر لفظ مَمتَقیم کی اس لفظی تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ اس کے معنی شہد۔ شیرینی اور چشمہ کے ہیں حِکو ممتقیم کے مجموعی معنی ہوں گے اس کا کلام شہد ہے اس کی زبان شیرینیوں سے لبریز ہے اس کا منہ ایک شیریں چشمہ ہے بائبل کے یہ الفاظ قرآن شریف پر ہی صادق آتے ہیں قرآن مجید کی یہ تعریف نہ صرف قرآن میں موجود ہے بلکہ سیل کارلائل اور دوسرے مستشرقین نے بھی قرآن شریف کی اس خوبی کو تسلیم کیا ہے مسیح کا اپنا کلام تو دنیا میں کہیں موجود ہی نہیں مسیح اور کلیسا کا عشق بھی نسب مضی باتیں ہیں جو ان آیات سے مراد لی گئی ہے ممتقیم میں آخر پر یم عظمت اور شان کا ہے یہی وجہ ہے کہ بظاہر ممتقیم جمع کا صیغہ ہونے کے باوجود خود مترجمین بائبل نے اسے صیغہ واحد میں ترجمہ کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اس کا کلام انہی

عظمت اور شان کے لحاظ سے شیرینیوں کا مجموعہ ہوگا اور وہ دنیا میں ایک ہی کلام ہے جس نے اعلیٰ درجہ کا فصیح و بلیغ کلام ہونے کا دعویٰ کیا اور فصحاء ملک کے نزدیک ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عربی زبان میں فصاحت و بلاغت کا معیار قرار دیا گیا۔

## وہ سراپا محمدیم ہے

حضرت سلیمانؑ اس کے کلام کی شیرینی کا نشان بتا دینے کے بعد فرماتے ہیں "دی کُلُّ محمدیم" اور وہ سراپا محمد ہے یعنی نہ صرف اس کا کلام شہد اور شیریں ہے بلکہ وہ خود تعریف مجسم یا محمد ہے لفظ محمدیم کا مادہ حمد ہے جس کے معنی عبرانی لغت میں Pleasur, To take desire. لکھے ہیں مگر یہی لفظ Gratitude اور تعریف praise کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے یعنی کسی کی خوبی کی وجہ سے مشکور ہونا اور اس کی تعریف کرنا پس "وِی کُلُّ محمدیم" میں حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے محبوب میں تمام خوبیاں موجود ہیں وہ تعریف والا یا محمد ہے یا اس کی ہر ادا قابل تعریف ہے۔

محمدیم میں بھی یم جمع کی نہیں بلکہ عظمت اور شان کی ہے جیسا کہ لفظ الوہیم پر بحث کرتے ہوئے جیوئش سائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے

Elohim plural in form though commonly con-strued with a singular verb or adjective. this is most probable to be explained as the plural of majesty or exellence expressing high dignity or greatness.

یاد رہے کہ یہ لفظ محمدیم بائبل میں صرف ایک ہی مرتبہ یعنی اسی آیت غزل الغزلات میں استعمال ہوا ہے دوسری جگہ نہیں اور مترجمین بائبل نے اس کا ترجمہ کیا ہے "وہ سراپا عشق انگیز ہے" یہ ظاہر ہے کہ کسی سے عشق و محبت بھی اس کی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے ہوتی ہے اس لفظ کے آخر پر یم استعمال ہونے کی وجہ سے مترجمین بائبل کو نہیں چاہئے تھا کہ وہ اس کا ترجمہ کرتے بلکہ یوں لکھنا چاہئے کہ وہ ہستی مطلق محمد عظیم ہے۔

اس سے بڑھ کر اس پیشگوئی کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہونے کی اور کیا بین دلیل ہو سکتی ہے کہ خود حضور کا اسم مبارک اس میں موجود ہے ساری بائبل میں یسوع کے نام کی کوئی پیشگوئی موجود نہیں لفظ مسیح تو صفاتی نام ہے آپ کا ذاتی نام تو صرف یسوع تھا جائے حیرت ہے کہ مسیحی لوگ یسوع کے نام پر کوئی پیشگوئی بائبل میں موجود نہ ہونے کے باوجود بیسیوں پیشگویاں ان کے نام پر زبردستی چسپاں کرتے ہیں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام "محمدیم" صاف طور پر بائبل میں موجود ہونے پر بھی اس پیشگوئی کو تسلیم نہیں کرتے اور آپ پر ایمان نہیں لاتے کیا یہ جھوٹے عذر کہ بائبل میں "محمدیم" کسی جگہ پر آیا ہے یا یہ کوئی پیشگوئی نہیں ان کی بریت کے لئے کافی ہو سکتے ہیں؟

## سلیمان کا محبوب بنی اسمٰعیلی ہو گا،

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے محبوب کا پہلا نشان شیریں کلام ہونا اور اس کا نام "محمدیم" بتا دینے پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ غیر انشان یہ بتاتے ہیں کہ وہ کس شجرہ نسب سے ہو گا چنانچہ "محمدیم" کے بعد فرمایا۔

"زہ دُودِی"۔

زِہ: یہ

دُودی: دُود کے معنی عبرانی لغت میں دوست اور محبوب کے ہیں لیکن خصوصیت سے یہ لفظ چچا یا باپ کے بھائی کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ عبرانی اور کلدانی انگریزی لغت میں لکھا ہے

A friend specially a father's brother Uncle by a father's side.

اس لفظ کے استعمال میں حضرت سلیمانؑ کا منشا یہ ہے کہ محمدیم ان کے چچیرے بھائیوں میں سے ہے کوئی شخص غلطی سے میرا محبوب اسرائیلی نہ سمجھ لے یہ ظاہر ہے کہ حضرت سلیمان بنی اسرائیل میں سے تھے اور بنی اسمٰعیل ان کے چچیرے بھائی ہیں اس لحاظ سے یہ پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوائے دنیا کے کسی اور شخص کے حق میں صادق نہیں آسکتی ان بین دلائل کے ہوتے ہوئے بھی افسوس ہے کہ مسیحی اسے مسیح کے حق میں سمجھ رہے ہیں حالانکہ متی اور لوقا کے بیان کردہ شجرہ نسب میں مسیح

حضرت سلیمان کی اولاد میں سے ہیں اور محمدیم بنی اسمٰعیل یا چچا کی اولاد سے ہیں۔

وہ میرا دوست میرا ہمسایہ یا دوسری شاخ سے ہے

محمدیم کو اپنا چچا ظاہر کر دینے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے محبوب کا ایک اور نشان بتایا ہے "وی زہ رے عی"۔

وی زہ = اور یہ

رے عی = اس لفظ کا مادہ رعہ ہے جس کے معنی بائبل میں ہمسایہ اور دوسری شاخ نسل انسانی کے دوست کے ہیں عبرانی کلدانی اور انگریزی لغت میں اس کے معنی

A companion, a friend with whom one has intercourse.

حوالجات کے لئے دیکھو یرمیاہ ۶ : ۲۱ - ایوب ۲ : ۴۲ و اسموئیل ۳۰ : ۲۶ - ایوب ۲ : ۱۱ - ۱۹ : ۲۱

امثال ۲۷ : ۱۰ یرمیاہ ۳ : ۱ ہوسیع ۳ : ۱ خروج ۲۰ : ۱۶-۱۷ اور ۲۲ : ۲۵۔

اس لفظ میں دو نشان ہیں کہ سلیمانؑ کا محبوب ان کا ہمسایہ ہے ملک شام کے ساتھ عرب کا ملک ملا ہوا ہے اس لئے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہمسایہ یا عربی ہے اور دوسرے معنی دوسری قوم یا شاخ اور دوست کے ہیں ظاہر ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بنی اسرائیلی ہیں اور دوسری قوم اور شاخ اسی سلسلہ کی بنی اسمٰعیل ہے گویا حضرت فرماتے ہیں کہ میرا محبوب بنی اسمٰعیلی ہے یعنی اس کی قوم میری قوم کی ہمسایہ اور وہ ہماری دوسری شاخ میں سے ایک محبوب ہے

حضرت سلیمان کے محبوب کا شہر دار السلام ہے

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس نعتیہ غزل کے آخر پر فرمایا۔

بینوت یروشلائیم۔

بینوت = اے بیٹیو۔ یہ لفظ عبری محاورہ میں باشندگان یا اہلیان کے لئے استعمال ہوتا ہے لغت میں اس لفظ کے ماتحت لکھا ہے۔

The inhabitants of a city or country both men & women.

مثال کے لیے دیکھو یسعیاہ ۱:۲ ۔ متی ۲:۱ ،۵

یروشلایم ۔ اس لفظ کے عام معنی تو شہر یروشلم کے کئے جاتے ہیں لیکن قواعد زبان کے لحاظ سے اس کے معنوں میں بہت اختلاف ہے بعض علماء عبرانی اس کی اصل یروش شلیم قرار دے کر اس کے معنی "مقبوضۂ امن" کرتے ہیں جو قواعد زبان کے لحاظ سے غلط ہے ایسی صورت میں حسب قاعدہ یروشلیم کے شین پر تشدید ہونی چاہیئے تھی بعض فضلاء عبرانی کے نزدیک یَرَوَہ بمعنی بنیاد رکھنا سے یرو بنا ہے جس کے معنی بنیاد Foundation ہیں اور یروشلم کے معنی بنیاد امن ہیں غرض اس طرح اس کے بیسیوں معنی بیان کئے جاتے ہیں در اصل یہ لفظ بیرو عربی اشتقاق الوریٰ بمعنی لوگ یا گھر ہیں اور بینوت یروشلم کے معنی اے سلامتی والے امن والے گھر کے رہنے والو۔

بائبل میں یروشلم کی بجائے یروشلایم تثنیہ کا صیغہ ہے اس تثنیہ کے صیغہ نے بھی لغت نویسوں کو ایک مصیبت میں ڈالا ہے اور بعض نے اس مشکل کو یوں سلجھایا ہے کہ دو حصوں الاشہر اسے قرار دیا ہے لیکن ہر شخص جس نے بائبل کو غور سے پڑھا ہے جانتا ہے کہ یروشلم دو ہیں ایک قریب کا یروشلم اور دوسرا دور کا یروشلم ایک ہاجرہ کا یروشلم اور دوسرا سارہ کا یروشلم پولوس نامہ گلاتیون میں لکھتا ہے۔ یہ باتیں تمثیلی ہیں یہ دو عورتیں دو عہد ہیں ایک کوہ سینا کا عہد جو صرف شریعت کے غلام پیدا کرتی ہے یہ ہاجرہ ہے کیونکہ ہاجرہ عرب کا کوہ سینا ہے جو یروشلم کا مثیل ہے اور وہ اپنی اولاد کے ساتھ شریعت کی غلام ہے پر دور کا یروشلم شریعت سے آزاد ہے وہی ہم سب کی ماں ہے۔" نامہ گلاتیون باب ۴ آیت ۲۵ پس اس حوالہ کی بنا پر یروشلم دو ہیں اسی وجہ سے جناب سلیمانؑ نے دونوں یروشلم کے اہالیان یا بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل یا سارہ کی اولاد اور ہاجرہ کی اولاد دونوں کو مخاطب کیا ہے کیونکہ یہاں یروشلایم تثنیہ کے صیغہ میں ہے ۔ رہا یہ امر کہ یروشلم کے معنوں کے لحاظ سے حقیقی یروشلم یا سلامتی اور امن کا گھر کونسا ہے پولوس شریعت سے آزاد گھر کو حقیقی یروشلم یا سلامتی کا گھر قرار دیتا ہے اور ہاجرہ کے یروشلم کو جسے وہ شریعت کا پابند قرار دیتا ہے دنیا کا یروشلم قرار دیتا ہے لیکن ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ شریعت والا اور قانون کا پابند گھر امن والا ہو سکتا ہے یا بے شرع اور

اور نا ازن سے آزاد گھر امن اور سلامتی والا ہو سکتا ہے اس لحاظ سے دنیا میں ایک ہی گھر ہے جو بیت الحرام اور دار السلام کہلانے کا مستحق ہے اور وہ وہی یروشلم ہے جو ملک عرب میں ہاجرہ کا یروشلم ہے جو ہمیشہ ہمیشہ سے امن اور سلامتی کا گھر قرار پا گیا ہے جو نہ صرف خود دشمنوں سے محفوظ اور سلامت ہے بلکہ جو شخص اس کے اندر داخل ہو جاتا ہے وہ امن میں آ جاتا ہے جس کی نسبت فرمایا گیا "من دخلہ کان آمناً" جو اس کے اندر داخل ہو گیا وہ امن اور سلامتی کے گھر میں آ گیا یہ حقیقی یروشلم ہے نہ وہ یروشلم جس کے متعلق خود پرستاران یروشلم میں یہ ضرب الامثال ہیں۔

Zion is turned in to a desert it lies in ruins " Here all is desert " Look for no joy here either from men or from mountain " A wealthy and pious Jew came here to settle at Jeruslem after two years stay he left it with the words " Let him that wishes to have neither aulomhaze ( The pleasure of this life ) nor aulomhabo ( Those of the life to come ) live at Jeruslem "
(Dr. Franke's Jews in the East.)

جناب مسیح نے خود یروشلم پر جو نوحہ کیا ہے وہ اناجیل میں مرقوم ہے ایسی صورت میں اور دشمنوں کے پے در پے حملوں اور اس کی بربادیوں کے باوجود اس یروشلم کو یروشلم کہنا ہی غلط ہے۔
غرض وہ یروشلم جو شریعت سے آزاد ہو گیا تباہ و برباد کر کے اس کی برکات ہاجرہ کے یروشلم کو عطا کر دی گئیں جیسا کہ رب الافواج نے حجی نبی کی معرفت فرمایا تھا اور اہوا "اس پچھلے گھر کا جلال پہلے گھر کے جلال سے زیادہ ہوگا رب الافواج فرماتا ہے اور میں اس مکان میں سلامتی بخشوں گا (حجی ۲: ۹)
قرآن شریف نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیٰتنا انہ ھو السمیع البصیر (بنی اسرائیل)

اس سمیع وبصیر خدا نے جب دیکھا کہ بنی اسرائیل اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے تو داؤد علیہ السلام کی بد دعا سے ان سے سلطنت چھین لی اور مسیح کی دعا سے نبوۃ اور روحانیت سلب کر لی اور سارہ کے یروشلم کی برکات ہاجرہ کے یروشلم کو عطا کر دی گئیں سارہ کے یروشلم نے حضرت سلیمانؑ پر کفر بت پرستی اور بدکاری کا الزام لگایا ہاجرہ کے یروشلم سے جو شیریں شہد کا چشمہ پھوٹا اس نے فرمایا وما کفر سلیمان ولٰکن الشیٰطین کفروا (قرآن) سلیمان نے ہرگز کفر نہیں کیا البتہ شیاطین کفر کیا کرتے ہیں انہوں نے ہی کفر کیا۔ اس لئے یہی سلیمان علیہ السلام کا محبوب سید محمدؐ ہے مبارک ہے وہ جو اس پر ایمان لاتا ہے اور سلامتی کے یروشلم دار السلام وبیت الحرام میں داخل ہوتا ہے۔

# اقوام عالم کا کعبۂ مقصود

## حضرت سلیمان کا محمدیم

اللہ تعالےٰ کی ذات جس طرح تمام اقوام عالم کے درمیان ایک کلمۂ سواء اور نقطۂ مرکزی ہے جس پر اب تمام اقوام عالم کے اتحاد کی بنا رکھی جا سکتی ہے اسی طرح انبیاء عالم میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ایک ایسا کعبۂ مقصود ہے جس کی نسبت دنیا کے ہر ایک عظیم الشان نبی نے بشارت دی ہے اور اپنی اپنی اُمتوں کو اس رحمۃ للعالمین کے زیر سایہ جمع ہونے کی تلقین کی ہے مذاہب عالم میں سینکڑوں قسم کے اختلافات ہوا کریں لیکن جس امر پر وہ سب کے سب متفق ہیں وہ جناب حنوک (ادریس علیہ السلام) کا دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آنے والا خداوند ہے وہ ایک عالمگیر طغیان بدی کے وقت حسب بشارت نوح نجات کا کشتیبان ہے وہی حضرت موسیٰ کا مثیل جناب داؤد کا محبوب اور وہی سلیمان کا محمدیم اور جناب مسیح کا فارقلیط ہے مذہب الگ الگ ہیں اور ان میں اختلافات بھی بیشمار ہیں لیکن سب کا آخری محبوب اور کعبۂ مقصود صرف ایک محمد رسول اللہ ہے کیا ہی خوب ہے جو کسی نے کہا ہے

گو میری اور رقیب کی راہیں تھیں مختلف

لیکن ہم ایک منزل جاناں پہ جا ملے

حضرت سلیمان کی بشارت محمدیم پر ہم لاتے کے بغیر نمبر میں تفصیل کے ساتھ بحث کر چکے ہیں اس وضاحت کے بعد کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس پر ہم دوبارہ قلم اٹھاتے مگر چین کے ایک اخبار مُنبر اسرائیل نے یہودی نقطۂ خیال سے اس پیشگوئی پر کچھ تنقید کی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی دوستوں پر اس پیشگوئی کے ذریعہ اتمام حجت کرنے کے بعد یہودی علماء پر بھی حجت ملزمہ قائم کی جائے اور ان سے یہ پوچھا جائے کہ آخر جناب سلیمان علیہ السلام کا محمدیم کون ہے جو دس ہزار قدوسیوں میں ممتاز ہے پیشگوئی کے اولین مخاطب اسرائیلی ہیں اور عبری زبان اور کتاب مقدس کے اصل حامل یہی لوگ ہیں ہم اس امر کو

تسلیم کرتے ہیں کہ زبان عبری کی باریکیاں جس قدر ان علماء کو معلوم ہیں مسیحی علماء کو اس کا عشر عشیر بھی نصیب نہیں اس لیے بشر اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے ہم اپنے دل میں ایک خوشی محسوس کرتے ہیں کہ عبری کے یہ زبردست فضلاء اس علمی مضمون میں ہماری کیا رہنمائی کرتے ہیں۔

## بشر اسرائیل کی تنقید

یکم جون ۱۹۳۵ء کے بشر میں سب سے پہلے اس امر پر اظہار مسرت کیا گیا ہے کہ "اسلام چونکہ یہودی مذہب کی بیٹی ہے اس لئے اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے ماخذ اور منبع سے اظہار صداقت کے لیے استنباط کرے" بلاشبہ ہمیں اس امر کا فخر حاصل ہے کہ اس مرنے والی دور اندیش ماں نے قوم بنی اسرائیل کو یتیم نہیں چھوڑا بلکہ یہ بشارت دی کہ خداوند جو تمہاری نجات کی چٹان ہے وہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آتا ہے وہ تمہارے لئے شیل موسیٰ اور حضرت سلیمان کا محبوب محمدیم ہے بشارت کا بشیر یہ بانی اسلام ہے وہ قوم بنی اسرائیل کو ہدایت و صداقت کی صراط مستقیم دکھانے کے لئے ہم میں مبعوث ہوا اس نے پرانے یروشلیم کی تمام برکات نئے یروشلم (مکہ) کو عطا کیں وہ سلیمان کی بشارت کے مطابق ہدایت کا وہ شیریں چشمہ ہے جو تمام انبیاء عالم کی بالعموم اور انبیاء بنی اسرائیل کی بالخصوص تقدیس کو بیان کرتا ہے پرانے یروشلیم نے اپنے تمام انبیاء عظام پر گناہ اور سیہ کاری کے مکروہ دھبے لگائے لیکن نئے یروشلیم نے ان عظیم الشان انبیاء کی عصمت اور تقدیس کو دوبارہ دنیا میں تازہ کیا اس یروشلیم کی چھاتیاں خشک ہو گئیں اور قوم اسرائیل کو یتیمی کے داغ سے بچا کر ام القریٰ (مکہ) کے سپرد کر دیا گیا یہ انسان کی نگاہوں میں عجیب ہے، مگر خداوند کی بے پایاں رحمت و قدرت سے بعید نہیں اس لئے ہم خوش ہیں کہ ہمارے اسرائیلی دوست نے اس (دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آنے والے خداوند اور قوم اسرائیل کی نجات کی چٹان) کے متعلق تحقیقات کے لیے کمر باندھی ہے قرآن کریم نے نبی کریم کی صداقت کو پرکھنے کا ایک ایسا معیار پیش کیا ہے جس کے قبول کرنے سے ہمارے یہودی بشر کو بھی انکار نہ ہوگا "یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم" جس معیار پر اسرائیل کے بیٹوں کی نبوت کو پرکھتے ہو اسی پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی پرکھ کر دیکھ لو۔

## حضرت سلیمان کی بشارت

حضرت سلیمانؑ غزل الغزلات باب۵ آیت ۱۰ میں فرماتے ہیں (عبری الفاظ بخط عربی)

دودی صحوِ وی اَدوم داغول مربابا۔

آیت کا لفظی ترجمہ

| | |
|---|---|
| دودی = میرا دوست | اَدوم = سُرخ رنگ ہے |
| صح = روشن | داغول = ممتاز ہے۔ |
| وی = اور | مربابا ہ = دس ہزار میں |

مطلب: "میرا دوست روشن (چہرہ) اور سُرخ رنگ ہے، دس ہزار میں ممتاز ہے"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ادنےٰ اطلاع رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے۔ ۱۔ کہ حضور کا چہرہ مبارک روشن تھا۔ ۲: آپ کا رنگ سُرخ تھا شامی لوگوں کی طرح بالکل سفید نہ تھا ہو: آپ اپنے دس ہزار قدوسیوں میں فتح مکہ کے وقت نمایاں امتیاز اور حیثیت رکھتے تھے حضرت سلیمانؑ نے جو حضور کا حلیہ مبارک بیان کر کے اس کے ساتھ دس ہزار میں ممتاز ہونا بتایا ہے یہ خوبی دنیا کی تاریخ میں صرف ایک ہی شخص کو نصیب ہوئی ہے اور وہی حضرت سلیمانؑ کے محمدیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی معیت میں فتح مکہ کے وقت دس ہزار قدوسی موجود تھے۔

ہمارے اسرائیلی دوست نے اس بشارت کے صرف ایک لفظ داغول پر بحث کی ہے اور اس کا مادہ دِگیل قرار دے کر اس کے معنی عَلَم (جھنڈا) کئے ہیں اور مراد اس سے دراز قدی لی ہے اس سے پیشتر کہ ہم اس تفسیر کا جواب دیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بشارت کے سارے الفاظ پر ایک سیر حاصل بحث کی جائے بشارت کے الفاظ ترتیب وار اور ان کے معانی بہ تفصیل ذیل ہیں۔

دودی = اس لفظ میں یا نسبتی ہے جس کے معنی ہیں میرا۔ دود کے معنی دوست اور محبوب لیکن عبری زبان میں دود بالخصوص ایسے محبوب کے لئے آتا ہے جو باپ کا بھائی ہو جسے چچا کہتے ہیں چنانچہ ولیم جیسینس کی لغت میں اس لفظ کے نیچے لکھا ہے۔

1. Love, 2. Object of love, one beloved, a lover, friend
3. A friend specialy an uncle, the fathers brothers.

اسی لفظ کے آخر پر ہائے تانیث لگا کر دودہ باپ کی بہن اور چچی دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔
دیکھو حزقیل ۱۲:۲۰۔ احبار ۱۸: ۱۴۔ ۱۰ اور ۲۰: ۲۰

پس اس لفظ میں حضرت سلیمان اپنے محبوب کا سب سے پہلا نشان یہ بتاتے ہیں کہ وہ میرا محبوب چچا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رشتہ سے حضرت اسمٰعیل آپ کے چچا تھے اور انہی کی اولاد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے گویا حضور حضرت سلیمانؑ کے عموی محبوب تھے یعنی بنی اسرائی نہیں بلکہ بنی اسمٰعیلی تھے

بشارت کا دوسرا لفظ "صح" ہے = روشن دمکتا ہوا۔ عربی میں ایسے چہرہ کو ضحضح کہتے ہیں عبرانی لغت میں اس کے معنی لکھے ہیں White, bright, clear. گویا حضرت سلیمانؑ کا محبوب روشن چہرہ ہے

وی = اور

ادوم = یہ لفظ آدم سے مشتق ہے جس کے معنی سرخ رنگ کے ہیں یعنی ان کا رنگ بالکل سفید نہیں، بلکہ سرخی مائل سفید اور براق ہے یا کھلے ہوئے سرخ رنگ کا ہے

داغول: جس کا مادہ ہمارے اسرائیلی دوست نے دگیل Degel بتایا ہے اس کے معنی لغت میں 1. To set up a banner to erect a standard. کے علاوہ Conspicous, distinguished, Pre-eminent. اور اسی زیر بحث لفظ کے نیچے لغت میں لکھا ہے Distinguished, spoken as a noble youth.

پس اس لفظ داغول کے معنی یہاں ممتاز اور شریف شخص ہیں

یہودی فاضل کی رائے کے مطابق اگر اس کے معنی عَلَم بھی لیے جائیں تو بھی از روئے محاورہ بائبل اس کے معنی ممتاز کے ہو سکتے ہیں اسی غزل الغزلات میں ہے۔

"وِی دِغلو عالی ادیباہ" غزل ۲: ۴ یعنی "اس کا عَلَم مجھ پر محبت ہے" یا اس کا جھنڈا جو مجھ پر تھا وہ عشق ہے۔ مجھے اس کے عشق کا فخر ہے یا میں اس کے عشق سے ممتاز ہوں۔

اسی غزل الغزلات ۶: ۴ میں جھنڈوں سے مراد فاتح فوجیں ہیں

ہمارے اسرائیلی دوست کا یہ قول کہ داغول کے معنی دراز قد ہیں کسی طرح صحیح نہیں بلکہ اس کے معنی جیسا کہ اس لفظ پر تفصیلی بحث سے ثابت ہے ممتاز ہیں۔

ہمارے معنوں کی تصدیق میں علماء یہود

امریکہ سے جیوش پبلیکیشن سوسائٹی نے جو ترجمہ بائیبل کا شائع کیا ہے اس میں اس آیت کا ترجمہ یوں ہے۔

My beloved is white and ruddy. Pre-eminent above ten thousand.

پس یہاں داغول سے مراد صرف قد کا لانبا نہیں بلکہ بلحاظ قابلیت اوصفات ان پر امتیاز رکھنے والا ہے۔ اپنے اسرائیلی دوست کی اس تنقید سے ہم یہ نہیں سمجھ سکے کہ انہوں نے لفظ داغول سے مراد صرف جھنڈا بمعنی دراز قد کیسے سمجھ لیا حالانکہ جھنڈا بھی امتیاز اور فتح کے معنوں میں خود بائیبل میں آیا ہے مسٹر اسرائیل نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ پیشگوئی کسی پر چسپاں کرتے ہوئے لفظی معنوں میں اسے نہیں لینا چاہئے کیونکہ یہ نظمیہ کلام ہے جو استعارات پر مشتمل ہوتا ہے۔

مگر نظمیہ کلام کا ترجمہ کرتے ہوئے ہر حالت میں ہمیں الفاظ کو استعارات میں کھینچنا چاہئے یہ بھی اصول ترجمہ میں کوئی قاعدہ نہیں۔ اگر آپ مجھے معاف فرمائیں تو میں یہ کہوں گا کہ یہ غلطی آپ نے خود کی ہے کہ جھنڈے کی لمبائی پر نگاہ رکھتے ہوئے سلیمانؑ کے محبوب کو دراز قد بنا دیا ہے حالانکہ یہاں اس کا دوسروں میں ممتاز ہونا مراد ہے کیونکہ نظمیہ کلام میں استعارہ ہوتا ہے۔

مسٹر اسرائیل کی دوسری تنقید

آپ لکھتے ہیں کہ عبری بائیبل میں لفظ محمدیم نہیں بلکہ محمودیم ہے یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کی غزل الغزلات ۵: ۱۶ میں دی کل محمدیم کی بجائے وی کل محمودیم ہے۔

اول تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق واضح نشانات ہوتے ہوئے جن کا ذکر ہم ٹائٹل کے پروف نمبر میں کر چکے ہیں یہ اعراب کا معمولی اختلاف کوئی چیز نہیں لیکن اس پر اگر ہمارے

دوست کو ضد ہو کہ یہاں چونکہ لفظ محمدیم نہیں بلکہ محمودیم ہے اس لئے ہم دوسرے دلائل اور نشانات پر غور نہیں کرتے تو ہم انہیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بائبل میں اعراب کی تکمیل قریباً آٹھویں صدی مسیحی میں یا اسلام کے دو سو سال بعد ہوئی ہے اور اعراب لگانے والوں کی غفلت سے ایک محمدیم تو کیا سینکڑوں الفاظ ایسے موجود ہیں جو غلط اعراب لگ جانے کی وجہ سے مہمل ہو گئے ہیں اور ازروئے قواعد زبان ان کی کوئی تشریح نہیں ہو سکتی کیا فاضل اسرائیل کو یہ معلوم نہیں کہ خود خداوند یہوواہ کا صحیح تلفظ محض اعراب کی غلطی سے کچھ کا کچھ بن گیا ہے اور آج کوئی نہیں بتا سکتا کہ اس کا صحیح تلفظ کیا ہے؟ حضرت داؤد علیہ السلام کا اصل نام داوید ہے یا دیو دیا داؤد اعراب کی غلطی کی وجہ سے یہ نام بھی مبہم ہو گیا سلاطین دوم ۲:۴ میں ایک بادشاہ کا نام میشع لکھا ہے مگر مشع اصل تلفظ ہے جو اس کے اپنے ہاتھ کا کندہ ملا ہے۔

لیکن ہم اپنے یہودی فاضل کو صرف ان الزامی جوابات سے ہی ٹالنا نہیں چاہتے بلکہ یہ ثابت کر کے دکھا دیں گے کہ اصل لفظ محمودیم ہرگز نہیں بلکہ محمدیم ہے اخبار اپی فینی میں کسی مدراسی پادری کا جو مضمون گزشتہ مارچ میں ہمارے جواب میں چھپا ہے اس میں کئی جگہ لفظ محمدیم ہی لکھا گیا ہے ہمارے پاس جتنے عبری کے نسخے موجود ہیں ان سب میں محمدیم ہی ہے محمودیم کسی نسخہ میں نہیں اگر ہمارے فاضل دوست کو اس پر شک ہو تو ہم اس کا فوٹو بلاک بھی شائع کر دیں گے جو لفظ آپ نے محمودیم پیش کیا ہے وہ نوحہ یرمیاہ ۱: ۷ میں ہے جس پر ہماری کوئی بحث نہیں۔

کیا لفظ محمدیم جمع کا صیغہ ہے؟

فاضل یہودی کا لفظ محمدیم کے متعلق یہ بھی عذر ہے کہ یہ جمع کا صیغہ ہے اس لئے یہ کسی خاص شخص کا نام نہیں وہ اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ ایلوہیم (خدا کا نام) کی طرح اس میں یم تعظیم اور شان کے اظہار کے لئے ہے وہ ایلوہیم میں یم علامت شان اور عظمت کو ایک استثنائی (عدہ) قرار دیتا ہے اور اس پر دلیل یہ دی ہے کہ یہودی لوگ ایلوہ (خدائے واحد) بھی استعمال کرتے ہیں اور ایلوہیم بھی جو بظاہر جمع کا صیغہ ہے اس ذات باری کے لئے ایلوہ بصیغہ واحد کا استعمال ظاہر کرتا ہے کہ ایلوہیم میں یم جمع کا نہیں بلکہ تعظیم اور شان کا ہے دکیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ذات خداوندی واحد بھی ہو اور جمع بھی لیکن

ہمارے فاضل دوست کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس لفظ ایلوہ بصیغہ واحد کے متعلق علماء کا کیا خیال ہے چنانچہ لکھا ہے

*It can hardly be doubted accordingly that the singular Ehola is only an artificial restoration based on the plural Elohim.*

پس ایلوہ بصیغہ واحد ایک نئی تراش ہے اس لئے یہ لفظ سوائے نظمیہ کلام کے اور کہیں استعمال نہیں ہوا یا آخری کتابوں میں استعمال ہوا ہے چنانچہ ساری کتاب مقدس میں ۵۷ مرتبہ میں سے ۴۱ مرتبہ یہ ایوب کے نظمیہ کلام میں موجود ہے اور باقی ۱۶ مرتبہ بھی اسی طرح نظمیہ کلام اور آخری نوشتوں میں پایا جاتا ہے

یہ خیال کہ بائبل میں ہر جگہ سوائے ایلوہیم کے یم جمع کی علامت ہے غلط ہے بائبل میں بیسیوں نام تثنیہ اور جمع کے صیغہ میں آئے ہیں مگر اس سے مراد ایک شہر اور مقام ہوتی ہے۔ مثلاً

ادِتھیم۔ ادوریم۔ ایجلائیم۔ کبضریم۔ مزریم۔ عفرائیم۔ گیدروتھیم

## محمدیم میں یم شان وعظمت کا ہے

اس امر کے فیصلہ کے لئے کہ محمدیم میں یم جمع کا ہے یا شان اور عظمت کا؟ اس کے لئے ہمیں اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ اگر عبری زبان میں یہ قاعدہ مسلم ہے کہ یم شان وعظمت کی علامت بھی ہوتی ہے تو اس قاعدہ کو صرف ایک لفظ کے ساتھ خاص کر دینا دلیل کا محتاج ہے یہ کہنا کہ چونکہ یہودی لوگ خدا کو بصیغہ واحد بھی استعمال کرتے ہیں لہذا ایلوہیم میں یم شان کی ہے غلط ہے کیونکہ ایک عیسائی یہ کہہ سکتا ہے کہ بائبل میں ایلوہیم جمع کے صیغہ میں استعمال ہوا ہے لہذا خدا باپ بیٹا اور روح القدس تین ہیں اور ایلوہ بصیغہ واحد اس لئے ہے کہ تثلیث فی التوحید ثابت ہو۔

مگر ہم اس تحقیق کو ناقص نہیں چھوڑنا چاہتے اس لئے ایلوہیم میں یم عظمت اور شان کی ہے۔ اس پر مزید دلیل یہ دیتے ہیں کہ اگر کسی اسم کے ساتھ فعل بصیغہ واحد موجود ہو یا اس کے لئے ضمیر واحد کا استعمال کیا گیا ہو تو یقیناً وہ اسم بظاہر جمع کی شکل میں ہوتا ہوا بھی واحد ہوگا اور اس میں علامت یم تعظیم اور شان کے لئے ہوگی لیکن اگر فعل اور ضمیر دونوں بصیغہ جمع ہوں تو یہ امر مشتبہ ہوگا کہ وہ واحد ہے یا جمع پس جہاں

ایلوہیم کے ساتھ فعل واحد اور ضمیر واحد ہو وہاں وہ یقیناً خدائے واحد کے لئے مستعمل ہوگا جہاں ایلوہیم بھی جمع ہے اس کے لئے فعل یا ضمیر بھی جمع کی ہے تو وہ خدائے واحد کے معنوں میں نہیں بلکہ جھوٹے معبودوں اور قاضیوں وغیرہ کے معنوں میں ہوگا۔

آیت زیر بحث میں حضرت سلیمانؑ کا محبوب ایک ہے ساری غزل میں اس کے لئے فعل اور ضمیر بصیغۂ واحد موجود ہے لہٰذا محمدیم میں یم جمع وکثرت کی نہیں بلکہ علامت شان وعظمت ہے

## محمدیم میں اگر یم جمع کا ہو

محمدیم میں یم اگر جمع کا ہو تو بھی ہم ثابت کرسکتے ہیں کہ اس سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ عبری بائبل میں بعض اوقات اسمار میں جمع اس کے اندر کسی کثرت پر دلالت کیا کرتی ہے مثلاً عقرابیم ایک خاص جگہ کا نام بصیغہ واحد بائبل میں موجود ہے دیکھو کتاب شمار ۳۴ : ۴ قاضیون ۵ : ۳۶۔ اس میں یم جمع کی علامت موجود ہے مگر یہ لفظ صرف ایک خاص مقام پر دلالت کرتا ہے عقرب بچھو کو کہتے ہیں عقرابیم اس کی جمع ہے مگر مراد اس سے بصیغۂ واحد ایک جگہ خاص ہے جہاں بچھو بکثرت ہیں اور یہ جگہ جوڈیہ کی جنوبی سرحد پر ہے پس اسی قاعدہ سے "وی کل محمدیم" اور وہ محمدیت کی ساری شان کا حامل محمدیم ہے ترجمہ ہو سکتا ہے۔

## اس پیشگوئی کے متعلق یہود اور مسیحی صاحبان میں اضطراب

جس دن سے یہ پیشگوئی اخبار لائٹ میں شائع کی گئی ہے یہود اور مسیحی حضرات میں ایک کھلبلی پیدا ہوگئی ہے ہمارے ہاں ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کچھ یہودی اس پیشگوئی کو دیکھ کر مسلمان ہوگئے اور انہوں نے اپنے اسلام لانے کی وجہ یہی پیشگوئی قرار دی اس پر ان لوگوں کے سامنے دوسرے یہودی علمار کو بلا کر پیشگوئی کے الفاظ پڑھنے کو کہا گیا تو یہودی علما کبھی انگلی سے محمدیم کو چھپا لیتے تھے کبھی کوئی اور لفظ بنا کر پڑھ دیتے تھے یہ تو ہمیں معلوم نہیں کہ اس روایت کی ثقاہت کہاں تک ہے۔ لیکن یہ ایک عجیب بات ہے کہ اس وقت بھی اس پیشگوئی نے عیسائی اور یہودی علمار دونوں کو مبہوت کر دیا ہے اخبار اپیفینی کلکتہ کا مدراسی نامہ نگار پادری

تو یہ کہتا ہے کہ محمدیم صرف اسی ایک زیر بحث حوالہ میں نہیں بلکہ بائبل میں کئی جگہ آیا ہے لہذا یہ ایک عام لفظ ہے (چنانچہ اس نے بہت سے حوالے بھی دیئے جو غلط نکلے) مگر یہودی فاضل یہ کہتا ہے کہ محمدیم کہیں بھی نہیں آیا بلکہ محمودیم آیا ہے عیسائی پادری اور یہودی فضلا فیصلہ کر کے بتائیں دونوں میں سے کون سچا ہے؟

ہماری اپنی تحقیقات میں محمدیم صرف اسی ایک حوالہ غزل الغزلات میں موجود ہے جس پر ہماری بحث جاری ہے اور یہ غلط ہے کہ لفظ محمودیم ہے بلکہ کتاب مقدس میں درست لفظ محمدیم ہی ہے۔

## یہودی فاضل کی صریح غلطی

یہودی فاضل نے یہ بھی غلطی کی ہے کہ اس لفظ کو محمودیم بنا کر اس کا ترجمہ "حریص لوگ" کیا ہے کیا حضرت سلیمان علیہ السلام "حریص لوگوں" کے عشق میں یہ غزل سرائی کر رہے ہیں جب سارے کلام میں ضمیر واحد موجود ہے تو اس کا ترجمہ Covetous nesses کیسے ہو سکتا ہے

لیکن یہ سب بہانے اصل بشارت کو انگلی کے نیچے چھپانے کے ہیں علماء یہود کی طرف سے بار بار ترمیم اور تنسیخ کے بعد جو مستند ترجمہ امریکن جیوش پبلیکیشن سوسائٹی نے شائع کیا ہے اس میں اس آیت کا ترجمہ یہ ہے:

*His mouth is most sweet yet he is altogether lovely. This is my beloved, O daughters of Jerusalem.*

اس ترجمہ کے زیر خط حصہ میں ضمیر واحد موجود ہے ہم اس میں صرف اس قدر ترمیم چاہتے ہیں کہ محمدیم کا ترجمہ lovely نہ کیا جائے بلکہ اس کو محمدیم ہی رہنے دیا جائے علماء یہود کے اپنے مستند ترجمہ کے خلاف ایک نیا ترجمہ گھڑ کر پیش کرنا ثابت کرتا ہے کہ مبشر اسرائیل مبشر اسلام کے سامنے کمزور بہانے پیش کر کے عہدہ برا ہونا چاہتا ہے۔

# جناب یسعیاہ کا ذکر (صلے اللہ علیہ وسلم)

واذکر اسمٰعیل والیسع وذاالکفل وکل من الاخیار ہ ھٰذا ذکر ○ وان للمتقین لحسن مآب جنٰت عدن مفتحۃ لھم الابواب (۳۸: ۴۸-۵۰)

"اور یاد کر اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو اور وہ سب نیک بندے تھے (ان کا) یہ (محمد) ذکر ہے اور متقیوں کے لئے یقیناً بہترین لوٹ کر آنے کی جگہ دائمی سر سبز باغ ہیں جن کے دروازے ان کے لئے کھولے گئے ہیں۔"

اس آیت میں حضرت اسمٰعیل۔ جناب یسعیاہ اور ذوالکفل علیہم السلام کا ذکر ہے اور ان سب کو اللہ کے نیک بندے قرار دینے کے بعد بتایا ہے ھٰذا ذکر" یہ محمد رسول اللہ ان کا ذکر ہے جس کی بابت انہوں نے پیش خبری کی اور بتایا تھا کہ قوم اسرائیل کی نجات اور شرف (ذکر) محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہے۔ قرآن شریف نے خود بھی محمد رسول اللہ کو ذکر فرمایا ہے قد انزل اللہ علیکم ذکرا رسولاً (۶۵: ۱۰) "اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف ذکر اتارا ہے جو رسول ہے"۔ محمد رسول اللہ ذکر اس لحاظ سے بھی ہے کہ کل انبیاء عالم نے آپ کے متعلق پیشگوئیاں کیں اور اپنی اُمتوں کو اس نبی کریم کی یاد کو تازہ رکھنے کی تاکید کی اور متقیوں کے لئے جنات عدن شام کا علاقہ (داؤد کی مملکت) اور آخرت میں دائمی سرسبز باغ ہیں جن کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے گئے ہیں۔

قرآن مجید میں جس نبی کا نام الیسع ہے بائبل عبری میں اس کا نام یسعیاہ ہو (یسعیاہ) ہے عبری نام کا ترجمہ ہے "خداوند کی نجات" حضرت یروشلیم کے ایک معزز خاندان سے تھے بعض جعلی اور غیر مستند کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ کو بحکم منسہ آرہ سے چیر دیا گیا تھا بائبل کی کسی مستند صحیفہ سے یہ امر ثابت نہیں (دسائیکلو پیڈیا ببلیکا) مسیحی لوگوں نے جناب مسیح کی صلیبی موت پر سے طعن دور کرنے کے لئے یہ قصہ گھڑ لیا ہے۔

## جناب یسعیاہ کی پہلی بشارت

قوم اسرائیل کا ذکر یا شرف محمد رسول اللہ کے قدموں میں ہے

"فرمایا: اس سے پہلے زبلون اور نفتالی (پسران یعقوب) کی سرزمین کو ذلت دی پر آخری زمانہ میں غیر قوموں کے جلیل میں سمندر کی طرف یردن کے پار شرف دے گا۔ وہ لوگ جو تاریکی میں چلتے تھے بڑی روشنی دیکھیں گے اور ان پر جو موت کے سایہ کے ملک میں رہتے تھے نور چمکتا ..... ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے۔

"عجیب مشیر خدائے قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شہزادہ اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی وہ داؤد کے تخت پر اور اس کی مملکت پر ابتدا سے لے کے ابد تک انتظام کرے گا اور عدالت وصداقت سے اسے قیام بخشے گا۔ رب الافواج کی غیوری یہ کرے گی: یسعیاہ ۹: ۱تا۷

## پیشگوئی میں پہلی بصیرت

### یہ بشارت کب پوری ہوگی ؟

"اس نے پہلے زبلون اور نفتالی کی سرزمین کو ذلت دی" زبلون اور نفتالی (پسران یعقوبؑ) کی سرزمین جلیل کہلاتی ہے اس کو خداوند نے ذلت دی (یعنی بنی اسرائیل ذلیل ہوگئے ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ملک ان سے چھین لیا گیا دیکھو سلاطین دوم ۱۵: ۲۹۔ اور تواریخ دوم ۱۶: ۴) اس ذلت دینے کے بعد یسعیاہ نبی فرماتے ہیں۔

"پر آخری زمانہ میں" یعنی اس وقت جب بنی اسرائیل کلیتہً دم توڑ چکے ہوں گے حکومت اور نبوت دونوں نعمتیں ان سے چھین لی جائیں گی تو اس کے بعد وہ وقت آئے گا کہ ان کو مکرر شرافت دی جائے

## دوسری بصیرت

### ان کی شرافت کا سامان کس ملک میں پیدا ہوگا

غیر قوموں کے جلیل میں سمندر کی جانب یردن کے پار ان کو پھر شرف دے گا" لفظ جلیل کے معنی عبری زبان میں علاقہ یا سرزمین کے ہیں غیر قوموں کے جلیل سے مراد وہ علاقہ ہے جہاں یہود دوسری قوموں کے ساتھ رہتے ہوں (سائیکلوپیڈیا ببلیکا اور مقدس صحائف ترجمہ جیوش سوسائٹی امریکہ) اور وہ علاقہ نواح مدینہ ہے جہاں یہود عرب اقوام کے ساتھ رہتے تھے وہاں ان اقوام یہود نے اسلام

کو قبول کر لیا اور وہ شرف اور عزت جو مسلمانوں کو نصیب ہوئی اُن کا بھی اس میں برابر کا حصہ تھا۔ سرزمین شرافت کا ایک اور نشان یہ بتایا کہ پہلے وہ تاریکی کا ملک تھا اور موت کے سایہ کی سرزمین تھی یعنی جہالت بت پرستی اور کشت وخون کا وہ ایک گرم بازار تھا مگر انہوں نے ایک روشنی دیکھی اور ان پر ایک نور چمکا اور یہ روشنی اور نور ایک ایسے لڑکے کی معرفت عطا کیا گیا جسے خود اللہ تعالیٰ نے اس غرض کے لئے مبعوث کیا یہ روشنی وہ کامل شریعت ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔

## پیشگوئی میں تیسری بصیرت،

### ان کی شرافت کو لوٹانے والا خاتم النبیین ہوگا

"اور سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی"۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سلطنت اور حکومت بھی عطا کی گئی لیکن بنی اسرائیل میں پیشگوئی کے وقت سے لے کر آج تک کسی کو شریعت اور بادشاہت دونوں نعمتیں نہیں ملیں اس لئے فرمایا اس کا نام ہے۔

"پیلے یوعیص ایل جبور ابی اد مر شلوم" یعنی۔

| | |
|---|---|
| پیلے: بینظیر بے مثال | ابی: باپ ہے |
| یوعیص: واعظ | اد مر: ہمیشہ رہنے والا |
| ایل: خداوند | شلوم: سلامتی والا مسلم |
| جبور: غالب قدرت والا | |

یعنی وہ آنے والا موعود "بینظیر واعظ" "خداوند قدرت" "ہمیشہ رہنے والا باپ" ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک بینظیر واعظ۔ قدرت اور طاقت والے ہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نبی اور خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد دنیا میں کوئی نبی نہ آئے گا کہ وہ کسی قوم کا باپ کہلا سکے بلکہ دنیا میں آپ کی ابوت یا نبوت دائمی ہے۔

## چوتھی بصیرت

### بنی اسرائیل کا نجات دہندہ مسلم کہلائے گا

پیشگوئی میں لفظ "شلوم" کے معنی ہیں سلامتی دینے والا یا مسلم۔ جو صریح طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہے چنانچہ اول المسلمین کا خطاب قرآن شریف میں دیا گیا ہے پیشگوئی کے عبری الفاظ کی بنا پر آپ بے مثال واعظ۔ دشمنوں پر غالب آنے والے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اقوام کے باپ ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا کہ وہ اُمت کا باپ کہلا سکے ورنہ پیشگوئی مبہم ہو جائے گی اسی کی توضیح کے لئے فرمایا۔ اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہو گی"

## پانچویں بصیرت

### داؤد کے تخت پر اس کا قبضہ ہو گا

"وہ داؤد کے تخت پر اور اس کی مملکت پر تدبیر امور کرے گا اور عدالت وصداقت کے ساتھ شروع سے ہمیشہ تک قیام بخشے گا رب الافواج کی غیرت یہ سب کچھ کرے گی"

داؤد کے تخت کا ذکر ہم جناب داؤد کی پیشگوئیوں میں بالتفصیل کر چکے ہیں یہ بھی سچ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا تخت مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور ابد تک انہی کے قبضہ میں ہے لیکن "داؤد کے تخت" میں اضافت داؤد جیسے پرشکوہ تخت کے اظہار کے لئے بھی ہو سکتی ہے جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام دشمنوں سے انتہائی دکھ اور تکالیف اُٹھا کر ہجرت پر مجبور ہوئے اور بعد ہجرت فاتح اور غالب ہو کر ایک زبردست سلطنت کے بانی ہوتے اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت پر مجبور ہوئے اور بعد ہجرت فاتح ہو کر ایک عظیم الشان حکومت کی بنا رکھی جو بفضلہ اب تک بلکہ ابد تک کے لئے قائم ہے۔

بنی اسرائیل میں اب تک کوئی موعود ان مندرجہ بالا صفات والا پیدا نہیں ہوا اور یہ سارے نشانات چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں پورے ہوتے ہیں لہذا بنی اسرائیل کا غیر قوموں کے علاقہ میں شرف دینے والا صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ ہی خاتم النبیین مسلم اور سب قوموں کے روحانی باپ ہیں اور حکومت وسلطنت کے اعتبار سے تخت داؤد کے وارث ہیں۔

## یسعیاہ نبی کی دوسری بشارت

### نبی موعود بنی اسمٰعیل سے ہوگا

”یسّی کے تنے سے ایک کونپل نکلے گی اور اس کی جڑوں سے ایک پھلدار شاخ پیدا ہوگی۔ اور خداوند کی روح اس پر ٹھہرے گی حکمت اور خرد کی روح مصلحت اور قدرت کی روح معرفت اور خداوند کے خوف کی روح اور وہ خداوند کے خوف کی بابت تیز فہم ہوگا وہ اپنی آنکھوں کے دیکھنے کے مطابق حکم نہ کرے گا اور نہ اپنے کانوں کے سننے کے موافق فیصلہ کرے گا بلکہ وہ راستی سے مسکینوں کا انصاف کرے گا اور انصاف سے زمین کے خاکساروں کے لئے انفصال کرے گا اور وہ اپنے منہ کی لاٹھی سے زمین کو مارے گا اور اپنے لبوں کے دم سے شریروں کو فنا کر ڈالے گا اس کی کمر کا پٹکا راستبازی ہوگی اور اس کے پہلو وفاداری کے پٹکے سے کسے ہوئے ہوں گے اس وقت بھیڑیا بھیڑوں کے ساتھ رہے گا اور چیتا بکرے کے ساتھ بیٹھے گا بچھیا اور شیر بچہ اور پالا ہوا بیل ملے جلے رہیں گے اور ننھا بچہ ان کی پیشروی کرے گا گائے اور ریچھنی مل کے چریں گی ان کے بچے ملے جلے بیٹھیں گے الخ یسعیاہ ۱۱: ۱تا۹

اس پیشگوئی میں ”یسّی کے تنے سے ایک کونپل نکلے گی“ کے سوا باقی نشانات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بالکل صاف ہیں: ۱: خداوند کی روح کا اس پر ٹھہرنا۔ ۲: حکمت وخرد کی روح۔ ۳: مصلحت وقدرت کی روح۔ ۴: اور خداوند کے خوف کی روح یا کلام الٰہی کا ان صفات پر مشتمل اترنا ہے کیونکہ روح کے معنی بائبل اور قرآن شریف میں کلام کے ہیں۔ ۵: پھر خداوند کے خوف کی بابت اس کا تیز فہم ہونا۔ ۶: اپنی آنکھوں دیکھے اور کانوں سنے کے موافق فیصلہ نہ کرنا بلکہ راستی اور کلام حق کے مطابق مسکینوں کا فیصلہ کرنا۔ ۷: اپنے منہ کی لاٹھی سے زمین کو مارنا یعنی اعجاز کلام سے لوگوں کو شکست دینا۔ ۸: اپنے لبوں کے دم سے شریروں کو فنا کرنا، اس کے تاثیر کلام کی طرف اشارہ ہے۔ ۹: اس کی کمر کا پٹکا راستبازی ہونا ۱۰: اس کے پہلو وفاداری کے پٹکے سے کسے ہوئے ہونا یعنی اس کا حد درجہ مستقل مزاج ہونا یا اس کی ہر حرکت وسکون کا الٰہی حکم کے مطابق ہونا۔ ۱۱: بھیڑیا صفت انسانوں یعنی سیرت شریروں اور درندہ خصلت

لوگوں کا باطل سیدھے اور علیم ہو کر ملک میں امن و سلامتی کا دور دورہ ہو جانا یہ سب نشانات ایسے بین نشانات جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لفظ بلفظ پورے ہوئے اور دنیا نے ان نشانات کی تصدیق کی یسعیاہ نبی کے بعد سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آج تک اثر شریعت کا یہ کمال اور بادشاہت کی یہ برکت عطئے اور کسی شخص کو نصیب نہیں ہوئی ۔ ان تمام نشانات اور علامات وقت کو دیکھ کر ہر عالم کتاب کو سمجھ لینا چاہیے تھا کہ یسّی کے تنے سے نہ صرف کونپل پھوٹ نکلی ہے بلکہ ایک پھلدار شاخ پیدا ہو چکی ہے ۔

## اس بشارت کے متعلق علمائے یہود کی غلطی

### اور مسیحی حضرات کی ضلالت

ہر ایک درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اگرچہ اس کے پتے اور تنہ دوسرے درختوں سے کتنا بھی مشابہ کیوں نہ ہوں لیکن بنی اسرائیل کی وارثوں نگاہ پھل کو نہیں دیکھتی بلکہ جڑ پر نظر جائے بیٹھی ہے وہ سمجھتی ہے کہ داؤد موعود کا یسّی کی نسل سے ہونا ضروری ہے جو داؤد کے باپ کا نام ہے اس لئے یہود کے خیال میں ابھی تک یسّی کے تنے سے وہ موعود کونپل نہیں پھوٹی لیکن مسیحی حضرات نے یہود کے اس انتظار کو ختم کرنے کے لئے جناب مسیح کا پیوند داؤد کے تنے سے لگانے کی کوشش کی ۔ تنا اور پیوند دونوں نظر کا دھوکا اور فریب عقل کی روشن مثال ہیں نہ یسّی کا تنا آج تک بار آور ہوا اور نہ پیوند کی فرع نے وہ پھل دیا جس کی خوبصورتی اور لذت کی خبر پیشگوئی میں دی گئی تھی ۔ کتاب اعمال میں پولوس نے بے فائدہ اس طرف اشارہ کیا اور ہمارے غور و فکر کو دعوت دی کہ ہم یہ ثابت کریں کہ مسیح وہ موعود کونپل نہیں بلکہ مسیح بذات خود وہ انجیر کے درخت کی آخری شاخ تھی جس نے بنی اسرائیل کے گھر کے اس سر سبز درخت کے بے پھل ہو جانے اور جڑ سے سوکھ جانے کی خبر دی تھی (متی ۲۱: ۲۰ مرقس ۱۱: ۲۰) مسیح کو نہ وہ کامل شریعت ملی جس کا ذکر پیشگوئی میں ہے اور نہ ان کو وہ حکومت ملی جس کے اطلال و اثمار کا ذکر یسعیاہ نبی نے کیا ۔

### یسّی کے نام سے گمراہ مت ہو

علمائے یہود اور ان کی اتباع میں مسیحی حضرات کا خیال یہ ہے کہ پیشگوئی میں یسّی سے مراد جناب داؤد

کے والد ہیں اور ان کا ایک ہی بیٹا داؤد فرض کر کے موعود کا نسل داؤد سے ہونا فرض کر لیا گیا حالانکہ سموئیل اول ۱۶: ۱ سے یہ ثابت ہے کہ یشی کے حضرت داؤد کے علاوہ اور بھی بیٹے تھے اور تواریخ اول ۲: ۱۳-۱۷ سے ظاہر ہے کہ داؤد علیہ السلام ان کا ساتواں بیٹا تھا اور ان کی بہنیں بھی تھیں اور ان میں سے ایک بہن ابی جیل کا نکاح یترا سمعیلی کے ساتھ ہوا تھا یشی سے مراد اگر والد داؤد علیہ السلام لی جائے تو اس سے جو کونپل پھوٹی تھی وہ عماسا تھا جو یترا سمعیلی کا بیٹا تھا پس یشی کی کونپل سے مراد ان کی بیٹی کی اولاد بنی سمعیل ہیں جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے کیونکہ اگر یشی کی کونپل سے مراد حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل ہوتی تو چاہیے تھا کہ یشی کی بجائے یوں پیش خبری ہوتی کہ "داؤد کے تنے سے ایک کونپل نکلے گا" کیونکہ داؤد اپنے والد یشی کی نسبت کتاب مقدس میں زیادہ معروف ہیں۔ داؤد کی بجائے کونپل کا یشی کی جانب منسوب ہونا ظاہر کرتا ہے کہ اس کونپل کے ساتھ داؤد علیہ السلام کا کوئی تعلق نہیں بلکہ اس سے مراد یشی کی وہ کونپل ہے جو یشی کی بیٹی سے بنی سمعیل میں ظاہر ہوئی۔

## یشی سے مراد حضرت سمعیل علیہ السلام ہیں

اگر علماء یہود و نصاریٰ کو ہماری مندرجہ بالا توجیہ ناپسند ہو تو ہم انہیں ایک اور حقیقت کی طرف دعوت دیتے ہیں کہ یشی سے مراد یشی والد داؤد علیہ السلام نہیں بلکہ یہ لفظ یشی یشمائیل کا مخفف ہے عبری بائیبل میں قاعدہ ہے کہ اکثر لمبے نام تخفیف سے لکھے جاتے ہیں اور اس مخففات کی فہرست میں یشی یشماعیل کا مخفف ہے مخففات کے متعلق سائیکلوپیڈیا ببلیکا میں لکھا ہے۔

*Other abreviations have the ending 'i' or 'ai' the first part of the name being sometimes more violently contracted.* Cyclo Bib. Names

یعنی جن الفاظ کے آخر میں ی یا ئی آتا ہے وہ اکثر مخفف ہوتے ہیں مثلاً احصی اماصیہ کا۔ یشی اشعیا کا۔ ذکری زکریا کا اور زبی زبادیاہ کا

اسی سائیکلوپیڈیا ببلیکا میں زیر عنوان Names جلد ۲۵ میں اور زیر عنوان لفظ Jessob یشی لکھا ہے

"Jesse is contracted from Yeshmail"

یعنی یشی اسمٰعیل کا مخفف ہے پس پیشگوئی کی عبارت اس اصول سے یوں ہوگی کہ اسمٰعیل کے تنے سے ایک کونپل نکلے گا الخ۔

اس بنا پر یہ عظیم الشان بشارت لفظاً اور معناً دونوں رنگوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں پوری ہوگئی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

## یسعیاہ نبی کی تیسری بشارت

### تمام اقوام کے لئے ایک جھنڈا اور مدینہ منورہ کا ذکر

"اور اس دن ایسا ہوگا کہ یشی کی اس جڑ کی جو قوموں کے لئے علم کی طرح کھڑی ہوگی۔ قومیں طالب ہوں گی اور اس کی آرامگاہ جلال بنے گی اور اس دن ایسا ہوگا کہ خداوند دوسری مرتبہ اپنا ہاتھ بڑھا کے اپنے لوگوں کا بقیہ جو بچ رہا ہو اسور اور مصر فتروش اور کوش اور ایلام اور سنعار اور حمات اور سمندری اطراف سے پھیر لاوے گا اور وہ تمام قوم کے لئے ایک جھنڈا کھڑا کرے گا اور ان اسرائیلیوں کو جو خارج کئے گئے ہیں جمع کرے گا اور سارے بنی یہوداہ کو جو پراگندہ ہو گئے زمین کے چاروں کونوں سے فراہم کرے گا" یسعیاہ ۱۱: ۱۰، ۱۲

جناب یشی (اسمٰعیل) کی وہ کونپل جس کا ذکر ابھی ہم کر چکے ہیں اس کے متعلق یسعیاہ نبی فرماتے ہیں کہ وہ قوموں کے لئے ایک جگہ جمع کرنے کا علم ہوگی قومیں اس کی طالب ہوں گی اور اس کی آرامگاہ جلال بنے گی ساری دنیا کی قوموں کے ایک ہی مطلوب شہنشاہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ ہی کے جھنڈے کے نیچے تمام اقوام عالم میں سے لوگ جمع ہوئے ہیں اور انشاء اللہ تعالےٰ ہوں گے اسلام نے تمام مذاہب سے خراج وصول کیا ہے اور ہمیشہ وصول کرتا رہے گا اس کی آرامگاہ کے جلال کا یہ عالم ہے کہ کوئی شخص اس کے روضہ قدس کے ارد گرد اپنی آواز بلند نہیں کر سکتا مدینہ میں جا کر ہر شخص اس نظارہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے مسلمانوں کو حکم دیا گیا تھا یایھا الذین اٰمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو (۴۹: ۲) اس حکم کی تعمیل میں نہ صرف مدینہ کے اندر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں عالم سکوت کا جلال سایہ فگن

تھا بلکہ حضور کی وفات کے بعد بھی مدینہ میں کوئی شخص بلند آواز سے نہیں بولتا اس قدر سکوت خاموشی اور رعب و جلال کا عالم دنیا کے کسی بڑے سے بڑے شہنشاہ کے محلات میں بھی نہ ہوگا۔

## دوسرا نشان

### اسرائیل کی پراگندہ اقوام کا اسلام میں اجتماع

اُس دن ایسا ہوگا کہ خداوند دوسری مرتبہ اپنا ہاتھ بڑھا کے اپنے لوگوں کا بقیہ جو بچ رہا ہوگا اسور اور مصر، فتروس کوش اور ایلام۔ صنعا اور حمات اور سمندری اطراف سے پھیر لائے گا اور وہ سب قوموں کے لئے ایک جھنڈا کھڑا کرے گا" بائبل کی یہ آیات لفظ بلفظ قرآن مجید میں موجود ہیں اور ان کے پورا ہونے پر دنیا کی شہادت موجود ہے چنانچہ بنی اسرائیل کو مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فاذا جاء وعد الاخرۃ جئنا بکم لفیفا "پھر جب آخری وعدہ آئے گا ہم تمہیں (اے بنی اسرائیل) اکٹھا کر لائیں گے" چنانچہ بنی اسرائیل کی گم شدہ یا گمراہ شدہ قومیں جو اسیریا مصر، کوش۔ فتروس (جنوب مصر کا ملک) وغیرہ وغیرہ علاقوں کے سب لوگ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لوار فتح کے نیچے جمع ہو کر مسلمان ہو گئے۔

"اور ان اسرائیلیوں کو جو خارج کئے گئے ہیں جمع کرے گا اور سارے بنی یہودا کو جو پراگندہ ہو وینگے زمین کے چاروں کونوں سے فراہم کرے گا"

بنی اسرائیل کی وہ قومیں جو پراگندہ ہو کر بت پرست ہندوؤں کے ساتھ مل کر افغانستان اور کشمیر ہیں ہند دہو گئی تھیں ان کو دوبارہ حضرت ابراہیم کے دین حنیف پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا آپ کے متبعین نے جمع کیا اور وہ آج اس اسلام پر جمع ہیں جو حضرت ابراہیم حضرت اسحاق اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کا اسلام تھا مغرب میں عرب شام اور مصر کے اسرائیلی مسلمان ہوئے تو مشرق میں افغانستان اور کشمیر کے کل اسرائیلی اسلام لائے اور یوں بنی اسرائیل کو زمین کے چاروں کونوں سے ایک دین میں فراہم کر دیا۔ یسعیا نبی نے جناب مسیحؑ سے ۷۰۰ برس پیشتر جو خوشخبری دی تھی وہ بالآخر اسلام کے ہاتھوں پوری ہو گئی۔

# یسعیاہ نبی کی چوتھی بشارت

## عرب کی بابت الہامی کلام

قد کان لکم اٰیۃ فی فئتین التقتا فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ واخرٰی کافرۃ یرونہم مثلیہم رای العین واللہ یؤید بنصرہ من یشاء ان فی ذٰلک لعبرۃ لاولی الابصار (۳ : ۲۲)

"اُن دونوں گروہوں میں جن کی آپس میں مٹ بھیڑ ہوئی یقیناً تمہارے لئے (اے اہل کتاب) ظاہر نشان تھا ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑتا تھا اور دوسرا کافر تھا وہ ان کو بادی النظر میں دوچند دکھتے تھے اور اللہ اپنی مدد کے ساتھ جس کی چاہے مدد کرتا ہے بصیرت والوں کے لئے اس میں یقینی عبرت ہے۔"

آیت مذکورہ میں اہل کتاب کو جس نشان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ یسعیاہ نبی کی کتاب میں یوں مرقوم ہے۔

"عرب کی بابت الہامی کلام عرب کے صحرا میں تم رات کو کاٹو گے اے ددانیو کے قافلو پانی لے کے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو روٹی لے کے ہجرت کرنے والے کے ملنے کے لئے نکلو کیونکہ وے تلواروں کے سامنے سے ہاں ننگی تلوار سے اور کھنچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں کیونکہ خداوند نے مجھ کو یوں فرمایا ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ایک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی اور تیر اندازوں کے جو باقی بچے قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا۔" یسعیاہ ۲۱ : ۱۳-۱۷۔

# اس بشارت میں پہلا نشان

## بشارت کا تعلق ملک عرب سے ہے

اس بشارت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا ذکر نہایت صاف الفاظ میں ہے اس لئے اس کا عنوان ہے "عرب کی بابت الہامی کلام" یعنی اس عظیم الشان انقلاب مذہبی کا میدان عرب ہوگا اور جو کچھ وہاں ہوگا اس کے متعلق ایک عظیم الشان نبی کو پیشتر سے اطلاع دی گئی کہ وہ بنی اسرائیل کو خبردار کردے کس قدر صاف اور مبین کلام ہے مگر بنی اسرائیل کا دل موٹا ہو گیا کہ وہ اس بشارت پر غور نہیں کرتے۔

## دوسرا نشان

### قوم عرب سے خطاب

عرب کے صحرا میں اے دیدانیو کے قافلو تم زندگی بسر کرتے ہو گے۔

دیدان حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے حام کی اولاد میں سے تھا یعنی حام کا بیٹا کوش اور کوش کا رعمہ اور رعمہ کا دیدان تھا (پیدائش ۱۰: ۷) جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے حام کی اولاد کا ایک حصہ عرب میں آباد ہوا اسی بنا پر عرب کو مشرقی کوش کہا جاتا ہے اور افریقہ کے کوش (حبشی اوپیا) کو مغربی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کوشی بیوی عرب کی تھی یعنی جناب یثرو کی بیٹی۔ اس قوم کو مخاطب کر کے کہا جاتا ہے کہ تمہارے قافلے عرب میں بود و باش کرتے ہونگے کہ مذکورہ واقعہ پیش آئے گا۔ عرب کی آبادی دو قسم کے لوگوں پر مشتمل ہے ایک عرب العاربہ اور دوسرے عرب المستعربہ عرب العاربہ یعنی قدیم عرب کے باشندے حام پسر نوح کی اولاد ہیں اور عرب المستعربہ وہ عرب ہیں جو بعد میں آکر عرب میں آباد ہوئے مثلاً حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد دیدان کے بھائی بنو قتورہ۔ یہ دوسرا نشان ہے اس امر کا کہ پیشگوئی کس طرف ہماری رہنمائی کر رہی ہے۔

دیدان کو اگر معرفہ نہ قرار دیا جائے تو اس کے معنی ہیں "آگے کی طرف رہنمائی کرنے والے لوگ" یعنی دنیا کے پیشرو۔ یا وہ قوم جو علم الٰہی میں دنیا کی رہبر اور لیڈر بننے والی ہے ان سے خطاب ہے۔

## تیسرا نشان

### تیما کے باشندوں کو ہجرت کرنے والے کے استقبال کا حکم

"پانی لے کے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ اے تیما کی سرزمین کے باشندو اور روٹی لے کے بھاگنے والے کے استقبال کو نکلو"۔

تیما حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام ہے اس کی اولاد مدینہ کے نواح میں یا شمالی حجاز میں آباد تھی اس کے لفظی معنی جنوبی یا دائیں ہاتھ والے ملک کے ہیں۔ غرض اہالیان مدینہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ ہجرت کرنے والے کے لئے پانی اور روٹی لے کر نکلیں چنانچہ امر واقعہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہنچے اور مدینہ کے لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پانی اور روٹی سے استقبال کیا۔ دنیا کی تاریخ دوسرا کوئی واقعہ ہجرت اس کے بالمقابل موجود نہیں کہ کوئی اور نبی ہجرت کرکے تیما کی سرزمین میں پہنچا ہو اور اہل تیما نے اس کا اس طرح استقبال کیا ہو۔

## چوتھا نشان

### ہجرت کرنے والوں کی مظلومی

"کیونکہ وے تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں"۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ بھاگنے والے ظالم نہیں بلکہ مظلوم ہیں۔ دشمن تلواریں لے کر ان کو قتل کرنے اور دنیا سے مٹا دینے کے لئے نکلا اور وہ اپنی جانوں کی حفاظت اور دین وایمان کی آزادی کے لئے وہاں سے ہجرت کرکے چلے آتے۔ اس لئے ایک نبی عظیم کی معرفت پیشتر سے اسرائیل کو بتا دیا گیا کہ ان سے ہمدردی کرنا بنی اسرائیل کے قدوس کا حکم ہے۔ دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی ظلم نہیں ہوا کہ وہ شخص جو قوم کا انتہائی خیرخواہ اور ہر آن ان کی بہتری اور ترقی کا خواہاں تھا جو ملک کو قعر ذلت سے نکال کر تہذیب و شائستگی کے بلند ترین مقام پر لے جانا چاہتا تھا جو امین اور نیک مشہور تھا۔ زیر بحث قوم ننگی تلواریں کھنچی ہوئی کمانیں لے کر اس کے مٹانے کے لئے نکلی اس لئے اسرائیل کے قدوس خدا نے اس واقعہ ہائلہ کی پیشتر سے خبر دی تاکہ قوم اسرائیل اس محسن نسل انسانی کے پہچاننے میں غلطی نہ کرے۔

## پانچواں نشان

### ظالموں کا ایک قلیل عرصہ میں مغلوب ہو جانا

وان کادوا لیستفزونک من الارض لیخرجوک منھا واذاً لا یلبثون خلفک الا قلیلاً (۱۷ : ۷۶)

"اور انہوں نے ارادہ کیا کہ تجھے اس سرزمین میں خفیف بنا دیں تاکہ تجھے اس سے نکال دیں۔ اس صورت میں یہ بھی تیرے بعد قلیل مدت ہی رہیں گے"۔ اس واقعہ کے متعلق جو بطور پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ظاہر کیا گیا ڈیڑھ ہزار برس پہلے یسعیاہ نبی نے بھی یہ پیش خبری دی تھی۔

"کیونکہ خداوند نے مجھے یوں فرمایا ہنوز ایک برس ہاں مزدور کی برسوں کی طرح ایک برس میں قیدار

کی ساری حشمت جاتی رہے گی اور تیر اندازوں کے بقیہ لوگ جو قیدار کے بہادر ہیں گھٹ جائیں گے کیونکہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا۔ یسعیاہ ۲۱: ۱۶، ۱۷

اسرائیل کا قدوس خدا جو دوسروں کو حکم دیتا ہے کہ تم ان مظلوموں کے ساتھ ہمدردی کرو اور ان ستم رسیدہ برگزیدہ لوگوں کا استقبال کرو کہ اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نیکی نہیں وہ خود ان ظالموں کے حق میں کیسے خاموش رہ سکتا ہے اس لئے فرمایا کہ تیری ہجرت کے بعد ان لوگوں پر غضب الٰہی نازل ہوگا اور وہ یہ کہ قیدار کی ساری حشمت مزدور کے سے ایک برس میں جاتی رہے گی۔ قیدار حضرت اسمٰعیل کے اس بیٹے کا نام ہے جن کی اولاد حجاز میں آباد ہوئی یہی لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ دشمن تھے اس لئے فرمایا بعد ہجرت ایک سال تک ان کی شوکت اور حشمت جاتی رہے گی بدر کی مشہور جنگ جو ہجرت سے ایک سال بعد ہوئی اس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہی اور ان کے تیر اندازوں کی شہرت خاک میں مل گئی اور ان کے چیدہ چیدہ بہادر لوگ اس میں مارے گئے کس قدر عظیم الشان نشان ہے جو پورا ہوا صرف ایک سال کے عرصہ میں بنی قیدار جو ایک زبردست قوت اور طاقت تھی وہ اللہ تعالٰی کے فرمان کے مطابق جاتی رہی قرآن کریم نے ایک اور آیت میں اس پیشگوئی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جہنم وبئس المھاد (۳: ۱۱) "کافروں کو کہہ دو تم عنقریب مغلوب کئے جاؤ گے اور جہنم کی طرف اکٹھے کر کے چلائے جاؤ گے اور وہ کیا ہی تیاری کی بری جگہ ہے۔" اسی فیصلہ کن جنگ کے متعلق پھر بطور پیشگوئی فرمایا۔

اُم یقولون نحن جمیع منتصر۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر (۵۴: ۴۴-۴۶) کیا کہتے ہیں کہ ہم ایک جمعیت ایک دوسرے کی پشت پناہ ہیں یہ جمعیت عنقریب شکست کھا جائے گی اور وے پیٹھ پھیر دیں گے بلکہ ان کا وقت مقرر قیامت کی گھڑی ہے اور وہ قیامت کی گھڑی ان پر بہت ہی کڑی اور کڑوی ہے۔"

یسعیاہ نبی نے ڈیڑھ ہزار برس پیشتر کفار قریش کی جس گھڑی کا ذکر کیا تھا کہ ان کی ساری حشمت

جاتی رہے گی اور قیدار کے بہادر گھٹ جائیں گے ان کے تیر اندازی کے دعوے کسی کام نہ آئیں گے
اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پیشگوئی کو جن الفاظ میں بیان کیا دنیا نے دیکھا کہ یہ پیشگوئی
لفظ بلفظ پوری ہوتی رہا یہ امر کہ بائیبل کی بنا پر قیدار کے لوگ کون ہیں اس کے متعلق سائیکلوپیڈیا ببلیکا میں لکھا ہے کہ

*Kidar is invariably described as a desert people in the full sense of the term. In an inscription of Asur Banipall the name is used even as synonym of Arabia (Bude, Karl, professor of old Testament - Exegesis strassburg 2:2115)*

جویائے حق کے لیے اس پیشگوئی میں یہ پانچ باتیں قابل غور ہیں۔

۱۔ بشارت میں پیشگوئی کا تعلق ملک عرب سے بتایا گیا ہے۔

۲۔ قوم عرب سے اس میں خطاب ہے۔

۳۔ تیما کے باشندوں (مدینہ کے لوگوں) کو ہجرت کرنے والوں کے استقبال کا حکم ہے۔

۴۔ ہجرت کرنے والے انتہا درجہ کے مظلوم ہیں۔

۵۔ ظالموں کا مظلوموں کی ہجرت کے بعد صرف ایک سال میں گھٹ جانا۔

یہ خمسہ ضروری دنیا کی تاریخ میں صرف ایک ہی واقعہ پر منطبق ہوتا ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ معظمہ سے مدینہ کی طرف ہجرت اور ایک سال بعد بنی قیدار کا گھٹ جانا ہے۔

## یسعیاہ نبی کی پانچویں بشارت

### قرآن کریم کی وحی کے مخصوص نشانات

ولٰکن رحمۃ من ربک لتنذر قوما ما اتٰھم من نذیر من قبلک لعلھم یتذکرون ۲۸:۴۶

"مگر یہ تو تیرے رب کی طرف سے رحمت ہی ہوئی کہ تو اس قوم کو ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں" قرآن مجید کی یہ آیت یسعیاہ نبی کی اس پیشگوئی ۔۔۔

کے مطابق ہے جس میں لکھا ہے۔

وہ کس کو دانش سکھائے گا؟ کس کو وعظ کر کے سمجھا دے گا؟ ان کو جن کا دودھ چھڑایا گیا جو چھاتیوں سے جدا کیے گئے۔" (یسعیاہ ۲۸ : ۹) اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ وہ دانش خداوندی اور حکمت الٰہی کسے سکھائے گا انہیں سکھائے گا جن کا دودھ چھڑایا گیا جو چھاتیوں سے جدا کر دیئے گئے۔ یہ قوم عرب کی قوم تھی۔ عربی زبان میں مکہ مک سے ہے جس کے معنی ہیں ماں کی چھاتیوں سے دودھ چوسنا اور مکہ کے معنی ماں ہیں اس لیے کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہے مکہ قدیم زمانہ سے عرب کے لیے بطور ماں کے تھا مگر اس میں بت پرستی کی کثرت کی وجہ سے قوم اس دودھ سے محروم کر دی گئی اس روحانی یا توحید کا دودھ پلانے کی وجہ سے اس مکہ کا نام اُم القریٰ بھی رکھا گیا اس کے بعد بنی اسرائیل نے بھی ان کو اپنے سے کاٹ دیا اور اپنے الہامی صحیفوں کا دودھ انہیں نہ پہنچایا بلکہ اپنے صحیفوں میں انہیں وحشی اور جنگلی قرار دے کر ان سے نفرت کی اس پیش خبری میں پہلا نشان یہ بتایا ہے کہ وہ موعود نبی ایک ایسا نبی ہے جو ایک ایسے ملک اور قوم میں مبعوث ہو گا یا ایک ایسی قوم کو حکمت سکھائے گا۔ (یعلمہم الحکمۃ) جو وحی الٰہی سے عرصہ دراز ہوا الگ کر دی گئی ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ عرب میں کوئی نبی نہیں آیا تھا اور وہ ہدایت سے الگ پڑی ہوئی ایک قوم تھی۔

دوسرا نشان قرآن شریف کا نزول ایک جگہ نہ ہو گا

وقرآناً فرقناہ لتقراٗہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلاً (۱۷ : ۱۰۶)

"اور قرآن ہم نے جدا جدا کر دیا ہے تاکہ تو اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو پڑھائے۔ اور ہم نے اسے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔

یسعیاہ نبی اس کے متعلق فرماتا ہے۔

"کیونکہ حکم پر حکم تا نون پر قانون قانون پر قانون ہے تا جاتا تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں" (۲۸ : ۱۰)

تمام دنیا کی الہامی کتابوں میں تاریخی طور پر صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے کہ جس کی نسبت یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ وہ بلحاظ وقت اور بلحاظ مکان مختلف اوقات اور مختلف جگہوں میں نازل ہوا

علم پر حکم تھا وہ قانون پر قانون مسلسل ۲۳ سال تک نازل ہوتا رہا اور اس کا نزول تھوڑا یہاں اور تھوڑا وہاں تھا کچھ حصہ مکہ معظمہ میں نازل ہوا کچھ مدینہ میں کچھ سفر میں کچھ جنگوں میں غرض بلحاظ نزول نہ وہ تورات کی طرح دفعۃً واحدۃً نازل ہوا اور نہ ایک جگہ نازل ہوا بلکہ حسب بشارت یسعیاہ نبی تھوڑا یہاں اور تھوڑا وہاں نازل ہوا۔

## تیسرا نشان قانون کی زبان عربی ہوگی

وانه لتنزيل رب العلمين نزل به الروح الامين على قلبك لتكون من المنذرين
(۲۶: ۱۹۲-۱۹۷)
بلسان عربي مبين وانه لفي زبر الاولين اولم يكن لهم اية ان يعلمه علمؤا بني اسرائيل

اور یہ قرآن جہانوں کے رب کی طرف سے اُتارا ہوا ہے جبرئیل امین اسے لے کر اُترا ہے تیرے دل پر تاکہ تو ڈرانے والوں میں سے ہو کھول کر بیان کرنے والی زبان سے اور وہ یقیناً پہلوں کے صحیفوں میں (موجود) ہے کیا ان کے لئے یہ نشان نہیں کہ بنی اسرائیل کے عالم اسے جانتے ہیں۔“

یسعیاہ نبی نے اسی کے متعلق فرمایا۔

”ہاں وہ اعرابی ہونٹوں سے اور اجنبی زبان سے اس گروہ کے ساتھ باتیں کرے گا“ (یسعیاہ ۲۸: ۱۱)

یسعیاہ نبی کی اس پیشگوئی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس قانون کی زبان بنی اسرائیل بلکہ انبیاء بنی اسرائیل کے لئے اجنبی ہوگی اور دیہاتی زبان ہوگی بائبل کا اصل لفظ اس زبان کی تعریف میں لعجی (Laaghe) ہے جس کے معنی      یا اعرابی کے ہیں مترجمین بائبل نے اس کے معنی کئے ہیں ”وحشی کے سے ہونٹوں سے“ لعجے کے مصدری معنی ہیں دیہاتی اور اعرابی ان معنوں کے لحاظ سے آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ دیہاتی اور اُمی شخص اجنبی زبان میں جسے بنی اسرائیل نہیں جانتے لوگوں سے باتیں کرے گا۔ قرآن شریف بتاتا ہے کہ اس نشان کا ذکر ہم نے پہلے صحیفوں میں بھی کیا ہے کہ اس کی زبان بنی اسرائیل کی زبان نہ ہوگی بلکہ کوئی دوسری زبان یا عربی زبان ہوگی۔

## چوتھا نشان وہ کتاب لوگوں کو دکھوں سے نجات دے گی

الذين يتبعون الرسول النبي الامي الذي يجدونه مكتوبا عندهم في التوراة والانجيل يامرهم

بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبٰئث ویضع عنھم اصرھم والاغلٰل التی کانت علیھم (۷: ۱۵۷)

"جو رسول نبی اُمی کی پیروی کرتے ہیں جس کی بابت وہ اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو بھلی باتوں کا حکم دیتا اور ان کو بری باتوں سے روکتا ہے اور ان کے لئے طیب چیزیں حلال کرتا اور ان پر ناپاک چیزیں حرام ٹھہراتا ہے نیز ان سے ان کا بوجھ اُتارتا ہے اور ان کے وہ طوق بھی دور کرتا ہے جو ان پر پڑے تھے"۔

یسعیاہ نبی فرماتے ہیں

اس نے ان سے کہا کہ یہ وہ آرامگاہ ہے تم ان کو آرام دیجیو اور یہ چین کی حالت ہے مگر وہ شنوا نہ ہوئے"۔ (یسعیاہ ۲۸: ۱۲)

یعنی اس قانون اور شریعت کا اس نبی موعود نے ان کو یہ فائدہ بتایا کہ وہ تھکے ہوئے لوگوں کو آرام اور بوجھ کے نیچے دبے ہوئے آدمیوں کو چین دے گی اس کے بعد نبی نے ان لوگوں پر افسوس کیا ہے کہ وہ اس کی آواز کے شنوا نہ ہوئے۔

## پانچواں نشان وہ کتاب ایک اُمی کو دیں گے

"ومنھم اُمیون لا یعلمون الکتاب الا امانی وان ھم الا یظنون (۲: ۷۷)

کچھ لوگ ان میں سے جاہل ہیں جو کتاب کا کچھ علم نہیں رکھتے مگر منہ کی بڑبڑ اور وہ نرے توہمات میں ہیں"

قرآن مجید کی اس آیت میں یہود کے ایک گروہ کا ذکر ہے اور اس سے پہلی آیت میں ان کے ایک دوسرے گروہ کا ذکر ہے پہلا گروہ وہ ہے جو لکھا پڑھا ہے توراۃ کو جانتا ہے مگر اس کی پیشگوئیوں کو جن میں نہایت صفائی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے چھپاتا ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو کتاب کو نہیں جانتا مگر انہوں نے نبی موعود کے متعلق جھوٹی آرزوئیں اور اُمیدیں باندھ رکھی ہیں اسرائیلی قوم کی ان دو گروہوں کا ذکر بائبل یوں کرتی ہے:

"ساری رویا تمہارے نزدیک ایسی ہو گئی جیسا اس کتاب کا مضمون جو سر بمہر ہو جسے لوگ

ایک پڑھے لکھے کو دیویں اور کہیں آپ اسے پڑھئے اور وہ کہے میں اسے پڑھ نہیں سکتا کیونکہ سربمہر ہے اور پھر وہ کتاب ایک اُمی کو دیویں اور کہیں آپ اسے پڑھئے اور وہ کہے میں ناخواندہ ہوں پڑھ نہیں سکتا سو خداوند فرماتا ہے ازبسکہ یہ ایک اپنی زبان سے میری نزدیکی ڈھونڈتے ہیں اور اپنے ہونٹوں سے میری تکریم کرتے ہیں لیکن ان کے دل مجھ سے دور ہیں" یسعیاہ ۲۹: ۱۱ و ۱۳

اس پیشگوئی میں جس رویا کا ذکر ہے وہ بنی اسرائیل کو ان کے دوبارہ جاہ وجلال کے متعلق دکھائی گئی تھی جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی وجہ سے ان کی ذلت دور ہو کر ان کی شان وشوکت قائم ہونے کا ذکر تھا اس رویار کے صحیح مفہوم سے ان کے علماء اور عوام دونوں محروم رہ گئے علماء اس لئے کہ انہوں نے کتاب کے سربمہر یا غیر واضح ہونے کا بہانہ بنالیا اور عوام اس لئے کہ وہ کتاب کو سمجھ ہی نہیں سکتے اس پر اللہ تعالیٰ انہیں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ ان کا میری تکریم کرنا محض منہ کی بکواس ہے جیسے قرآن شریف نے الا امانی کے الفاظ میں ظاہر کیا ہے ان کے ہونٹ بڑ بڑا کر میری نزدیکی ڈھونڈتے ہیں پر ان کے دل مجھ سے کوسوں دور ہیں۔

لیکن یہ خدا کی کتاب یقیناً پڑھی جاکر رہے گی ان کے علماء پر یہ سربمہر رہی اور ان کے عوام سے بھی پوشیدہ رہی لیکن ایک اُمی اس کتاب کو باوجود ناخواندہ ہونے کے پڑھ سنائے گا چنانچہ یسعیاہ نے اسی باب کے آیات ۱۸ تا ۲۱ میں لکھا ہے۔

"اور اس دن بہرے کتاب کی باتیں سنیں گے اور اندھوں کی آنکھیں تاریکی اور اندھیرے میں سے دیکھیں گی" (بہرے علماء یہود ہیں اور اندھے وہی ان پڑھ اور اُمی لوگ ہیں) پھر فرمایا

"تب مسکین خداوند کے حق میں زیادہ خوشی کریں گے اور لوگوں کے غریب غرباء اسرائیل کے قدوس سے خوش وقت ہوں گے کہ ظالم فنا ہو جائے گا اور ٹھٹھا مارنے والا نابود" قرآن کریم نے غرباء اور مساکین پر جو نوازش کی ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں اس کے اصول اور احکام سب اس امر کی شہادت زبان حال سے دے رہے ہیں علاوہ ازیں ظالم فنا کر دیا گیا اور اسلام پر ٹھٹھا مارنے والے سب نابود ہو گئے مگر قرآن کامیاب ہو گیا یہ پوری کی پوری پیشگوئی جو علماء یہود اور عوام پر پوشیدہ تھی ایک اُمی نے

پڑھ سنائی دیکھو مکاشفات یوحناہ ۵: ۱تا ۹ اور واقعات زمانہ کے اوراق پر لکھی گئی جسے بنی اسرائیل کے بہروں اور اندھوں نے بھی پڑھ لیا اب بنی اسرائیل کی نجات اور عزت اس اُمی کی غلامی اور اس کتاب پر ایمان سے وابستہ ہے جس کے نشانات کا ذکر ہوچکا

## یسعیاہ نبی کی بشارت ششم

### مکہ معظمہ اور کعبۃ اللہ کا ذکر

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدی للعالمین ہ فیہ آیات بینٰت مقام ابراھیم ومن دخلہٗ کان اٰمنا ... قل یا اھل الکتاب لم تصدون عن سبیل اللہ من اٰمن تبغونھا عوجا وانتم شھدآء وما اللہ بغافل عما تعملون .... ومن یعتصم باللہ فقد ھدٰی الیٰ صراط مستقیم (۳: ۹۵-۱۰۰)

" پہلا گھر جو لوگوں کے افادہ (روحانی) کے لئے تعمیر کیا گیا یقیناً وہی ہے جو مکہ میں ہے وہ برکت دیا گیا ہے اور اقوام عالم کے لئے ہدایت کا موجب ہے اس کے متعلق بڑی کھلی پیشگوئیاں ہیں مقام ابراہیم (اسی میں) ہے اور جو اس میں داخل ہوگیا وہ گویا امن میں آگیا ... کہو اے اہل کتاب کیوں اسے اللہ کی راہ سے روکتے ہو جو ایمان لائے تم اس کے لئے ٹیڑھا پن چاہتے ہو حالانکہ تم خود اس کی عظمت کے گواہ ہو اور اللہ غافل نہیں جو کچھ تم کرتے ہو ... جو شخص اللہ کے ذریعہ اپنے آپ کو بچاتا ہے وہ یقیناً صراط مستقیم کی طرف ہدایت پاگیا"

یسعیا نبی اسی کے متعلق فرماتے ہیں ۔

" دیکھو میں صیہون میں نعمیر کے لئے ایک پتھر رکھوں گا ایک آزمایا ہوا پتھر، کونے کے سرے کا ۔ ایک بہنگ مولا ۔ ایک مضبوط بنیاد والا پتھر ۔ اس پر جو ایمان لاوے وہ شرمندہ نہ ہوگا اور میں صراط مستقیم پر عدالت اور قسطاس مستقیم پر صداقت رکھوں گا اور اولے جھوٹوں کی جائے پناہ کو گرادیں گے اور پانی کی بوچھاڑیں مکان بہالے جائیں گی" یسعیاہ ۲۸: ۱۶ و ۱۷

## پیشگوئی کا استقصا

مندرجہ بالا پیشگوئی میں ذیل کی ۸ باتیں قابل غور ہیں۔

۱۔ ایک تعمیر اللہ تعالےٰ کے ہاتھوں سے شروع ہوگی۔

۲۔ یہ عمارت صیہون میں تعمیر ہوگی۔

۳۔ اس تعمیر میں ایک پتھر ہے جو نیا نہیں بلکہ پہلے کا آزمایا ہوا ہے۔

۴۔ کونے کے سرے کا یا وہ عمارت کا آخری پتھر ہے۔

۵۔ نہایت گرانبہا اور مضبوط بنیاد والا پتھر ہے

۶۔ اس پتھر پر جو ایمان لائے وہ شرمندہ نہ ہوگا۔

۷۔ اس تعمیر بیت اللہ کا مقصد صراط مستقیم اور قسطاس موزون پر لوگوں کی عدالت اور صداقت کو پرکھنا ہے

۸۔ اس کے مکذبوں کی تمام پناہ کی جگہیں مٹا دی جائیں گی۔

### ۱۔ بیت اللہ کی تعمیر

جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی اس وقت بیت المقدس تعمیر ہو چکا ہوا تھا تقدیر عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ یہ کسی نئی تعمیر کے متعلق پیشگوئی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ خود یا اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت تعمیر کیا جائے گا یعنی دنیا کی زبردست مخالفت کے باوجود وہ عمارت کھڑی کردی جائے گی جس سے یہ ثابت ہوگا کہ گویا خود اللہ تعالیٰ نے اسے تعمیر کیا ہے کعبۃ اللہ کی تعمیر یسعیاہ نبی کی اس پیشگوئی سے ۱۲۵۰ برس بعد ہوئی بیت المقدس یسعیاہ نبی سے ۰۰ ۲ سال پہلے تعمیر ہو چکا تھا اسی وجہ سے عیسائی صاحبان نے اس پتھر سے مراد مسیح علیہ السلام لیا ہے اس امر پر بحث ہم اس پیشگوئی کے آخر پر کریں گے کہ اس کا مصداق مسیح علیہ السلام ہیں یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔

### صیہون سے کیا مراد ہے

صیہون یا ZION عبرانی حروف عام میں برج داؤد کا نام ہے جو یروشلم میں ہے اس لفظ کا مادہ عبری

زبان میں صھہ ہے جس کے معنی "خشک" کے ہیں، اور صیہون کے معنی خشک اور ریتلی زمین ہیں چونکہ بیت المقدس کا صیہون پیشتر سے تعمیر ہو چکا ہوا تھا اس لئے اس سے مراد وہ صیہون نہیں ہو سکتا بلکہ مطلق خشک اور ریگ زار مراد ہے جو عرب کا معروف نام ہے اس بنا پر آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں ریگ زار (عرب) میں ایک تعمیر کے لئے پتھر رکھوں گا اس لغوی دلیل کے علاوہ کتاب مقدس میں یروشلم دو ہیں ایک نیا اور ایک پرانا اسی لئے اسے یروشلائیم تثنیہ کے صیغہ میں لکھا گیا ہے (غزل الغزلات سلیمان باب ۵ آیت ۱۶ وغیرہ) پولوس بھی عبرانیوں کے خط میں لکھتا ہے

"بلکہ تم صیہون کے پہاڑ اور زندہ خدا کے شہر میں جو آسمانی یروشلم ہے۔" (عبرانیون ۱۲: ۲۲)

گویا یروشلم جو بعد میں آسمان سے اترا اور خدا کا دوسرا گھر کہلایا اس میں صیہون پہاڑ بھی ہے جس طرح یروشلم دو ہیں اسی طرح صیہون بھی دو ہیں۔

مکاشفات یوحنا میں اسی یروشلم کے متعلق لکھا ہے

"میں اپنے خدا کا نام اور اپنے خدا کے شہر یعنی نئے یروشلم کا نام جو میرے خدا کے حضور سے آسمان پر سے اترتی ہے، اور اپنا نیا نام اس پر لکھوں گا۔" مکاشفات ۳: ۱۲ پھر اسی طرح یوحنا دوبارہ لکھتا ہے۔

"مجھ یوحنا نے شہر مقدس نئے یروشلم کو آسمان سے دلہن کی مانند جس نے اپنے شوہر کے لئے سنگار کیا آراستہ کئے ہوئے خدا کے پاس سے اترتے دیکھا"...... وہ مجھے بروضع روحانی ایک بڑے اور اونچے پہاڑ پرلے گیا اور اس نے اس بزرگ شہر کو مقدس یروشلم کو آسمان پر سے خدا کے پاس سے اترتے دکھایا اس میں خدا کا جلال تھا۔" مکاشفات یوحنا ۲۱: ۲ و ۱۰۔

## صیہون موعود کی خصوصیات

یسعیاہ نبی خود اس صیہون کے متعلق فرماتا ہے۔

جاگ جاگ اے صیہون اپنی شوکت پہن لے اے یروشلم مقدس شہر اپنا بھلا لباس اوڑھ لے کیونکہ آگے کوئی نامختون یا ناپاک شخص تجھ میں کبھی داخل نہ ہوگا یسعیاہ ۵۲: ۱ و ۲

یہاں صیہون اور یروشلم کا جو نشان بتایا گیا ہے وہ سوائے مکہ معظمہ کے کسی جگہ پر نظر نہیں آتا مثلاً

اب صیہون نے بت پرستی اور شرک کا جامہ اتار کر توحید کا لباس پہن لیا ہے یہ شان صرف کعبۃ اللہ پر پورا اترتی ہے

۲. اس صیہون میں مشرکین اور نامختونوں کا داخلہ بند کر دیا گیا۔ کوئی عیسائی یا دوسرا نامختون اس میں داخل نہیں ہو سکتا اور نہ مشرک اس میں آباد ہو سکتا ہے مگر وہ یروشلم جو پرانا ہے اس میں تمام مختون اور نامختون اور مشرکین داخل ہوتے رہے اور اب تک وہاں رہتے ہیں۔

اسی نبی نے صیہون کے متعلق ایک اور جگہ لکھا۔

"آخری دنوں میں ایسا ہو گا کہ خداوند کے گھر کا پہاڑ پہاڑوں کی چوٹی پر قائم کیا جائے گا اور ٹیلوں سے اونچا کیا جائے گا۔ اور ساری قومیں اس کی طرف روانہ ہوں گی۔۔۔ کیونکہ شریعت صیہون سے اور خداوند کا کلام یروشلم سے نکلے گا اور وہ اُمتوں کے درمیان عدالت کرے گا" یسعیاہ ۲:۲)

دنیا کی تمام قومیں اس صیہون کی طرف روانہ ہوتی ہیں جو کہ مکہ معظمہ میں موجود ہے اور اسی سے ایک کامل اور مکمل شریعت نکلی اور ایسا کلام نکلا جس نے دنیا کی تمام نسل انسانی کو مساوات کا درجہ عطا کیا

ان حوالجات میں آسمانی یروشلم، نئی یروشلم، نامختونوں کے اس میں داخل نہ ہونے اور ساری قوموں کے اس کی طرف روانہ ہونے کے نشانات سے ظاہر ہے کہ یہ یروشلم اور صیہون بیت المقدس نہیں بلکہ یہ عرب کا یروشلم ہے جو بقول پولوس (نامہ گلاتیاں) ہاجرہ کا یروشلم (مکہ معظمہ) ہے یہی ریگزار (عرب) میں ہے اسی نئے یروشلم اور صیہون سے خداوند کی شریعت اور اس کا کلام نکلا اور اسی نے قوموں میں عدالت کی کہ تمام اقوام کو ایک درجہ مساوات عطا کیا۔ آیت زیر بحث میں صیہون میں پتھر رکھنے سے مراد نئے دین کی بنیاد رکھنا ہے مسیح علیہ السلام پر کوئی شریعت اور کلام سنتاب مسیحی کی بنا پر نازل نہیں ہوا پس اس بشارت کے مصداق مسیح نہیں۔

## دوسرا نشان ایک آزمایا ہوا پتھر

ابھی ہم بتا چکے ہیں کہ در اصل صیہون میں پتھر رکھنے سے مراد ایک نئے دین کی بنیاد رکھنا ہے دین اسلام ایک آزمایا ہوا پتھر ہے یعنی کل مذاہب کی صداقتوں کا مجموعہ ہے وہ کوئی از سر نو نکلا یا انوکھا پتھر نہیں بلکہ تمام انبیاء الگ الگ جس مذہب کے اصولوں پر چلتے رہے اور وہ اصول ان انبیاء کے زمانہ موجودہ

اصول تھے انکا مجموعہ دین اسلام ہے اس لئے وہ انبیاء کا آزمایا ہوا اور معیار پر پورا اترا ہوا پتھر ہے دنیا کا اور کوئی مذہب آزمایا ہوا نہیں کہلا سکتا ہاں وہ جو سب کے آخر پر آتا ہے وہ آزمایا ہوا کہلا سکتا ہے۔

## تیسرا نشان کونے کے سرے کا پتھر

عبری میں لفظ "پنہ" ہے جو کونے کے پتھر کے معنی دیتا ہے لیکن لغت میں اس سے مراد شہر کا۔عمارت کا۔زمین کا۔حفاظت کے برج کا وہ محافظ پتھر ہے جو سب کی حفاظت کرتا ہے۔چنانچہ سلاطین دوم ۱۴: ۱۳ یرمیاہ ۳۱: ۴۰ سلاطین اول ۷: ۳۴۔ایوب ۳۸: ۹۔تواریخ دوم ۲۸: ۲۴۔اور ۲۶: ۱۵ میں یہ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور صفنیاہ ۳: ۶ میں قوموں کی حفاظت کا پتھر معنی دیتا ہے ان معنوں کے علاوہ یہ سب کے سردار (سرور عالم) سب پر حکمراں اور سب کے محافظ کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ دیکھو یشوع ۲: ۲۰ سموئیل اول ۱۴: ۳۸ یسعیاہ ۱۹: ۱۳۔زکریا ۱۰: ۴

ان معنوں کی بنا پر کونے کا پتھر یا انبیاء اور مذاہب کی حفاظت کا پتھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام ہے جس نے تمام انبیاء اور مذاہب کی تصدیق کی اور اسی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور دین اسلام خاتم الادیان ہے جو انبیاء کی عمارت اور ادیان کے حصار کے محافظ ہیں اسی لحاظ سے یہ گرانبہا اور مضبوط بنیاد والا پتھر ہے کیونکہ یہ دین صداقت مذہب کی اساس قدیم ہے

## چوتھا نشان جو اس پر ایمان لائیگا وہ شرمندہ نہ ہوگا

ایک شخص جو صرف ایک یا چند اپنے قومی انبیاء پر ایمان لاتا ہے اور دوسرے انبیاء کو جھوٹا سمجھتا ہے وہ قوموں کے اجتماع کے دن سخت شرمندہ ہوگا لیکن وہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یا دین اسلام پر ایمان لاتا ہے وہ تمام انبیاء کی تصدیق کرنے کی وجہ سے کبھی شرمندہ نہیں ہوگا بلکہ ایک یہودی۔عیسائی ہندو اور پارسی جو اس بات کا قائل ہے کہ صرف اس کی محدود قوم میں ایک یا چند انبیاء آئے اور باقی تمام دنیا کے مصلح معاذ اللہ جھوٹے ہیں وہ مذاہب کی مجلس میں مارے خجالت کے سر نہیں اٹھا سکتا لیکن ایک مسلمان جو سب کی تصدیق کرتا ہے وہ کبھی کسی مجلس میں شرمندہ نہ ہوگا۔

## پانچواں نشان صراط مستقیم پر کونسا مذہب ہے

اس پیشگوئی میں عبری لفظ "قو" اس خط مستقیم پر بولا جاتا ہے جس سے کوئی چیز ناپی جائے یا اس سے کسی چیز کی وسعت معلوم کی جائے۔

خطِ مستقیم پر عدالت رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ دین ایک ایسا ناپ ہے جو اس پر پورا اُترے گا وہ بچایا جائے گا یا نجات کا مستحق ہوگا اور جو اس پر پورا اُترے گا وہ کاٹ ڈالا جائے گا قرآن شریف نے اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم جو دین اللہ کے ذریعہ اپنے آپ کو بچاتا ہے وہ یقیناً صراط مستقیم کی طرف ہدایت پا گیا" قسطاس مستقیم پر صداقت رکھوں گا"۔ اس میں قسطاس کے لئے عبرانی لفظ منقتیلیث ہے جو وزن کرنے کے کام آتا ہے گویا جو اس میزان اسلام پر پورا نہ اُترے گا وہ رد کر دیا جائے گا کیونکہ اس وقت دنیا کے مذاہب کا وزن اسی قسطاس مستقیم سے کیا جائے گا۔

## چھٹا نشان مخالفین کا انجام

کیونکہ اولے جھوٹوں کی پناہ گاہ کو گرا دیں گے اور چھپنے کی جگہوں کو پانی بہا دیں گے اسلام کی آمد پر تمام پناہ کی جگہیں جو صداقت کے ترازو کی مار سے بچنے کے لئے لوگوں نے بنائی ہوئی تھیں گر گئیں اور صداقت کا سیل عظیم باطل سہاروں کو بہا لے گیا وہ تمام عقائد اور کفارے جو غلط طور پر لوگوں نے اپنی حفاظت کے قلعے سمجھے ہوئے تھے اسلام کی بے رو رعایت تعلیم کے سامنے گر گر بہ گئے ان پیشگوئیوں کے اندر ایک بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے نشانات معمولی واقعات زندگی نہیں بتائے گئے بلکہ ایک ایسے علمی نشانات ہیں جن کو ہر زمانہ میں پرکھا جا سکتا ہے مسیح کی پیشگوئیوں کی طرح یہاں کوئی ایسے ذہنی اور آنی واقعات کو پیش نہیں کیا گیا کہ مری پڑے گی۔ کنواری حاملہ ہو گی۔ بیابان میں پکارنے والی کی آواز۔ اس نے اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا۔ یہ سب باتیں وقتی اور آنی باتیں ہیں اور ان میں سچ اور جھوٹ کا احتمال ہے لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیاں ہر زمانہ میں پرکھی جا سکتی ہیں۔

## یسعیاہ نبی کی بشارت ہفتم

### بیت اللہ یا کعبۃ اللہ کے اور نشانات

واذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا البلد اٰمناً واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام ـ ... ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون (۱۴ : ۳۵ و ۳۷)

"اور جب ابراہیم نے کہا میرے رب اس شہر کو امن والا بنا اور مجھے اور میری اولاد کو اس سے بچا کہ ہم بتوں کی پرستش کریں ..... اے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد کو تیری عزت والے گھر کے پاس اس وادی میں بسایا ہے جہاں کھیتی نہیں ہمارے رب تاکہ وہ نماز کو قائم کریں سو تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کردے اور ان کو پھلوں سے رزق دے تاکہ وہ شکر کریں"۔

اس کے متعلق یسعیاہ نبی فرماتے ہیں

"تو پھر اس زبردست گروہ کو نہ دیکھے گا اس قوم کو کہ جس کی بولی تو سمجھ نہیں سکتا جو بیگانہ ہے نہ زبان کی کہ بوجھی نہیں جاتی۔ ہماری عید گاہ صیہون پر نظر کر تیری آنکھیں یروشلم کو دیکھیں گی کہ امن کا مقام ہے بلکہ ایسا خیمہ جو ہلایا نہ جائے گا جس کی میخوں میں سے ایک بھی اکھاڑی نہ جائے گی۔ اور اس کی ڈوریوں میں سے ایک بھی توڑی نہ جائے گی بلکہ وہاں ذوالجلال خداوند بڑی بڑی ندیوں اور نہروں کے عوض ہماری آسائش کے لئے آپ موجود ہوگا وہاں ڈانڈ کی کوئی کشتی نہ جائے گی نہ مود کے جہازوں کا گذر اس میں ہوگا کہ خداوند ہمارا حاکم ہے خداوند ہمارا شریعت دینے والا ہے خداوند ہمارا بادشاہ ہے ..... سو لوٹ کا وافر مال تقسیم کیا گیا لنگڑے بھی غنیمت پر قابض ہوگئے وہاں کے باشندوں میں بھی کوئی نہ کہے گا کہ میں بیمار ہوں ان لوگوں کے گناہ جو اس میں بستے ہیں بخشے گئے"۔ یسعیاہ ۳۳ : ۹ ۔ ۲۴۔

#### پیشگوئی کے اجزاء

الف : بیت اللہ ایک ایسی قوم میں واقع ہے جس کی بولی بنی اسرائیل کی بولی نہیں بلکہ اجنبی (یعنی عربی ہے)

ب : یہ موعود صیہون اور یروشلم مقام امن ہے اور ہمیشہ دارالامن رہے گا۔

ج : وہاں نہ دریا ہیں اور نہ نہریں مگر ان کو رزق خدا خود پہنچاتا ہے اور وہی ان کا کفیل ہے۔

د : بنی اسرائیل کا خداوند (محمد صلعم) حاکم، شارع اور بادشاہ ہے اور نجات دینے والا۔

ہ : غنیمت کا مال ان کو بکثرت ملے گا کوئی اس سے محروم نہ رہے۔

پیشگوئی کے تمام اجزا اپنی پوری کیفیت کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں پورے ہو گئے اور یہ واقعات عرب میں رونما ہوئے جیسے اس پیشگوئی میں وادیٔ غیر ذی زرع اور اجنبی یا غیر اسرائیلی زبان والا بتایا گیا ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہی وقت میں حاکم قوم کے مقدمات کا فیصلہ کرنے والے۔ بادشاہ حکمران اور ملک کو ہر ایک بدی سے نجات دلانے والے تھے۔ مال غنیمت کی بکثرت تقسیم آپ کی جنگوں اور فتوحات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کعبۃ اللہ دنیا میں ایک ہی مقام امن ہے جس کے اندر قتل اور مقابلہ ہمیشہ سے ممنوع ہے۔

"اُن لوگوں کے گناہ جو اس میں بستے ہیں بخشے گئے" کس قدر بدیوں میں مبتلا عرب کی قوم تھی مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سب کو گناہوں سے پاک کر دیا۔

## یسعیاہ نبی کی بشارت ہشتم

### صحرا میں صراط مستقیم

"بیابان میں ایک منادی کرنے والے کی آواز۔ تم خداوند کی راہ درست کرو۔ عرب[1] میں ہمارے خدا کے لیے ایک سیدھی شاہراہ تیار کرو ہر ایک نشیب اونچا کیا جائے اور ہر ایک کوہ اور ٹیلا پست کیا جائے اور ہر ایک ٹیڑھی چیز سیدھی اور ناہموار جگہیں ہموار کی جائیں اور خداوند کا جلال آشکارا ہوگا (یسعیاہ باب ۴۰)

پیشگوئی کے الفاظ بالکل واضح ہیں صراط مستقیم عرب میں تیار کی جائے گی منادی کرنے والا سب سے پہلے یسعیاہ نبی ہے کیونکہ اس کے بعد ہی لکھا ہے کہ "ایک آواز ہوئی منادی کر" اور دوسرا منادی کرنے والا حسب منطوق متی ۳:۳ یوحنا ہے جس نے جناب مسیح کے وقت یہ بشارت دی کہ آتشی شریعت والا وہ نبی میرے بعد آنے والا ہے مسیح اس بشارت کا مصداق اس لیے نہیں کہ مسیح عرب میں نہیں آیا یوحنا کے

[1] مترجمین بائبل نے عرابہ کا ترجمہ صحرا یا WILBERNESS. کیا ہے عبرانی میں عرابہ عرب کو کہتے ہیں۔

بعد نہیں آیا بلکہ ان کے زمانہ میں موجود تھا اور اس لئے بھی کہ موعود نے آتشی شریعت سے لوگوں کو بپتسمہ دینا ہے یوحنا اور مسیح بلکہ یحییٰ بھی پانی سے بپتسمہ دیتے چلے آئے ہیں آتشی شریعت سے مراد جنگ ہے جس نے کمزوروں کو زور آور اور کوہ و ٹیلہ (متکبر اور اکڑباز) لوگوں کو پست کر دیا ہر ایک کج معاملہ سیدھا کر دیا گیا اور خداوند کا جلال اس میں جلوہ نگن ہو گیا۔ اسی خداوند کے متعلق آگے چل کر فرمایا۔

اے تو جو صیہون کو خوشخبریاں سناتی ہے اونچے پہاڑ پر چڑھ اے تو جو یروشلم کو بشارت دیتی ہے زور سے اپنی آواز بلند کر خوب پکار اور مت ڈر یہوداہ کی بستیوں سے کہہ دیکھو اپنا خدا دیکھو خداوند خدا زور کے ساتھ آوے گا اور اس کا بازو اپنے لئے سلطنت کرے گا دیکھو اس کا صلہ اس کے ساتھ ہے اور اس کا اجر اس کے آگے وہ چوپان کی مانند اپنا گلہ چراوے گا وہ برّوں کو اپنے ہاتھ سے فراہم کرے گا۔ اور اپنی گود میں اٹھا کرے چلے گا اور ان کو جو دودھ پلاتیاں ہیں آہستہ آہستہ لے جائیگا (یسعیاہ ۴۰: ۹-۱۱)

ان آیات میں آنے والے موعود کے یہ نشانات بتائے گئے ہیں۔

الف: آنے والا صرف مار کھانے والا مسیح نہیں بلکہ غالب آنے والا ہے۔

ب: وہ اپنے زور بازو سے سلطنت قائم کرے گا۔

ج: اس کی جدوجہد اور مساعی کو پھل اس کے سامنے لگ جائے گا۔

د: وہ اپنی جماعت کو اپنی نگرانی میں تیار کرے گا۔

ہ: "ان کو گود میں اٹھائے گا"۔ قرآن شریف میں ہے واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین (۲۶: ۲۱۵) مومن جو تیری پیروی کرتا ہے اس کے لئے اپنا بازو جھکا دے۔

و: دودھ پلاتیوں کو آہستہ آہستہ لے جائے گا یعنی صنف نازک اور معذوروں کے ساتھ نرمی کی تعلیم دے گا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ ان میں سے ہر ایک نشان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں پورا ہو گیا بنی اسرائیل میں یسعیاہ نبی کی اس پیشگوئی کے وقت سے لے کر اب تک کوئی نبی اس شان کا پیدا نہیں ہوا اسی نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے متعلق پھر فرمایا

"دیکھو میرا بندہ جسے میں نے چنا اور میرا پیارا جس سے میرا دل خوش ہے (گویا وہ عبد ہونے کے باوجود محبوب خدا ہے) میں اپنی روح اس پر ڈالوں گا (یعنی تفصیلی شریعت اس پر نازل ہوگی) اور وہ غیر قوموں سے شرع بیان کرے گا (یعنی خلاف یہود و نصاریٰ اس کا مذہب تبلیغی ہوگا) وہ جھگڑا اور شور نہ کرے گا اور بازاروں میں کوئی اس کی آواز نہ سنے گا (جادلہم بالتی ھی احسن قرآن شریف کا حکم ہے کہ ان سے بحث احسن طریق پر کرو بحث میں خواہ مخواہ شور و غوغا مچانا ناجائز ہے یا ریاکاری اور دکھلاوے کے کوئی کام نہ کرے گا جو کہ یہود کی عام عادت ہے) یسعیاہ ۴۲ : ۱ تا ۳

## نبی موعود کا ملک مصر کے ساتھ نیک سلوک

بشارت مندرجہ بالا کے ضمن میں فرمایا :-

"وہ مسلے ہوئے نرسل کو نہ توڑے گا اور دھبتی ہوئی بتی کو نہ بجھائے گا" کتاب مقدس میں مسلے ہوئے نرسل سے مراد ملک مصر ہے اس بنا پر کہ وہاں بکثرت نرسل ہوتے ہیں سلاطین دوم ۱۸ : ۲۱ میں ہے دیکھ تجھے مصر کے عصا پر اور مسلے ہوئے نرسل پر بھروسا ہے حزقیل نبی کہتا ہے "مصر کے سارے باشندے جانیں گے کہ میں خداوند ہوں اس لئے کہ وے اسرائیل کے گھرانے کے لئے فقط نرسل کی چھڑی تھے جب انہوں نے تیرا ہاتھ پکڑا تو ٹوٹ گیا" ۲۹ : ۶ و ۷ خود یسعیاہ نبی کہتا ہے دیکھ تجھے اس مسلے ہوئے نرسل پر بھروسہ ہے اس پر اگر کوئی بھروسہ کرے تو وہ ہاتھ میں چبھ جائے گی۔ ۳۶ : ۶

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مصر کے متعلق تاکیدی حکم اپنے صحابہ کو دیا تھا فرمایا ان کے ساتھ نیک سلوک کرنا کیونکہ تمہاری ہاجرہ کی وجہ سے ملک مصر کے لوگ تمہارے ننہال ہیں ملک مصر ایک مسلا ہوا نرسل تھا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ بدسلوکی کی وجہ سے اسے کچل دیا تھا اور بنی اسرائیل کے ساتھ ان کا تعلق منقطع ہو چکا ہوا تھا اور یہ ایک دوسرے کے بدترین دشمن تھے لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین ہو کر تشریف لائے تھے وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ باپ دادوں کے گناہوں کا بدلہ ان کے پوتوں سے نہیں لیتا اس لئے حضور نے تاکیدی حکم دیا کہ چونکہ مصر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ نیک سلوک کیا تھا کہ شاہ مصر نے اپنی بیٹی ان کی خدمت کے لئے دی تھی اس لئے مصری لوگ

مستحق ہیں کہ ان کے احسان کا بدلہ احسان سے دیا جائے چنانچہ حضرت عمر ابن عبد العزیز نے ملک مصر کو فتح کر کے وہاں کے لوگوں کے ساتھ جو احسانات کئے ان سے تاریخ مصر کے اوراق مزین ہیں۔ انبیاء بنی اسمٰعیل میں سے کسی نبی نے مصر کے ساتھ نیک سلوک کی ہدایت نہیں دی پس اس پیشگوئی کے مصداق صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔" وہ ٹمٹماتی ہوئی بتی کو نہ بجھائے گا" جہاں کہیں علم وایمان کی روشنی ہے اس کی وہ بتی عزت کرے گا اور اس کی تصدیق کرے گا دنیا کی قومیں آپ سے پیشتر ایک دوسرے سے اقتباس نور کرنا یا علمی روشنی لینا نہایت گناہ سمجھتی تھیں لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "اطلبوا العلم ولو کان بالصین" علم حاصل کرلو اگرچہ وہ چین سے ملے پھر فرمایا الحکمۃ ضالۃ المؤمن حکمت مومن کی گم شدہ نعمت ہے جہاں سے جس قوم سے ملے لو یسعیاہ نبی اس کے بعد فرماتا ہے۔

"وہ عدالت کو جاری کرائے گا کہ دائم رہے اس کا زوال نہ ہوگا اور نہ مسلا جائے گا جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے اور بحری ممالک اس کی شریعت کی راہ تکیں" ۴۲: ۴ نیز دیکھو یسعیاہ ۱۵: ۴ تا ۶۔

یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دائمی شریعت کی طرف اشارہ ہے اور بحری ممالک میں ان کا دین پھیل جانے کی بشارت ہے۔

اس کے بعد یسعیاہ نبی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور آپ کی شریعت کی خوبیاں بیان کرنے کے بعد فرمایا۔

## یہ سب کچھ قیدار کی بستیوں میں ہوگا

عرب اور اس کی بستیاں قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کریں گے سلع کے بسنے والے ایک گیت گائیں گے پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے وے خداوند کا جلال ظاہر کریں گے اور بحری ممالک میں اس کی ثناخوانی کریں گے خداوند ایک بہادر کی مانند نکلے گا۔ یسعیاہ ۴۲: ۱۱ و ۱۳

عرب کے لئے عبرانی لفظ یہاں مدبار ہے جس کے معنی وادی غیر ذی زرع اور عرب ہے۔

یرمیاہ نبی کی کتاب ۳: ۲ میں لکھا ہے "کعرابی بمدبار" جیسے عرب کا باشندہ وادی غیر ذی زرع یا عرب میں یہاں نہایت صفائی کے ساتھ اہل عرب کے ملک کا نام مدبار بتا دیا گیا۔

قیدار حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بیٹے کا نام ہے جس کی اولاد حجاز میں آباد ہوئی۔ عرب اور اس کی بستیاں اور قیدار کے آباد دیہات اسلام کی آمد پر اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اُٹھے سلع کے معنی نجات اور امن کی چٹان کے ہیں عبری میں یہ وہی لفظ ہے جو سنسکرت میں شلا کہلاتا ہے اور اُردو میں سل کہتے ہیں وادی موسےٰ میں یہ کوئی شہر تھا اسی کا دوسرا نام پطرہ ہے عرب تاریخ نویس یاقوت نے وادی موسےٰ میں اسے ایک قلعہ قرار دیا ہے جس کا نام سل تھا۔ سلاطین ۱۴ : ۷ میں اس سے مراد ایک قلعہ ہے جو توڑ کر بعد میں اس کا نام یقتی ایل رکھا گیا ایک انگریز مورخ کا خیال ہے کہ یہ بصرہ ہے فلیوس جوسفس نے لکھا ہے کہ "پطرہ عرب کا دارالسلطنت تھا" یعنی سلع جو بعد میں پطرہ کہلایا۔

پطرہ نہ صرف امن اور پناہ کی جگہ تھا بلکہ قافلوں کی تجارت کا بہت بڑا مرکز تھا یہ مصر اور دمشق کے درمیان قافلوں کا ایک مرکز تھا اس لئے عرب کے مشرق اور مغرب شمال اور جنوب میں ایک تجارتی مرکز بن گیا تھا (سائیکلوپیڈیا ببلیکا زیر عنوان سلع) عرب میں تجارتی مرکز اور امن کی جگہ صرف مکہ معظمہ ہے۔ یہاں ہی وہ پتھر ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نصب کیا اور اس کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالےٰ اس کو امن والا شہر بنا دے چنانچہ ان کی دعا قبول ہوئی اور وہ بلد امین بنا دیا گیا یہ چٹان اور پتھر جو اپنی سختی اور ناقابل زراعت ہونے کے لحاظ سے کبھی وادی غیر ذی زرع اور کبھی بانجھ عورت اور کبھی پتھر کہلائی بالآخر اسی چٹان سے دودھ اور شہد کے چشمے پھوٹے۔ پولوس نے خواہ مخواہ اس چٹان سے مراد مسیح لیا ہے اور مسیح نے اس سے مراد پطرس لی ہے ان کے پاس اس امر کو ثابت کرنے کی کوئی دلیل نہیں لیکن وہ پتھر جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور نشان نصب کیا وہ اب تک کعبہ میں پڑا اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ نجات کی چٹان کعبہ میں موجود ہے۔ اس سلع کے رہنے والوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حمد کے گیت گائے۔ "پہاڑوں کی چوٹیوں سے بڑا زان کی آوازیں بلند ہوئیں بحری ممالک میں بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ثنا خوانی ہوئی اور ہو رہی ہے گو یا یسعیاہ نبی نے جو کچھ پیشتر سے اطلاع دی تھی وہ بلفظہ پوری ہو گئی ہے

## بشارت ہشتم صحراء عرب کی روحانی آبپاشی

خطہ شام جو قوم اسرائیل کا بہشت بریں کہلایا اپنے دریاؤں اور باغات کے لحاظ سے بلا شبہ ایک شاداب قطعہ جنت ہے لیکن عرب کا صحرا اپنی وجہ تسمیہ کے مطابق ایک وسیع ریگ زار اور وادی غیر ذی زرع ہے یسعیاہ نبی اس صحرا کے متعلق پیش گوئی کرتے ہیں۔

"تم اگلی چیزوں کو یاد نہ کرو اور قدیم باتوں کو سوچتے نہ رہو دیکھ میں ایک نئی چیز کروں گا اب وہ نمود ہوگی کیا تم اسے ملاحظہ نہ کرو گے ہاں میں وادی غیر ذی زرع میں ایک راہ اور صحرا میں ندیاں بناؤں گا دشت کے بہیمے۔ گیدڑ اور شتر مرغ میری تعظیم کریں گے کہ میں بیابان میں پانی اور صحرا میں ندیاں موجود کروں گا کہ وے میرے لوگوں میرے برگزیدوں کو پینے کے لیئے ہوویں میں نے ان لوگوں کو اپنے لیے بنایا وے میری حمد کریں گے"۔ یسعیاہ ۴۳: ۱۹ تا ۲۱

اس پیشگوئی میں مندرجہ ذیل باتیں قابل غور ہیں۔

۱۔ بنی اسرائیل کی سرزمین خطہ شام میں ہمیشہ ہمیشہ ندیاں چلتی رہیں یعنی انبیاء آتے رہے اب خداوند فرماتا ہے کہ میں ایک نئی چیز کروں گا جو تمہارے لیئے قابل غور ہے کہ اب عرب میں ایک صراط مستقیم قائم ہوگی اور شریعت کی ندیاں چلیں گی اس آیت میں عرب میں ندیاں چلنا قابل غور ہے۔ یسعیاہ ۳۵: ۶ میں عبری الفاظ "ونہالیم بعرابا" "ندیاں عرب میں پھوٹ نکلیں گی" وھایاہ ھشارب لئیگام، بلکہ جلتا ہوا صحرا تالاب ہو جائے گا کس قدر واضح الفاظ میں نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور عرب میں روحانی حوض (قرآن کے معنی ایک عظیم الشان حوض ہیں) کے قیام کا ذکر ہے۔

۲۔ بیابان کے بہائم اور جانوروں کا خدا کے فرمانبردار بندے ہو جانا۔

۳۔ عرب کی قوم برگزیدہ قوم ہو جائے گی اور وہ اس چشمہ اور ندیوں سے سیراب ہوگی۔

۴۔ عرب کی یہ قوم حزب اللہ ہوگی اور خدا کی حمد کو دنیا میں قائم کرے گی بحیثیت قوم اس طرح ساری قوم خدائی فوج بن گئی ہو اور اس نے خدا کی حمد دنیا میں قائم کی ہو دنیا کی تاریخ میں یہ واقعہ صرف عرب اور مسلمانوں سے مخصوص ہے۔

## بشارت دہم کعبۃ اللہ کے متعلق

جاگ جاگ اے صیہون الخ یسعیاہ ۵۲: ۱ و ۲ تشریح کے لئے دیکھو ۲۴۳

## بشارت یازدہم بنی اسمٰعیل پر خدا کا مکرر رحم

"اے اے بانجھ تو جو نہیں جنتی تھی خوشی سے للکار تو جو حاملہ نہ ہوئی تھی وجد کر کے گا اور خوشی سے چلا کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ بیکس چھوڑی ہوئی کی اولاد خصم والی کی اولاد سے زیادہ ہے..... خداوند نے تجھے جو طلاق کی ہوئی اور دل آزردہ سی ہے اور جوانی کی ایک جورو کی مانند جو رد کی گئی ہو پھر بلایا ہے...... میں نے اپنا منہ ایک لحظہ تجھ سے چھپایا پر اب میں ابدی عنایت سے تجھ پر رحم کروں گا خداوند تیرا بچانے والا یوں فرماتا ہے کہ میرے آگے یہ نوح کے پانی کا سا معاملہ ہے جس طرح میں نے قسم کھائی کہ پھر زمین پر نوح کا سا طوفان کبھی نہ آوے گا اسی طرح اب میں نے قسم کھائی کہ میں تجھ سے پھر کبھی آزردہ نہ ہوں گا اور تجھ کو نہ جھڑکوں گا" یسعیاہ ۵۲: ۱-۹

ایک بانجھ عورت سے مراد پولوس نے نامہ گلاتیون ۴: ۲۷ میں حضرت سارہ لی ہے کیونکہ وہ ایک وقت تک بانجھ رہی تھیں حالانکہ اس سے مراد حضرت ہاجرہ کی اولاد یا اسمٰعیلی ہیں بلحاظ ظاہری اولاد کے یسعیاہ نبی کے وقت میں حضرت ہاجرہ اور سارہ دونوں صاحب اولاد تھیں جس نے ایام تبہ بچہ پیدا کر دیا اسے بانجھ کہنا سخت غلطی ہے۔ پھر حضرت سارہ باوجود نہ جننے کے بیکس چھوڑی ہوئی کبھی نہ تھی بلکہ خصم والی تھیں البتہ ہاجرہ ضرور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بیکس چھوڑ دی گئی تھیں اور خدا کا اس سے منہ چھپانا اس کی اولاد میں انبیا کا نہ ہونا ہے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد اس قوم میں کوئی شخص قابل ذکر نہیں سمجھا گیا اور نہ بائبل نے اس قوم کا تذکرہ کیا ہے بلکہ اس کتاب میں بنی اسرائیل کے گیت ہی ہمیشہ گائے جاتے رہے بالآخر اس بیکس چھوڑی ہوئی کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہو کر قابل تعریف اور لائق ذکر بنا دیا اور اس کی تعریف میں اس قدر گیت غیر مذاہب کے انبیاء اور علماء نے گائے کہ انبیاء بنی اسرائیل کی بحیثیت مجموعی بھی اس قدر تعریف دنیا نے نہیں کی۔

حضرت سارہ بیشک خصم والی تھی اس کی قوم اور اس کا ملک دونوں مردم خیز ثابت ہوئے

ہاجرہ باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی ہونے کے بیکس چھوڑی گئی اور خاوند نے اسے ایسی زمین میں ڈال دیا جہاں دنیا و دین کی کوئی نعمت موجود نہ تھی بالآخر اس بانجھ پر وہ لطف الٰہی وارد ہوا جو خصم والی کو نصیب نہ ہو سکا کہ اس کی اولاد سے ایک عظیم الشان اُمت پیدا ہوئی جس نے نہایت قلیل عرصہ میں دنیا کے نقشہ کو پلٹ دیا اس کے اندر اولیاء اللہ کا وہ گروہ پیدا ہوا جو مثیل انبیاء بنی اسرائیل ہے چنانچہ یسعیاہ نبی کے اسی باب کی آیت ۱۰ تک اسلام کی اس کامیابی کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔

## یسعیاہ نبی کی بشارت دوازدہم حضرت داؤد کے وارث

"تم میری سنو کہ تمہاری جان زندہ رہے اور وہ جو اچھی ہے کھاؤ اور تمہاری جی چربی سے لذت لے گا کان جھکاؤ اور مجھ پاس آؤ سنو تا کہ تمہاری جان زندہ رہے میں تم سے ابدی عہد باندھوں گا اور داؤد کی سچی نعمتیں تمہیں دوں گا الخ یسعیاہ ۵۵: ۱ تا ۵ تشریح کے لئے دیکھو صفحہ ۱۹۷

## یسعیاہ نبی کی بشارت سیزدہم
### شریعت اسلامیہ کے نشانات

میری سنو اے میری اُمت میری طرف کان دھرا ے میری گروہ کہ ایک شریعت مجھ سے رائج ہوگی اور میں اپنی شرع کو قوموں کی روشنی کے لئے قایم کروں گا میری راستبازی نزدیک ہے۔ میری نجات جلوہ گر ہوئی ہے اور میرے بازو قوموں پر حکمرانی کریں گے بحری ملکتیں میرا انتظار کریں گی اور میرے بازو پران کا توکل ہوگا اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھاؤ اور نیچے زمین پر نگاہ کرو کہ آسمان دھوئیں کی مانند غائب ہو جائیں گے اور زمین کپڑے کی مانند پرانی ہوگی اور وے جو اس پر بستے ہیں اسی طرح مر جائیں گے میری نجات ابد تک رہے گی۔ اور میری صداقت موقوف نہ کی جائے گی یسعیاہ ۵۱: ۴ تا ۶ قرآن شریف اسی پیشگوئی کے متعلق فرماتا ہے قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین (۵: ۱۵) "تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب مبین آچکی" یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام اس نور کے ساتھ اللہ اس کو جو اس کی مرضی کی پیروی کرتا ہے سلامتی (نجات) کی راہوں پر چلاتا ہے اس نور اور روشنی کی برکت سے مسلمانوں نے غیر اقوام پر حکومت کی بحری ممالک کو فتح کیا ہسپانیہ میں مسلمانوں نے خدا کی مدد پر بھروسہ کر کے

ہوئے اپنے جہازوں کو جلا دیا۔ آسمان کے دھوئیں کی مانند غائب اور زمین کی کپڑے کی طرح پرانی ہوگئی یعنی آسمان سے وحی الٰہی کی بارش غائب ہوگئی اور زمین یعنی شریعت ہا رسابقہ کمزور اور بوسیدہ ہوگئیں مگر قرآن شریف کی بینہ نجات ہمیشہ تک رہے گی اور اس کی صداقت کبھی موقوف نہ ہوگی یہ بشارت اور نشانات کے علاوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوۃ پر بھی ایک صریح شہادت ہے۔

## بشارت چہاردہم

### کعبۃ اللہ کے انوار اور برکات،

واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا (۲:۱۲۵) جب ہم نے خانہ کعبہ کو تمام لوگوں کے لئے جمع ہونے کی جگہ اور امن والا بنا دیا ہے۔

یسعیاہ نبی اسی کے متعلق پیش خبری فرماتے ہیں:۔

"میرا گھر ساری قوموں کی عبادت گاہ کہلائے گا خداوند یہوہ جو اسرائیل کے تتر بتر کئے ہوؤں کا جمع کرنے والا ہے یوں فرماتا ہے کہ میں ان کے سوا جو اسی کے ہو کے جمع ہوئے ہیں اوروں کو بھی اس پاس جمع کروں گا" ۵۶: ۷ و ۸۔

بیت المقدس شام صرف بنی اسرائیل کو جمع کرنے والا ہے تمام اقوام عالم کی ایک ہی عبادتگاہ صرف کعبۃ اللہ ہے جس نے نہ صرف بنی اسرائیل کے تتر بتر گروہ افغان اور کشمیری جمع کر لئے بلکہ دنیا کی اور قومیں بھی اس کے پاس جمع ہوئیں اور پیشگوئی جو یسعیاہ نبی نے ڈیڑھ ہزار برس پہلے کی تھی پوری ہوگئی۔

### بیت اللہ کی بابت دوسرا نشان

"اٹھ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا ہے دیکھ تاریکی زمین پر چھا جائے گی اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجھ پر طالع ہوگا اور اس کا جلال تجھ پر نمود ہوگا۔ یسعیاہ ۶۰: ۱ تا ۳۔

اسلام کی بعثت کے وقت دنیا کی تمام قوموں پر تاریکی اور تیرگی چھائی ہوئی تھی توحید اور دین حق کی روشنی بیت اللہ (مکہ معظمہ) میں آئی قرآن شریف میں اس کے متعلق ارشاد ہے کتاب انزلناہ لتخرج الناس من الظلمات الی النور (۱۴: ۱) "کتاب جو ہم نے تیری طرف اتاری تاکہ لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لائے۔"

## تیسرا نشان

قومیں تیری روشنی میں اور شاہان تیرے طلوع کی تجلی میں چلیں گے اپنی آنکھیں اٹھا کر چاروں طرف نگاہ کر دے سب کے سب اکٹھے ہوتے ہیں وے تجھ پاس آتے ہیں تیرے بیٹے دور سے آئیں گے اور تیری بیٹیاں گود میں اٹھائی جائیں گی تب تو دیکھے گی اور روشن ہو گی ہاں تیرا دل اچھلے گا اور کشادہ ہو گا

یسعیاہ ۶۰: ۴۔۵

اسلام کی روشنی سے دنیا کی کل قومیں منور ہوئیں وہ قانون جو اسلام نے مدون کیا دنیا کے بادشاہوں کے لئے شمع ہدایت بنا یورپ کی سیاسیات کی بنا قانون اسلام ہے لیکن یہ لوگ اکثر اس میں تغیر و تبدل کرتے رہتے ہیں بیت اللہ میں نہ صرف عرب کے لوگ جمع ہوئے بلکہ دنیا کے دور دراز ملکوں سے اب بھی لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں مکہ کی بیٹیاں حسب محاورہ بائیبل مکہ کے لوگ ہیں ان کی عزت مسلمان عالم کے دلوں میں موجود ہے گویا ان کو گود میں اٹھا لیا گیا ہے قرآن شریف نے اس پیشگوئی کو ان الفاظ میں ادا کیا ہے واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالاً و علی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشہدوا منافع لہم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات (۲۲: ۲۸) اور لوگوں میں حج کے لئے اعلان کر دے آئیں گے تیری طرف پیدل اور دبلی اونٹنیوں پر جو دور دراز کے رستے سے آئی ہوں گی تاکہ اپنے فائدہ کی باتوں پر حاضر ہوں اور مقررہ دنوں میں اللہ کے نام کی تعریف اس پر کریں"

اس پیشگوئی کے باقی اجزاء کی بابت نشان ۲۲ میں دیکھو

## بیت اللہ کا چوتھا نشان اونٹنیوں کا بکثرت آنا

اونٹنیں کثرت سے آکر تجھے چھپا لیں گی مدیان اور عیفہ کی جوان اونٹنیاں وے سب جو سبا کے ہیں آئینگے وے سونا اور لبان لائیں گے اور خداوند کی تعریفوں کی بشارتیں سنائیں گے" یسعیاہ ۶۰: ۶

قرآن مجید اور بائیبل کی پیشگوئی میں کس قدر اتحاد ہے اور پھر یہ سب نشانات کس طرح پورے ہو گئے۔ ان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے زبردست ہاتھ کا کام ہے کعبۃ اللہ کا دوبارہ مرجع خلائق بن جانا اور اس کثرت سے وہاں اونٹوں کا جمع ہونا کہ مکہ کی سرزمین کا چھپ جانا۔ مدیان عیفہ اور سبا کا

مسلمان ہو کر تحفے تحائف لانا اور وہاں اللہ تعالے کی تعریفیں کرنا معمولی نشانات نہیں بلکہ ان کے اندر بیسیوں دلائل اور براہین ہیں جن میں سے ہر ایک دلیل کلام کی صداقت اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی طرف متبعین بائبل کو بلا رہی ہے ۔

## پانچواں نشان کعبۃ اللہ میں قیدار کا اجتماع

"قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی نبیط کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہونگے وے میری منظوری کے واسطے میرے مذبح پر چڑھائے جائیں گے اور میں اپنی شوکت کے گھر کو بزرگی دوں گا" آیت ۷

یہ بتایا جا چکا ہے کہ قیدار حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بیٹے کا نام ہے جس کی اولاد عرب میں آباد ہوئی اور یہ لوگ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ نبیط حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام ہے (پیدائش ۲۵: ۱۳) یہ قوم بھی بفضلہ مسلمان ہے اور اپنے مینڈھوں کو لے کر ہمیشہ حج اور قربانی کے لئے حاضر ہوتی ہے اس کے متعلق قرآن شریف نے فرمایا ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علے ما رزقہم من بہیمۃ الانعام فکلوا منہا واطعموا البائس الفقیر ثم لیقضوا تفثہم ولیوفوا نذورہم ولیطوفوا بالبیت العتیق (۲۲: ۲۸، ۲۹)

"اور اللہ کے نام کا ذکر مقرر دنوں میں اس پر کریں جو اس نے انہیں چارپائے دئے ہیں اس میں سے خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ اور اپنی غلاظت دور کریں اپنی نذروں کو پورا کریں اور شوکت والے گھر کا طواف کریں" یسعیاہ نبی کے الفاظ بالکل وہی ہیں جو قرآن شریف نے فرمائے اور جو علماً حج کعبہ کے وقت پورے ہوتے ہیں قرآن مجید میں اس بیت اللہ کو بیت العتیق فرمایا گیا ہے عبرانی میں "بیت تفارتی" ہے جس کے لفظی معنی ہیں میرا جاہ و جلال زینت عزت اور تجلی کا گھر زینت دیا جائیگا منور کیا جائے گا یا عزت دیا جائے گا اور یہ کعبہ کے نام بیت المحرم کا ترجمہ ہے ۔

## بیت اللہ کا چھٹا نشان اس کا ہر وقت کھلا رہنا

لکم فیہا منافع الی اجل مسمّی ثم محلہا الی البیت العتیق (۲۲: ۳۴)

"تمہارے لئے ان میں ایک وقت مقررہ تک فوائد ہیں پھر ان میں آخری منزل آزاد گھر کی طرف ہے ۔"

یسعیاہ نبی فرماتے ہیں "اگرچہ میں نے اپنے قہر سے تجھے مارا پر اپنی مہربانی سے میں تجھ پر رحم کرونگا اور تیری پھاٹکیں نت کھلی رہیں گی وے دن رات کبھی بند نہ ہوں گی"۔ یسعیاہ ۶۰: ۱۰ و ۱۱ نیز ۶۲: ۵ تا ۷ مکہ معظمہ انتہائی بت پرستی کی وجہ سے مدتوں مغضوب و مقہور الہٰی رہا لیکن پھر اس پر رحم کی بدلیاں امنڈ آئیں اور اسے خدائے واحد کے ذکر کے لئے مخصوص کر دیا گیا عیسائیوں کا گرجا آٹھویں دن کھلتا ہے بیت المقدس سال بھر میں بہت کم کھلتا ہے لیکن کعبۃ اللہ دن رات ہمیشہ کھلا رہتا ہے اس کے پھاٹک کبھی بند نہیں ہوتے بیت المقدس مدتوں دشمنوں کے ہاتھوں میں رہا تباہ و برباد کیا گیا اس میں عبادت بند کر دی گئی لیکن کعبہ کے دروازے برابر آج تک کھلے ہیں اسی کے متعلق دیکھو یوحنا فقیہ کے مکاشفات ۲۱: ۲۵ و ۲۲: ۵

## بیت اللہ کا ساتواں نشان یہود کے لئے باب نجات

"وے خداوند کا شہر اسرائیل کے قدوس کا صیہون تیرا نام رکھیں گے اس کے بدلے کہ تو ترک کی گئی اور تجھ سے نفرت ہوئی ایسا کہ کسی آدمی نے تیری طرف گذر بھی نہ کیا میں تجھے شرافت دائمی اور پشت در پشت کے لوگوں کا سردار بناؤں گا تو قوموں کا دودھ بھی چوس لے گی ہاں بادشاہوں کی چھاتی چوسے گی اور تو جانے گی کہ میں خداوند تیرا بچانے والا اور میں یعقوب کا قادر تیرا چھڑانے والا ہوں" یسعیاہ ۶۰: ۱۵ - ۱۰ اسرائیل کا قدوس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے بنی اسرائیل کو اس دائمی لعنت سے چھڑایا جو حضرت مسیح کے وقت ان کے لازم حال کر دی گئی تھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت قرآن مجید میں یہ اعلان ہوا کہ بنی اسرائیل اگر اس اپنے قدوس پر ایمان لائیں تو ان پر سے وہ لعنت جو داؤد علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام کی زبان سے ڈالی گئی تھی اٹھالی جائے گی قرآن شریف۔ قوم اسرائیل اور بیت المقدس کی دوبارہ بربادی کا ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے :-

عسی ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا (۱۷: ۸) "قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے اور اگر تم پھر وہی کام کرو گے ہم پھر وہی سزا دیں گے اور ہم نے دوزخ کو کافروں کے لئے قید خانہ بنایا ہے"۔ چنانچہ وہ اسرائیلی جنہوں نے اسلام قبول کر لیا ان کو حکومت بھی ملی اور ولایت بھی مگر وہ اسرائیلی جو مسلمان نہ ہوئے آج تک اسی لعنت کے نیچے ہیں مہذب ممالک سے نکالے

جائے" اور در بدر پھر رہے ہیں۔

اس شہر مکہ کا نام صیہون یعنی نہایت خشک وادی رکھا۔ مگر اسی خشک وادی کو شرافت دائمی اور قوموں کی سرداری نصیب ہوئی دنیا کی اقوام اور بادشاہوں کا دودھ اسے پلایا گیا "یعقوب کا قادر" یعنی ایک واحد خدا ہے جس نے اس سرزمین کو بتوں کی غلامی سے نجات دی۔

## بیت اللہ کا آٹھواں نشان شرک سے ہمیشہ کے لئے نجات

"آگے کو کبھی تیری سرزمین میں ظلم کی آواز سنی نہ جائے گی اور نہ تیری سرحدوں میں خرابی یا بربادی کی تو اپنی دیواروں کا نام نجات اور اپنے دروازوں کا نام ستودگی رکھے گی آگے تیری روشنی دن کو سورج سے اور رات کو تیری چاندنی چاند سے نہ ہو گی بلکہ خداوند تیرا ابدی نور اور تیرا خدا تیرا جلال ہو گا" یسعیاہ ۶۲: ۱۸ و ۱۹

ظلم اور خرابی شرک سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں چنانچہ قرآن شریف نے فرمایا ان الشرک لظلم عظیم۔ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ بائبل میں جگہ جگہ اور خوفناک گناہوں کے ساتھ اسے تشبیہ دی گئی ہے مکہ معظمہ کی سرحدوں اور کعبۃ اللہ کی حدود میں بلکہ کل ملک عرب کی حدود سے بت پرستی دور کر دی گئی یہ شرک اب کبھی اس سرزمین میں داخل نہ ہو گا۔ چنانچہ قرآن شریف میں بھی فرمایا قل جاء الحق وما یبدئ الباطل وما یعید (۳۴: ۴۹) کہو حق (توحید) آگیا اور باطل نہ اب ابتدا کر سکتا ہے اور نہ شرک کو لوٹا سکتا ہے یعنی کبھی کسی زمانہ میں بھی یہ شرک اب اس سرزمین میں واپس نہ آئے گا۔ بیت اللہ کی دیواریں اور اس کے دروازے اپنے اندر توحید الٰہی کا خزانہ رکھتے ہیں جو ان کے اندر داخل ہو گیا وہ موحد ہو کر نجات پا گیا اب وہاں نہ سورج کا بت پوجا جائے گا۔ نہ چاند کی پرستش ہو گی بلکہ توحید الٰہی کا نور اس گھر کے اندر روشنی دے گا۔

## نشان نہم بیت اللہ کا نیا نام کعبۃ اللہ

فرمایا "صیہون کی خاطر میں چپ نہ رہوں گا اور یروشلم کی خاطر میں دم نہ لوں گا جب تک کہ اس کی راستبازی نور کی مانند نہ چمکے اور اس کی نجات روشن چراغ کی طرح جلوہ گر نہ ہو تب قومیں تیری راستبازی اور سارے بادشاہ تیری شوکت دیکھیں گے اور تو ایک نئے نام سے کہلایا جائے گا جو خداوند کا منہ خود

تجھے رکھ دے گا۔ ۔ ۔ تو آگے کو متروکہ نہ کہلائے گی اور تیری سرزمین کا بھی پھر خرابہ نہ ہوگا بلکہ تو حفصی باہ کہلائے گی اور تیری سرزمین بعولاہ کیونکہ خداوند تجھ سے خوش ہے اور تیری زمین خاوند والی ہوگی یسعیاہ ۶۲: ۴ تا ۵

صیہون وہی انتہائی خشک سرزمین بعض لوگوں نے اس کا ترجمہ دار الامن بھی کیا ہے ان دونوں معنوں کے لحاظ سے مکہ معظمہ صیہون ہے یروشلم سلامتی والا شہر دنیا میں ایک ہی شہر ہے جہاں کسی شخص کو بلکہ جانور تک کو بھی تکلیف نہیں دی جاتی۔ اسی جگہ سے نور اور روشنی جو تمام قوموں کے لئے ہدایت کا موجب ہوئی نکلی۔ دنیا کے تمام بادشاہوں نے شوکت اسلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس کو ایک نیا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا جو ارض حرم یا مسجد الحرام ہے جو خود خداوند نے قرآن کریم میں اس کا نام رکھا ہے۔ یہ الفاظ کہ "تو آیندہ کو متروکہ نہ کہلائے گی اور تیری سرزمین کا کبھی پھر خرابہ نام نہ ہوگا" یہ الفاظ مکہ معظمہ پر ہی لگ سکتے ہیں بیت المقدس تو اس پیشگوئی کے بعد بھی خرابہ اور کھنڈر بنا دیا گیا یعنی اس کی دوسری بربادی سنہ ۷۰ء میں ہوئی اور اس وقت تک وہ بربادی سمجھا جاتا ہے البتہ مکہ معظمہ اس وقت سے اب تک محفوظ ہے اور وہی جگہ ہے جس سے خداوند راضی ہے اور اس کا خاوند محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں دوسرا کوئی نبی نہیں آسکتا جو اس کا خاوند کہلا سکے اس پیشگوئی میں "حفصی باہ" اور "بعولاہ" دونوں قابل غور لفظ ہیں حفص کے معنی کسی چیز یا شخص میں پسندیدگی رضامندی اور محبت کا اظہار "حفصی باہ" کا لفظی ترجمہ رضی اللہ عنہا ہے وہ صیہون جسے یہود اور عیسائی "حفصی باہ" قرار دیتے ہیں وہ اس پیشگوئی کے بعد بھی اب تک متروکہ اور خرابہ ہے مکہ رضی اللہ عنہا اور خاوند والی سرزمین ہے

## بشارت پانزدہم اُمت مسلمہ کا ذکر

"خداوند یوں فرماتا ہے جس طرح سے شیرہ انگوروں کے خوشہ میں موجود ہے اور کوئی کہتا ہے اسے خراب نہ کر کہ اس میں برکت ہے اسی طرح میں اپنے بندوں کی خاطر کروں گا اور ان سبھوں کو ہلاک نہ کرونگا اور میں یعقوب میں سے ایک نسل نکالوں گا اور یہوداہ میں سے جو میرے پہاڑ کے وارث ہوں اور میرے برگزیدے اس کے وارث ہوں گے اور میرے بندے وہاں بسیں گے اور شرون گلوں کا گھر ہوگا اور عکور گاوں کے بیٹھنے کا مقام میرے ان لوگوں کے لئے جو میرے طالب ہوئے۔ ۔ ۔ دیکھو میرے بندے شادماں

ہوں گے پر تم پشیمان ہو گے۔ دیکھو میرے بندے دل کی خوشی سے گائیں گے پر تم دلگیری کے سبب نالہ کرو گے اور جانکاہی سے واویلا کرو گے اور تم اپنا نام پیچھے چھوڑو گے جو میرے برگزیدوں پر لعنت کا باعث ہوگا کیونکہ خداوند یہوداہ تم کو قتل کرے گا اور اپنے بندوں کو دوسرے نام سے بلائے گا۔۔۔ دیکھو میں نئے آسمان اور نئی زمین کو پیدا کرتا ہوں اور جو آگے تھے ان کا پھر ذکر نہ ہوگا۔۔۔ بلکہ تم میری اس نئی خلقت سے ابدی خوشی اور شادمانی کرو۔۔۔ میں یروشلم سے خوش ہوں گا اور اپنے لوگوں سے مسرور اس میں رونے کی صدا پھر کبھی نہ سنی جائے گی اور نہ نالہ کرنے کی آواز۔ یسعیاہ۔ ۶۵: ۸ تا ۱۰ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۹-

اس بشارت میں اُمت مسلمہ کے کئی ایک نشانات ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ بنی اسرائیل یا یعقوب و یہوداہ کی اولاد میں انگور میں شیرہ کی طرح ایک بابرکت حصہ بھی موجود ہے جو اسلام قبول کرے گا یہ لوگ نجات کی چٹان کے وارث ہوں گے اور اسلام کی نعمتوں کے وارث ہونگے

۲۔ شرون فلسطین کا ایک نہایت زرخیز میدان ہے جو گلاب کے پھولوں کی عمدگی کے لئے بالخصوص مشہور ہے لیکن اس شرون کو عرب کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ دیکھو یسعیاہ ۳۳: ۹- اصل عبری الفاظ ہیں "ھسترادن باعیرابالا" شرون عرب کی مانند ہے یعنی بیابان بنا دیا گیا ہے اور اس کی ساری شادابی عرب کو دے دی گئی ہے چنانچہ یسعیاہ نبی خود ہی فرماتا ہے۔

"وادی غیر ذی زرع اور ریگ زاران کی وجہ سے شادمان ہوں گے اور عرب خوشی کرے گا۔ اور نرگس کی مانند شگفتہ ہوگا وہ کثرت سے کلیاں لائے گا اور شادماں ہو کر اور نعرہ مار کر خوشی کرے گا لبنان کی شوکت اور کرمل اور شرون کی شرافت۔ (زینت) اسے دی جائے گی وہ خداوند کا جلال اور ہمارے خدا کی حشمت دیکھیں گے" یسعیاہ ۳۵: ۱ و ۲

یسعیاہ نبی کی اس اپنی تفسیر اور تشریح سے یہ ثابت ہے کہ فلسطین کے شرون کی ساری برکت عرب کو دے دی گئی ہے اور عرب اس قدر پھول اور کلیاں پیدا کرے گا کہ اس کے بالمقابل شرون (فلسطین) کی حقیقت گرد ہو جائے گی۔

۳۔ نا گور کے متعلق بہت سی مختلف رائیں ہیں لیکن اس کے لغوی معنی دکھ اور مصیبت کی سرزمین

یہ دکھ اور مصیبت کی سرزمین یسعیاہ نبی بتاتا ہے کہ "گلّوں کے بیٹھنے کی جگہ" یا آرام دہ ہو جائے گی

۴۔ بنی اسرائیل کو خطاب ہے کہ تم اسلام قبول نہ کر کے پشیمان ہو گے۔ جو قبول کر لیں گے وہ شادماں ہوں گے۔ یہاں تک کہ یہودی نام میرے بندوں میں لعنت کا مترادف ہو گا

۵۔ خداوند یہوواہ تم کو قتل کرے گا اپنے برگزیدہ بندوں کی فہرست سے تمہیں کاٹ دے گا۔ اور ان کو تمہارے نام کی بجائے نیا نام دے گا یعنی یہودی اور اسرائیلی کی بجائے مسلم نام رکھا جائے گا۔

۶۔ نئی زمین اور نیا آسمان۔ نئی قوم اور نئی وحی شریعت پیدا کی جائے گی پچھلی تمام قوموں اور مذاہب کو ناقابل ذکر کر دیا جائے گا نئی زمین اور نیا آسمان ہوگا اور نیا ہی یروشلم (کعبہ) ہوگا جس میں رونے کی صدا اور گریہ و بکا کی جگہ کوئی نہ ہوگی جیسی اس یروشلم (بیت المقدس) میں دیوار گریہ ہے کس قدر صاف اور بین نشانات ہیں جو یہود و نصاریٰ کی بصیرت کے لئے یسعیاہ نبی نے فرمائے ہیں۔

## یرمیاہ نبی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نبوت

یرمیاہ جس کا عبرانی تلفظ یرمیاہو ہے۔ یہ لفظ رمی یا ریما سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں دشمنوں کے لئے خدا کا پھینکا ہوا تیر۔ کتاب یرمیاہ کی کوئی سند خود اس کتاب کے باہر کہیں موجود نہیں البتہ نوحہ یرمیاہ کا ذکر تواریخ دوم ۳۵: ۲۵ اور ۳۶: ۲۰ میں موجود ہے۔ کتاب یرمیاہ ان کی وفات کے ایک عرصہ بعد لکھی گئی۔ اس کے متعلق حوالجات زیادہ سے زیادہ دوسری صدی قبل مسیح کے ہیں لیکن خود یرمیاہ نبی ۶۲۵ قبل مسیح میں پیدا ہوئے۔ اس کتاب کا بہت سا حصہ اس میں سے ضائع ہو گیا ہے باقی کتاب بھی غیر محفوظ ہے متی ۲۷: ۹ میں جس یرمیاہ کی عبارت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ حوالہ کتاب یرمیاہ میں موجود نہیں اتھوپیا کی بائبل میں جو کتاب یرمیاہ ہے اس میں اور اس مروجہ بائبل کی کتاب یرمیاہ کے نسخہ میں بہت اختلاف ہے کہتے ہیں متی کا حوالہ مذکور اسی کتاب میں ہے جو غیر مستند ہے سائیکلو پیڈیا ببلیکا میں بھی بہت سے حوالجات پیش کئے گئے ہیں جو مروجہ نسخہ میں ندارد ہیں۔ یرمیاہ نبی کی کتاب کو ہم نے غیر مستند قرار دیا لیکن اس میں سے

پیشگوئیاں ہم اس لحاظ سے پیش کرتے ہیں کہ یہ کتاب اگرچہ یرمیاہ کی وفات کے صدیوں بعد لکھی گئی مگر اسلام سے بہت عرصہ پہلے لکھی گئی اور اہل کتاب کے نزدیک مستند سمجھی گئی بہرحال کتاب کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کی ہر ایک بات غلط ہو۔

یرمیاہ نبی کی پیشگوئیاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بہت سی ہیں ان میں سے چند ایک یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

## یرمیاہ نبی کی پہلی پیشگوئی

"اس لئے خداوند فرماتا ہے میں تم سے جھگڑا کروں گا اور تمہارے لڑکوں کے لڑکوں سے بھی جھگڑا کروں گا کیونکہ پار گزر کر کتیوں کے ساحلوں میں دیکھو اور قیدار میں بھیجکے خوب سوچو اور دیکھو کہ ایسی بات کہیں ہوئی جیسی کہ یہ بات ہے کیا کسی قوم نے اپنے الہوں کو جو حقیقت میں خدا نہیں بدل ڈالا پر میری قوم نے اپنے جلال کو اس سے جو بے نفع ہے بدلا۔ اے آسمانو! اسی سے تعجب ہو جاؤ ہاں بشدت حیران ہو"

یرمیاہ ۲: ۵ تا ۱۲

## اس پیشگوئی کے متعلق ہماری بصیرت

اس بشارت کا تعلق دو مختلف زمانوں کے ساتھ ہے ایک یرمیاہ نبی کے وقت سے اور دوسرا اس کے بہت زمانہ بعد سے۔ عرب اور بنی قیدار کی ایک حالت وہ ہے جو یرمیاہ نبی سے لے کر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک ہے کہ وہ اپنی بت پرستی پر اس قدر مصر ہیں کہ ایک نبی اپنی قوم کو ان کی مثال دے کر تاکید کرتا ہے کہ جس طرح عرب اپنی بت پرستی پر بشدت قائم ہیں کہ کوئی دنیا کی طاقت ان کو بت پرستی سے باز نہیں رکھ سکتی اسی طرح تم توحید پر قائم اور مضبوط ہو جاؤ کہ دنیا کا کوئی لالچ اور قوت کا مظاہرہ تمہیں توحید سے برخلاف نہ کر سکے۔ پیشگوئی میں۔

"میں تم سے جھگڑا کروں گا" کے الفاظ قابل غور ہیں اس میں جس لفظ کا ترجمہ جھگڑا کروں گا کیا گیا ہے عبری میں وہ لفظ اریب ہے اریب کے معنی بلند آواز سے جھگڑا کرنا ہیں۔ گویا خداوند خدا اپنے نبی کے ذریعہ بنی

---

۱؎ عرب کے اپنی اس بت پرستی پر اصرار کا ذکر یرمیاہ ۲: ۲ میں بھی آتا ہے ۱۲

اسرائیل پر ایک حجت قائم کرنا چاہتا ہے کہ عرب کی موجودہ حالت پر غور کرو کہ وہ اپنی بت پرستی پر کس قدر مصر ہیں اس کی بابت تم سے بحث ہوگی سر دست تم ان کی اس شدت کی حالت کو یاد رکھو اس کی بابت تمہارے لڑکوں کے لڑکوں سے بھی بحث ہوگی یعنی آئندہ زمانہ میں جب اہل عرب اپنی اس ضد کو چھوڑ دینگے

## پیشگوئی میں دوسری بصیرت اس میں کس قوم کا ذکر ہے؟

آیت زیر بحث میں کتیم اور قیدار دو قوموں کا ذکر ہے اور یہ دونوں قومیں عرب ہیں کتیم حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد ہیں جو عرب کے مغربی حصہ میں آباد ہوئے اور قیدار کو اس کے مشرق میں کہیں سمجھا جاتا ہے آیت کا مطلب بالکل واضح ہے کہ عرب کے مشرق اور مغرب میں جا کر دیکھو اور خوب غور کرو کہ ایسی بات دنیا میں کہیں ہوئی جیسی ملک عرب میں ہوئی۔

## تیسری بصیرت ملک عرب کی بے نظیر اصلاح

جس تعجب کے ساتھ ایک نبی نے اس امر کو عرب کے متعلق بیان کیا ہے وہ دنیا کی تاریخ میں ایک بے نظیر واقعہ ہے۔ عرب جیسی اکھڑ اور ضدی قوم انہوں نے اپنے سارے الہوں کو جو حقیقت میں خدا نہ تھے بدل ڈالا اور ایک خدائے واحد کی پرستش اختیار کرلی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا دنیا میں کسی نبی کو یہ فضیلت کا یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوا آپ ہی صرف آپ ہی وہ مصلح اعظم ہیں جنہوں نے تمام ملک اور قوم کی کایا پلٹ کردی پیشگوئی کے آخری حصہ میں یرمیاہ نبی اپنی قوم پر نوحہ کرتا ہے کہ اس جلال کو جو قوم عرب کو نصیب ہوا کہ انہوں نے اپنی ذلت کو بدل لیا میری قوم نے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور یہ امر اس قدر حیرتناک ہے کہ اس پر آسمان بھی متعجب اور متحیر ہے گویا یہود کی سنگدلی عرب کی قساوت سے بھی بڑھ کر نکلی عرب اپنی بت پرستی کیلئے ضرب المثل تھے وہ موحد ہو گئے مگر یہود جو موحد اور وارث انبیاء تھے اس جلال سے محروم رہے۔

## یرمیاہ نبی کی دوسری بشارت

### مکہ معظمہ اتحاد اقوام کا مقام ہوگا

اُس وقت یروشلم خداوند کا تخت کہلایا جائیگا اور اس میں یعنی یروشلم ہی میں ساری قومیں خداوند کے نام

سے جمع ہوں گی اور وے پھر اپنے برے دل کے تصور کی پیروی نہ کریں گے انہی دنوں میں یہوداہ کا گھرانا اسرائیل کے گھرانے کے ساتھ چلے گا وے مل کے اتر کی زمین میں سے اس زمین میں جسے میں نے تمہارے باپ دادوں کو میراث میں دیا آویں گے۔" یرمیاہ ۳: ۱۷ و ۱۸

اس پیشگوئی میں یروشلم سے مراد مکہ معظمہ ہے جیسا کہ اس سے پیشتر یسعیاہ نبی کی پیشگوئی میں ہم ثابت کر چکے ہیں اور بوجوہات ذیل یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی نئے یروشلم (مکہ معظمہ) کے متعلق ہے۔

۱۔ کعبۃ اللہ جیسا کہ لکھا ہے خداوند کا تخت گاہ یا بیت اللہ کہلایا۔

۲۔ خدا کے نام پر اسی جگہ سب قومیں جمع ہوئیں اسلام نے دنیا کی تمام اقوام سے خراج وصول کیا اور کوئی ملک ایسا نہیں جس کے باشندے اسلام میں داخل نہ ہوئے ہوں۔

۳۔ برے دل کی تصور پرستی یا بت پرستی عرب سے بالکل اٹھ گئی اور ہمیشہ کے لئے اٹھ گئی۔

۴۔ یہوداہ کا گھرانا اسرائیل کے گھرانے کے ساتھ صرف عرب میں ہی چلا اور کسی مذہب کو یہ امر نصیب نہیں ہوا بنی اسرائیل کے گم شدہ قبائل نے کشمیر اور افغانستان میں اسلام قبول کیا اور عرب میں اوس و خزرج قبائل یہوداہ نے۔ اور دونوں اسلام میں جذب ہو کر مکہ معظمہ میں ایک ساتھ چلے۔

۵۔ ملک شام جو وعدہ کی سرزمین کہلاتی ہے اس کے مسلمان وارث ہوئے اور یوں یہ پیشگوئی لفظ بلفظ مکہ معظمہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں پوری ہوئی۔

## یرمیاہ نبی کی تیسری بشارت

### قوم عرب کی بہادری

"اے اسرائیل کے گھرانے دیکھو میں تم پر ایک قوم دور سے چڑھا لاؤں گا خداوند کہتا ہے وہ زبردست قوم ہے وہ قدیم قوم ہے جس کی زبان تو بالکل نہیں جانتا اور جو کچھ وے کہتے ہیں تو نہیں سمجھتا ان کی ترکش کھلی ہوئی قبر کی مانند ہے وے سب بہادر ہیں" یرمیاہ ۵: ۱۵ و ۱۶

اس پیشگوئی کے ماتحت قوم مسلم نے کنعان کی سرزمین کو فتح کیا یہ قدیم قوم عرب ہے جس کی زبان اہل کنعان نہ سمجھتے تھے۔ تیر اندازی اسی قوم پر ختم تھی اور ان میں سے ہر ایک جری بہادر تھا

## یرمیاہ نبی کی نبوۃ چہارم

"رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ درخت کاٹ ڈالو اور یروشلم کے خلاف دمدمہ باندھو یہ وہ شہر ہے جسے چاہیئے کہ بڑی سزا دی جائے اس کے درمیان ہر طرح کا ظلم ہے جس طرح سوتا اپنا پانی اُچھالتا ہے اسی طرح وہ اپنی خباثت کو اُچھال رہی ہے ظلم اور ستم کی صدا اس میں سُنی جاتی ہے ہر دم میرے سامنے دکھ درد اور زخم ہیں اے یروشلم تربیت پذیر ہوتا نہ ہووے کہ میرا دل تجھ سے ہٹ جائے کہ میں تجھے ویران کر دوں اور بے چراغ زمین بناؤں۔"

(یرمیاہ ۶: ۶ تا ۸)

پیشگوئیوں میں بعض اوقات کسی خاص مقام سے مراد اس کی وارث ایک قوم ہوتی ہے بائیبل میں اس قسم کے محاورات بکثرت ہیں اس لئے جہاں کہیں یروشلم کی بدکاری کا ذکر ہے وہاں بنی اسرائیل کی بدکاری مراد ہے ورنہ بدکاری صرف یروشلم میں نہ تھی بلکہ یہودہ کے اور شہروں میں بھی تھی جہاں یہودی آباد تھے پس یروشلم سے مراد کل قوم یہود ہے اور اس پیشگوئی میں یروشلم کا محاصرہ کرنے سے قوم یہود کا محاصرہ کرنا مراد ہے چنانچہ ۴ھ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودی قوم بنی نضیر کا محاصرہ کیا کیونکہ یہ لوگ اسلام کے خلاف منصوبے کرتے تھے اور پیشگوئی کے مطابق اپنی خباثت کو رات دن اُچھالتے رہتے تھے چنانچہ اس قوم کو مدینہ سے نکال دیا گیا پیشگوئی کے ان الفاظ کو کہ

"رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ درخت کاٹ ڈالو۔"

قرآن شریف نے یوں ادا فرمایا ہے:۔

ما قطعتم من لینۃٍ او ترکتموھا قائمۃ علیٰ اصولھا فباذن اللہ ولیخزی الفاسقین (۵۹: ۵)

جو تم نے کھجور کا درخت کاٹا یا اسے اپنی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا سو اللہ کے حکم سے تھا تاکہ وہ

نافرمانوں کو رسوا کرے"۔ بائبل کے الفاظ "رب الافواج فرماتا ہے کہ درخت کاٹ ڈالو"، اور قرآن کریم کا ارشاد "فباذن اللہ" یعنی جو درخت تم نے کاٹا وہ اللہ کے حکم سے تھا قابل غور ہیں یرمیاہ نبی نے فرمایا کہ "میں تجھے ویران کروں اور بے چراغ بناؤں" اور قرآن شریف فرماتا ہے ولیخزی الفاسقین تاکہ وہ نافرمانوں کو رسوا کرے اور دوسری جگہ فرمایا یخربون بیوتہم وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو ویران کرتے تھے۔ غرض یہود کی یہ قوم حسب نبوۃ یرمیاہ اپنے گھروں کو ویران کر کے ملک شام کو چلی گئی اور اس پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے خود پورا کر گئی

## نبوۃ پنجم بنی نضیر کیوں مسلمان نہ ہوئے؟

یہود کی قوم بنی نضیر جس کا ذکر نبوۃ چہارم میں کیا گیا انہی کے متعلق ایک اور بصیرت کتاب یرمیاہ میں موجود ہے تعجب ہے کہ کل کا کل عرب مسلمان ہو گیا لیکن یہود کا ایک حصہ مسلمان نہ ہوا اور صرف یہی ایک قوم تھی جسے ایسی سخت سزا ملی یعنی ان کو جلا وطن کیا گیا اس کی وجہ یرمیاہ نبی نے خود بیان کی ہے

"اے میری قوم کی بیٹی کمر پر ٹاٹ باندھ اور راکھ میں لوٹ آپ کو اس کی مانند جس کا اکلوتا بیٹا مرجائے ماتم کی شکل بنا اور دلخراش نوحہ کر کیونکہ غارت کرنے والا ہم پر اچانک آئے گا۔ ... وے رب کے سب نہایت سرکش ہیں وے غیبت کیا کرتے ہیں وے تو تانبا اور لوہا ہیں وے سب کے سب خراب کرنے والے ہیں دھونکنی جل گئی سیسہ آگ سے بھسم ہو گیا کسیرا بے فائدہ گداز کرتا ہے کیونکہ شریر الگ نہیں ہوئے کھوٹی چاندی لوگ ان کا نام رکھیں گے کہ خدا نے انہیں رد کر دیا ہے"۔

یرمیاہ ۶: ۲۶ تا ۳۰

بنو نضیر کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قبول نہ کرنا خداوند کے نزدیک ایسا بڑا حسرت خیز تھا گویا کسی کا اکلوتا بیٹا مرجائے اور اس کی نسل ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منقطع ہو جائے اور وہ اس قیامت خیز سانحہ پر نوحہ خوانی کر رہی ہو یرمیاہ نبی نے قوم یہود کی ایسے ہی دلخراش واقعہ سے تشبیہ دی ہے کہ یروشلم کی بیٹی یا قوم یہود اس عظیم الشان محسن کو قبول نہ کرے قرآن شریف نے اس واقعہ کو جس سورۃ میں بیان کیا ہے اس کا نام سورۃ حشر اسی طرف اشارہ کرنے کیلئے رکھا ہے چنانچہ فرمایا۔

هو الذی اخرج الذین کفروا من اهل الکتاب من دیارهم لاول الحشر (۵۹ : ۲) "اللہ وہ ہے جس نے ان لوگوں کو جو اہل کتاب میں سے کافر ہیں ان کے گھروں سے پہلی جلاوطنی کے لیے نکالا"۔ بیشک بنو نضیر اپنے گھروں سے جلا وطن کیے گئے لیکن حقیقت میں اس عظیم الشان نبی کا کفر جو ان کے لیے خداوند یہوہ کی طرف سے امن اور سلامتی لایا تھا ان کو یروشلم (سلامتی کے شہر) سے نکالنے والا تھا۔ مدینۃ الاسلام یا مدینۃ النبی اس وقت حقیقی معنوں میں سلامتی والا شہر تھا جس سے ان کا اخراج یا انکار اسلام کرنا اس قوم کے لیے حشر سے کم نہ تھا اور اسی اخراج کا یہ نتیجہ ہے کہ یہود آج تک ہمیشہ ہر ملک سے نکالے جاتے رہے ہیں

## یرمیاہ نبی کی اس نبوۃ میں دوسری بصیرۃ

یرمیاہ ۶: ۲۷

"فرمایا غارتگر ہم پر اچانک آوے گا۔ میں نے تجھے اپنی قوم میں حفاظت کا برج اور قلعہ بنایا ہے تاکہ تو ان کی روش کو پہچانے اور انہیں صحیح راستہ پر چلائے"

بائبل کے اردو ترجمہ میں اس آیت کا ترجمہ غلط ہے ہم نے عبری سے براہ راست اسے ترجمہ کیا ہے جو قریباً قریباً انگریزی ترجمہ کے مطابق ہے

اس نبوۃ میں غارتگر سے مراد خود اللہ تعالیٰ ہے بائبل کا اصل لفظ "شودید" ہے جس کے معنی تباہ کرنے والے کے ہیں لیکن بائبل میں خدا کا آنا عذاب آنے کے لیے ایک عام محاورہ ہے اسی لیے لفظ "شودید" پر ہا تعریف لگا کر اسے معرفہ بنایا گیا ہے گویا اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر اچانک آیا عذاب سے بچنے کے لیے ان کے پاس قلعے بھی ضرور تھے لیکن بائبل نے اس نبوۃ میں ایک نبی کو قلعہ اور حفاظت کا برج بنا کر اس امر کو ظاہر کیا ہے کہ درحقیقت انبیاء اپنی قوم کے لیے بطور قلعہ اور برج حفاظت ہوتے ہیں اسی کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے۔ وظنوا انهم مانعتهم حصونهم من الله فاتاهم الله من حیث لم یحتسبوا (۵۹ : ۲)

"اور وہ خیال کرتے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچا لیں گے سو اللہ ان پر ان کے گمان کے خلاف اچانک آیا" یرمیاہ کی نبوۃ کے الفاظ پڑھیے اور قرآن شریف کے الفاظ سے مقابلہ کیجیے کہ دونوں میں کس قدر یگانگت ہے جب انبیاء کے ساتھ ان لوگوں کا تعلق نہ رہا اور ان انبیاء کے موعود نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو انہوں نے قبول نہ کیا تو وہ اس قوم کے لیے حفاظت کے قلعے بھی نہ رہے

## نبوۃ بالا میں تیسری بصیرۃ بنو نضیر کی سرکشی

"وے سب کے سب نہایت سرکش ہیں وے غیبت کیا کرتے ہیں" الخ

بنو نضیر یہود کی تیسری علامت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ قوم ساری کی ساری سرکش ہے اور ان کا کام غیبت اور نفاق ہے چنانچہ کفار قریش کے ساتھ یہ لوگ اسلام کے خلاف ساز باز کرتے تھے اور ان کی غیبت کے خطوط بھی پکڑے گئے (دیکھو حدیث ابو داؤد)

نبوۃ یرمیاہ میں جس قدر علامات بنو نضیر کی بیان ہوئی ہیں وہ ان کے فسق اور نفاق پر دال ہیں چنانچہ ہی کے متعلق قرآن شریف

نے دوسری جگہ فرمایا: ومما یوقدون علیہ فی النار ابتغاء حلیۃ او متاع زبد مثلہ کذٰلک یضرب اللّٰہ الحق والباطل فاما الزبد فیذھب جفاءً واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض (۱۳ : ۱۷)

اور اس میں جسے آگ میں تپاتے ہیں زیور یا اور سامان بنانے کے لیے جھاگ اٹھتا ہے اسی طرح اللہ حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے سو جھاگ تو رائگاں جاتا ہے اور وہ جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے زمین میں قائم رہتا ہے۔"

سونے چاندی میں جس قدر کھوٹ ہوتا ہے آگ پر گداز کرنے سے جھاگ بن جاتا ہے اسی طرح ایک قوم جس میں منافق موجود ہوں آزمائش اور ابتلاء سے اس کا کھوٹ ظاہر ہو جاتا ہے بنو نضیر بظاہر مسلمانوں کے حلیف تھے لیکن جنگ میں ان کا کھوٹ ظاہر ہو گیا۔ یرمیاہ نبی نے اسی لیے انہیں کھوٹی چاندی قرار دیا جسے خدا نے رد کر دیا۔

## یہ پیشگوئی بنو نضیر کے متعلق کیوں ہے؟

نضیر کے معنی خالص سونا یا چاندی کے ہیں اور کتاب مقدس نے اسے کھوٹی چاندی قرار دیا ہے ردی دھات اور کھوٹی چاندی کا محاورہ کتاب انبیاء میں کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور یہ محاورہ ہر لحاظ سے بنو نضیر پر صادق آتا ہے۔

۱۔ کھوٹی چاندی اس لحاظ سے کہ وہ تاؤ دینے والے کے سامنے اپنے کھوٹ کو ظاہر کر دیتی ہے آزمائش پر پوری نہیں اترتی بنو نضیر اگرچہ اپنے نام کے لحاظ سے خالص سونا یا چاندی تھے لیکن آزمائش کے ہر موقعہ پر انہوں نے اپنے کھوٹے پن کو ظاہر کیا بظاہر وہ مسلمانوں کے حلیف تھے لیکن اندرونی طور پر وہ دشمن اسلام تھے اور یہ طرز عمل بزائیت ہتب میں معیوب ہے

۲۔ وہ جو قیمت رہا اور عزت پاتا ہو وہ خالص تھے جیسے چاندی کا برتن ہو مگر جو بازی ہار جاتا ہو وہ کھوٹی دھات کہلاتا ہو (مطاوس ۲:۱۸) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس جنگ میں کامیاب ہوئے بنو نضیر نے شکست کھائی اس بنا پر بنی نضیر کھوٹی چاندی اور رد شدہ دھات تھی

۳۔ کھوٹی چاندی اور کھوٹا دل دونوں مترادف ہیں وہ دل جو حق اور باطل میں فرق نہیں کر سکتا وہ کھوٹا دل ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد کو ان لوگوں کے ساتھ نبھایا لیکن انہوں نے دشمنان اسلام کے ساتھ ساز باز رکھی یہی ایک امر اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت پرکھنے کے لئے کافی تھا لیکن بنی نضیر نے محض تعصب سے اس حق کو قبول نہ کیا

۴۔ کھوٹی چاندی سے مراد خدا کی رد کردہ قوم بھی جس طرح کھوٹی چاندی کو کوئی شخص قبول نہیں کرتا اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی کھوٹی قوم یا منافقین کو قبول نہیں کرتا۔

۵۔ ایک وقت تھا کہ یہودی مذہب خدا کے نزدیک مقبول تھا ان کو نبوۃ اور حکومت کا حصہ کثیر ملا لیکن ان کی سرکشی کی وجہ سے نبوۃ

اور حکومت ان سے چھین لی گئی اور یہ قوم خدا کی نگاہ میں مغضوب ہونے کی وجہ سے کھوٹی چاندی کہلائی۔ حزقیل ۲۲: ۱۸ تا ۲۲

۶۔ کوئی سکہ نامقبول اور رد شدہ نہیں ہوتا جب تک اس کی جگہ نیا سکہ رائج نہ ہو جائے اسلام کی آمد نے سکہ کی آمد تھی یہودی مذہب اس کے بعد سکہ نامقبول ہو گیا یہ قوم کھوٹا سکہ یا رد شدہ نہیں کہلا سکتی تھی جب تک کہ سکہ تبدیل نہ ہو گیا جو اسلام نے آکر پہلے کے تمام مذاہب کے سکہ جات کو ناقابل قبول بنا دیا یرمیاہ نبی نے اسی بنا پر کھوٹی چاندی اور خدا سے رد شدہ قوم دونوں جملوں کو ساتھ ساتھ رکھا ہے تا یہ ثابت ہو کہ اب مذہب یہود کا بازار صداقت میں چلن بند ہو گیا اس لئے کہ خدا نے اسے رد کر دیا۔

۷۔ بنو نضیر ابتدا سے کھوٹی چاندی یا غیر خالص سونا نہ تھے بلکہ وہ اپنے نام کے لحاظ سے ہم باہمتی خالص سونا اور چاندی تھے چنانچہ یرمیاہ نبی اسی قوم پر نوحہ کرتا ہوا کہتا ہے

"سونا کیوں کر بے جلا ہو گیا خالص کندن کا سونا کیوں کر بدل گیا مقدس پتھر ہر ایک گلی کے سرے پر پھینکے گئے صیہون کے ذہنگ موئے بیٹے جو کندن سے مشابہ تھے سو وے کیسے کمہار کے ہاتھوں بنائے کوزوں کی مانند ٹھہرے"۔ نوحہ یرمیاہ ۴: ۱ و ۲۔

یعنی کس قدر تعجب کی بات اور حیرتناک امر ہے کہ خالص سونا بے جلا ہو کر بدل گیا مقدس پتھر (علماء) جن پر بنیاد مذہب قائم تھی گلیوں میں ذلیل و خوار ہوئے بنی اسرائیل کے ذہنگ موئے بیٹے اپنی کرتوتوں اور حرکات سے کمہار کے ہاتھوں بنا کوزوں کی مانند ٹھہر گئے جیسے وہ توڑ ڈالتا اور دریغ نہیں کرتا چنانچہ اس کے ٹکڑوں میں ایک ٹھیکرا نہ ملے جس میں چولھے سے بہ سے آگ اٹھائی جائے یا کنڈ سے پانی لیا جائے کہ خداوند یہوواہ بنی اسرائیل کا قدوس یوں فرماتا ہو کہ توبہ کرنے میں اور چپکے بیٹھنے میں تمہاری سلامتی ہو خاموشی اور توکل میں تمہاری قوت ہے پر تم نے یہ نہ چاہا یسعیاہ ۳۰: ۱۴ و ۱۵

## یرمیاہ نبی کی پانچویں نبوۃ

### اسلام کے بعد شریعت یہود منسوخ ہو گئی

قرآن شریف فرماتا ہے من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ (۴ : ۴۶)

ان لوگوں میں سے جو یہودی ہیں کلمات کو ان کے اصل موضع سے تحریف کرتے ہیں"۔ یہ تحریف لفظی تھی جس کے مرتکب ان کے علماء و احبار ہوتے تھے اس امر کو یرمیاہ نبی نے یوں بیان کیا ہے۔

"ہاں ہوا میں لق لق اپنے مقررہ وقتوں کو جانتی ہے اور قمری و ابابیل اور چکوا اپنے آنے کا وقت پہچان لیتے ہیں پر میری قوم خدا کی عدالت کو نہیں پہچانتی ہے تم کیوں کر کہتے ہو کہ ہم تو دانشمند اور خداوند کی شریعت ہمارے پاس ہے دیکھو حقیقت میں نقل نویسوں کے باطل قلم نے اسے عبث بنا رکھا ہے۔ دانشمند شرمندہ ہوئے وے حیران ہوئے اور پکڑے گئے دیکھو انہوں نے خداوند کے کلم کو حقیر جانا تو ان میں کیا دانائی ہو سکتی ہے

اس لئے میں اُنکی جوروؤں اوروں کو اور ان کے کھیت انہیں جو انکے وارث ہونگے دوں گا کیونکہ وے سب چھوٹے سے بڑے تک لالچی ہیں۔ یرمیاہ ۸: ۱۰

تنسیخ شریعت سابقہ کی دو وجوہ ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ وقت اور موسم بدل جائے اور دوسرے یہ کہ پہلی کتاب میں تحریف ہو جائے۔ یرمیاہ نبی نے ان دونوں باتوں کو نہایت واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔ جانور تک اپنے مقررہ وقتوں کو پہچانتے ہیں کہ گرمی اور سردی میں اپنا وقت کہاں گزارنا ہے جب گرمی کی آمد شروع ہوتی ہے تو وہ نقل مکان کر کے سرد ممالک کو روانہ ہو جاتے ہیں۔ ابابیل کس قدر حساس واقع ہوئے ہیں کہ وہ ہر سال ٹھیک موسم کے آنے سے پہلے ہزاروں میلوں کا سفر کرتے ہیں اور موسم کی تبدیلی کے ساتھ واپس آ جاتے ہیں پر افسوس قوم یہود نے انسان ہو کر خدا کی عدالت کے آنے کے وقت کو نہ پہچانا انہوں نے یہ خیال کیا کہ ان کے پاس جو شریعت ہے وہ ان کے لئے بس ہے۔

لیکن اس شریعت میں بھی تو نقل نویسوں کے قلم نے ایک عرصہ دراز سے تحریف کر رکھی ہے اور کتاب کو باطل بنا دیا ہے۔ دانشمند شرمندہ ہوئے وے حیران ہوگئے اور پکڑے گئے۔ اسلام اور قرآن کریم نے ان کی تحریفات کو کھول کھول کر بیان کیا اور ان کو ان کی کرتوتوں پر خوب شرمندہ کیا انبیاء کے متعلق ان کی تحریفات ظاہر ہو گئیں وے حیران ہوئے اور پکڑے گئے۔

پہلے کلام کے باطل ہو جانے کے بعد تازہ کلام کا آنا ناگزیر تھا اور وہ آیا اور ٹھیک اپنے وقت پر آیا مگر انہوں نے خداوند کے کلام (قرآن مجید) کو حقیر جانا تو ان میں کیا دانائی ہو سکتی ہے۔ وہ جان بوجھ کر کلام الٰہی میں تحریف کے مرتکب ہوئے انہوں نے خدا کے کلام پر اپنی عقل کو ترجیح دی تو ان میں دانائی کہاں رہی کیا وہ اتنا بھی نہیں پہچانتے کہ یہی وقت خداوند کی عدالت کے آنے کا وقت ہے جب پہلی شریعت اور کتاب باطل ہو گئی تو یقیناً اس کے بعد نئی شریعت آنی چاہئے۔ جانور تک کس طرح تبدیلی موسم کو پہچانتے ہیں مگر یہود نے خود شریعت کو محرف کر دیا تو انہیں تبدیلی شریعت کا منتظر ہونا چاہئے تھا۔ مگر جس طرح انہوں نے پہلی شریعت کی تحریف میں عقلمندی کا اظہار نہیں کیا اسی طرح اس کلام الٰہی کو حقیر جانا تو کوئی دانائی کا ثبوت نہیں دیا یہود کو ان کے اس نا روا فعل کی سزا ملے گی اور یہ سزا ساری قوم کو ملے گی کیونکہ لکھا ہے "وے چھوٹے سے بڑے تک لالچی ہیں" اس لئے خداوند فرماتا ہے

"میں انہیں سراسر فنا کروں گا خداوند کہتا ہے تاکیں انگور نہ ہوں گے اور انجیر کے درختوں میں انجیر نہ ہوں گے اور پتے بھی سوکھ جائیں گے اور میں ان کے لئے وے لوگ مقرر کروں گا جو انہیں دبا دیں گے۔" حوالہ مذکور آیت ۱۳

چنانچہ جناب مسیح کی بات پر یہود کو یہ سزا مل گئی تھی کہ یہود انجیر کا ایک درخت تھا جس پر پتے تو بھی تھے مگر پھل ندارد تھا جناب مسیح کے لعنت کرنے سے اس کے پتے بھی سوکھ گئے بلکہ وہ درخت بھی جڑ سے خشک ہو گیا۔ متی ۲۱: ۱۹ و ۲۰ مرقس ۱۱: ۱۲-۱۴ و ۲۰ اور ۲۱ کیا یہ تمثیل نئے موسم اور نئی شریعت کے آنے کی دلیل نہیں تھی یہود اور عیسائی کاش اسے سمجھتے!

## میثاق النبیین اختتام حصہ اول